ملفوظات حضرت خواجہ حافظ غلام سدیدالدین تونسوی

موسوم بہ

القول السدید

جامع الملفوظات

الحاج مولانا عبدالستار خان افغانی

مترجم

حضرت العلامہ مولانا فقیر محمود صاحب سدیدی سلیمانی

سابق خطیب جامع مسجد آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف

مرتب

محمد عبدالغفور سلیمانی

ملفوظاتِ حضرت خواجہ

حافظ غلام سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

موسوم بہ

القول السدید

(تلخیص) ملفوظات حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین تونسویؒ

موسوم بہ

القول السدید

جامع الملفوظاتؒ

الحاج مولانا عبدالستار خان افغانی

مترجم

حضرت العلامہ مولانا فقیر محمود صاحب سدیدی سلیمانی

سابق خطیب جامع مسجد آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف

مرتب

محمد عبدالغفور سلیمانی

نام کتاب .... القول السدید

جامع .... الحاج مولانا عبدالستار خان افغانی

مترجم .... حضرت العلامہ مولانا فقیر محمود سدیدی تونسوی

مرتب و ناشر .... محمد عبدالغفور سلیمانی

تصحیح و نظر ثانی .... محمد ناصر خان چشتی (فاضل دارالعلوم نعیمیہ)
mnk_chishiti@yahoo.com - 0300-2080345

سن طباعت .... رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ/ اگست ۲۰۱۱ء

صفحات .... ایک صد بیاسی (۱۸۲)

تعداد .... پانچ سو (۵۰۰)

ہدیہ .... -/۲۰۰ روپے

حضرت اعلیٰ قبلہ عالم

شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ

کے نام

گرچہ خوردیم نسبت ست قوی!

فہرس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب وناشر

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

"القول السدید" سلسلہ چشتیہ سلیمانیہ کا ایک نہایت ہی اہم اور منفرد مجموعہ ہے۔ اس مجموعہ میں حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال ومناقب اور ملفوظات گرامی درج ہیں۔ اس ذخیرہ بہا کے جامع الحاج مولانا عبدالستار خان خروٹی افغانی ہیں مولانا موصوف حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور حضرت خواجہ حافظ صاحب کے دورِ خلافت (سجادگی) میں اکثر وبیشتر سفر وحضر میں حضرت صاحب کے ساتھ رہتے تھے اور حضرت خواجہ حافظ صاحب کی اجازت سے ہی یہ ملفوظات جمع کیے۔ اب یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ حضرت خواجہ حافظ صاحب کی وفات کے بعد حاجی صاحب موصوف تادمِ زیست تونسہ شریف میں رہے یا اپنے وطن مالوف غزنی (افغانستان) واپس چلے گئے تھے۔

البتہ برادر طریقت مولانا حافظ محمد جمشید صاحب سلیمانی (امام جامع مسجد سلیمانی آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف) اپنے والد گرامی حافظ غلام یٰسین سدیدی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ۱۹۶۶ء میں جب وہ پہلی مرتبہ غزنی افغانستان گئے تھے تو اس وقت جامع الملفوظات زندہ تھے، ان سے ملاقات ہوئی اور ان کے ساتھ چشت شریف میں بہت سے مزارات کی زیارتیں کیں

لیکن ۱۹۶۷ء دوسری مرتبہ حافظ غلام یاسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت خواجہ خان محمد صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ غزنی (افغانستان) گئے تو حاجی صاحب موصوف فوت ہو چکے تھے کیونکہ حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی قبر پر گئے اور فاتحہ پڑھی۔

المختصر یہ کہ جامع الملفوظ کے سن وفات کا تعین نہیں ہو سکا کہ ۱۹۶۶ء یا ۱۹۶۷ء ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

یہ ملفوظات فارسی زبان میں تھے۔ ہر شخص کا اس مجموعہ سے مستفید ہونا ناممکن تھا کیونکہ فارسی زبان بتدریج زوال پذیر ہوتی جا رہی تھی اور اب جس عالمِ کسمپرسی میں ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس امر کی اشد ضرورت تھی کہ اسلاف و مشائخ عظام کے ملفوظات اور ان کے کارناموں کو موجودہ نسل کے سامنے پیش کیا جائے۔ اسی کے پیشِ نظر استاذ العلماء واستاذی حضرت العلامہ مولانا فقیر محمود صاحب سدیدی سلیمانی مدظلہ نے اس مجموعہ کا اردو میں ترجمہ کیا، تاکہ سلسلہ چشتیہ سلیمانیہ سے منسلک ہر خاص و عام مستفید ہو سکے۔

آج سے اکتیس (۳۱) سال قبل یعنی ۱۹۸۰ میں قبلہ استاذیم صاحب نے "القول السدید" کے کچھ صفحات (تلخیص) اس ناچیز کو دے کر فرمایا کہ میں ان ملفوظات کو حسنِ ترتیب و حسنِ کتابت سے کتابی صورت میں شائع کروں "زہے عز و شرف" میں نے بصد شکریہ اس اعزاز کو قبول کیا کیونکہ اس وقت میں ملتان شریف میں ایک اخبار میں شعبہ کتابت سے وابستہ تھا، اس لیے یہ کام میرے لیے چنداں مشکل نہ تھا۔ چنانچہ میں نے کتابت کر کے ایک (سوتیلے)

پیر بھائی کے حوالے کیا کہ ان ملفوظات کی چھپائی کرا دیں کیونکہ وہ شعبہ پرنٹنگ سے منسلک تھے، انہوں نے بڑے پیار بھرے انداز میں یہ ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کتابت شدہ مسودہ مجھ سے لے لیا لیکن اس کے بعد انہوں نے برادرانِ یوسف (علیہ السلام) والا کردار ادا کیا اور کہنے لگے کہ مسودہ ضائع ہو گیا ہے پھر صبر جمیل کے سوا کچھ نہ تھا۔ میں بھی ملتان سے کراچی چلا گیا۔

آخر لامر یہ کہ ۱۳ سال بعد یعنی ۲۰۱۱ء کے اوائل میں موصوف اسی کتابت شدہ ملفوظات کی فوٹو کاپیاں کرا کے گراں قیمت میں فروخت کرنے لگے۔

میں نے بھی ایک نسخہ منگوایا اور خوبصورت انداز میں طبع کرانے کا مصمّم ارادہ کیا۔ (بموقع عرس مبارک حضرت ثانی کریم ۲۷ جمادی الاوّل ۱۴۳۲ھ بمطابق یکم مئی ۲۰۱۱ء) تو میرے استاذ محترم حضرت مولانا مفتی حافظ احمد سدیدی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر خورد مولانا حافظ عبدالخالق صاحب سدیدی (خطیب جامع مسجد سلیمانی آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف) نے مہربانی فرمائی غیر مطبوعہ عکسی بوسیدہ شکل میں تقریباً ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ایک کتاب دی اور فرمایا کہ یہ حضرت خواجہ حافظ صاحب کے ملفوظات ہیں ان کو بھی شامل کریں۔ ۱۷ جون ۲۰۱۱ء کو دوسری مرتبہ جب میں کراچی سے تونسہ شریف حاضر ہوا تو مسجدِ سلیمانی کے امام محترم مولانا حافظ محمد جمشید سلیمانی نے بھی ''القول السدید'' کا ایک اصلی قلمی نسخہ عنایت کیا جو زیادہ واضح اور روشن خط میں تھا۔ اس سے میرے حوصلے بہت ہی بلند ہو گئے۔

بقول کسے:

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

ہر چند پیر وخستہ دل وناتواں شدم
ہر گہ یادِ روئے تو کردم جواں شدم

میں ہر دونوں حضرات کا نہایت ہی ممنون و متشکر ہوں کہ انہوں نے میری حوصلہ افزائی کی اور ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔

پھر میں نے اپنی تمام تر بے لیاقتی اور ناتجربہ کاری کے باوجود اس کتاب کا مطالعہ شروع کیا بہت سی چیزیں میری بے علمی کے باعث شامل اشاعت ہونے سے رہ گئیں مثلاً فارسی زبان میں اشعار و قصائد جو حضراتِ خواجگان کے مناقب میں لکھے گئے تھے اور پشتو زبان میں قصائد واشعار بقول حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ "زبانِ یارِ من ترکی و من ترکی نمی دانم" کے مصداق میں نے عمداً شامل نہیں کیے کیونکہ میں اس زبان کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بعد میں کوئی صاحب حال وقال اور ذی علم اس متروکہ مواد کو شامل اشاعت کر کے کما حقہٗ حق ادا کریں گے۔

علاوہ ازیں ایسی روایات و حکایات بھی خارج کر دی گئی ہیں جن سے حضرات سجادگان والا شان کے درمیان خدّام کی وجہ سے باہمی اختلافات کی نشاندہی ہوتی تھی ورنہ یہ حضرات تو رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کی عملی تصویر ہوتے ہیں۔

اب قارئین حضرات سے التماس ہے کہ اس میں جو خامیاں ہیں، ان کی نشاندہی کر کے اس ناچیز کو ضرور مطلع کریں اور اس مجموعہ کا جو حصہ اگر کسی کو پسند نہ آئے تو وہ قابلِ اعتراض حصہ میری کوتاہی اور کم فہمی کا نتیجہ ہوگا۔

میں اپنے ان تمام پیر بھائیوں اور احباب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ''القول السدید'' کے مسودہ کی تیاری میں کسی طرح بھی میری معاونت فرمائی۔ خصوصاً برادر طریقت حافظ قادر بخش صاحب سدیدی (مکول کلاں) اور ہر دل عزیز حافظ غلام رسول صاحب فخری (مکول کلاں)۔

آخر میں میں اپنے محسن مستغنی عن الالقاب محترم میاں محمد عادل صاحب ملتانی مصنف تذکرہ عباد الرحمان کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود وقت دیا اور مفید مشوروں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان کو عمرِ خضری عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ع شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ:

منت منہ کہ خدمت سلطان می کنی
منت ازد شناس کہ بخدمت گذاشتت

یہ سب کچھ میرے استاذ ذی وقار حضرت العلامہ مولانا فقیر محمود صاحب سدیدی سلیمانی کی محبت و شفقت کا نتیجہ ہے کہ مجھے اس درِ اقدس پر حاضری کا شرف بخشا، ورنہ:

ع ''من آنم کہ من دانم''

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

توئی پروردگارم یا الٰہی
توقع از تو دارم یا الٰہی

مددگارم توئی در دین و دنیا
کہ باشد جز تو یارم یا الٰہی

بدہ توفیقِ خیرم در عبادت
زعصیاں شرمسارم یا الٰہی

اگر من سر بسر عرقِ گناہم
توئی آمرزگارم یا الٰہی

چو غفاری و ستار العیوبی
ز تو امیدوارم یا الٰہی

نجاتم دہ بکن از عفو و رحمت
ز دوزخ رستگارم یا الٰہی

تمنائے تراب از تو ہمین است
بیادت خوش گذارم یا الٰہی

(شاہ تراب علی، ماخوذ از نغماتِ سماع)

نعت شریف

(حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ)

تنم فرسودہ جاں پارہ زہجراں یا رسول اللہ
دلم پژمردہ آوارہ زعصیاں یا رسول اللہ

چوں سوئے من گزر آری، من مسکیں زِ ناداری
فدائے نقش نعلینت، کنم جاں یارسول اللہ

زکردہ خویش حیرانم، سیاہ شد روزِ عصیانم
پشیمانم پشیمانم پشیمان یا رسول اللہ

زجام حُبّ تو مستم بہ زنجیر تو دل بستم
نمی گویم کہ من ہستم سخن دان یا رسول اللہ

چوں بازوئے شفاعت راکشائی برگناہ گاراں
مکن محروم جامیؔ را دراں آں یا رسول اللہ

فرمانِ سلیماں

تونسہ سے اٹھا ابر مضافات پہ برسا
چھایا ہے سماں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کا!

دردانۂ رحمت ہے نہیں قطرۂ باراں!
خشکا بہ زمینوں میں بہا نور کا دریا!

سنگلاخ چٹانوں میں بھی ہے قلب کی دھڑکن
دھڑکن کی نوا کیا ہے فقط اللہ ہی اللہ

اے زائرِ تونسہ ہے یہ فرمانِ سلیماں
جنت کی ضمانت ہے تیرا نقش کف پا

سجدے میں پڑا انورؔ لغزیدہ قدم ہے
اے شاہ سلیماں میرے خواجہ میرے آقا

(شیخ محمد انور۔لاہور)

شانِ تونسہ

درگاہ سلیماں رحمۃ اللہ علیہ سے کیا کیا نظر آتا ہے
سدرہ نظر آتا ہے ، طوبیٰ نظر آتا ہے

اس مرقد اقدس میں دھڑکن ہے مشیت کی
پہلوئے سلیماں رحمۃ اللہ علیہ میں بطحا نظر آتا ہے

اس روضۂ ارفع پر جتنا کوئی جھکتا ہے
کونین میں اتنا ہی اونچا نظر آتا ہے

یوں کوئے مقدس کو سجدوں سے بسایا ہے
مسجود جبینوں میں کعبہ نظر آتا ہے

ایک وجد مسلسل نے وہ ربط کیا پیدا
انور کا جو دل چیریں تونسہ نظر آتا ہے

(شیخ محمد انور۔لاہور)

منقبت

خدا بخش چوہان نامی ایک عاشق صادق نے ۷۹ اشعار پر مشتمل ایک منقبت بزبان ہندی بہ حضور عالی شان غوث زمان فخر الاولیاء حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ لکھی تھی۔

چند اشعار متفرق مقامات سے ناظرین کے ذوق میں اضافہ کی خاطر درج کرتا ہوں۔ (مرتب)

آکھاں ثنا رب پاک دی جیں بھیجیا ہے مصطفٰے
عربی محمد ہاشمی شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ

اصحاب عالی شان ہن اُمت کیتے نور الہدیٰ
صدیق تیں فاروق بھی عثمان حیدر مرتضٰی

حضرت سلیمان تونسوی افغان قطب الاولیاء
توں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا

روشن تھیا سنگھڑ جڈوں اِتھ اُبھریا چن تونسوی
بہرہ لدھا پنجاب ہندوستان، دکن، دہلوی

گجرات ، پورب، لکھنؤ چین و مچین ہانسوی
قندھار، کابل، بلخ تیں نال بخارا غزنوی

مشرق کنوں مغرب تائیں ہر جاتیں پہنچا ونج شعا
توں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا

شملہ فخر دا نور توں حضرت سلیمان سر بدھا
سنگھڑ یقینی مرتبہ ملکِ سلیمانی لدھا

تونسے تین برسے دمبدم واہ فیض رحمانی سدا
آدم فرشتے جن پری ہر ہک اتھوں حصہ گِدھا

کیتی کریمی کرم سے مخلوق تیں خالق خدا
توں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا

خبراں تساڈے فیض دیا جمڑن کنوں اگیں پیاں
والد تساڈے کوں قلندر آکھیا ہے اے میاں

امید واری غوث دی ہے گھر تساڈے وچ عیاں
ایہو ظہورا فیض دا ہو ناں نہیں میں جیندیاں

لنگر اوہیں دے فیض دی کوئی چیز کر میں تیں عطا
توں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا

جس وقت آوے موت سرتیں زور کر جولان دا
امداد میڈی توں کریں حافظ تھیویں ایمان دا

وانگیں عمر خطاب دے چنبہ بھنیں شیطان دا
کلمہ شہادت دا دلوں تھیوم بیان زبان دا

بندے خدا بخش اپنے کوں رب کنوں گھن ڈے عطا
توں کریں امداد میڈی خواجہ حضرت صاحبا

بسوئے ملک سنگھڑ روا گر دنیا ودیں خواہی
غلامِ شہِ تونسہ شو اگر حق الیقین خواہی

دیباچہ کا مطالعہ کیوں!

جِئتُ اِلَیکَ رَبِّیْ حَامِدًا.

ترجمہ: اے میرے رب! میں آپ کے پاس آیا ہوں، اس حال میں کہ حمد کرنے والا ہوں۔

﴿ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِ تْمَامُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی. ﴾

ترجمہ: کوشش میں کرتا ہوں اور پورا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

☆ جو شخص تصوف کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے، اس کے لیے لازم وضروری ہے کہ وہ پہلے کتاب کا دیباچہ پڑھے تا کہ اس کتاب سے بآسانی فیوض وبرکات حاصل کر سکے، کیونکہ دیباچہ کے مطالعہ سے کتاب کے پڑھنے کا ذوق وشوق زیادہ ہوتا ہے۔

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

﴿ مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یُدر. ﴾

ترجمہ: ''جس شخص نے کھانا چکھا ہی نہیں وہ لذت (ذائقہ) کیا جانے''۔

اسی طرح جو آدمی کتاب کا دیباچہ نہ پڑھے وہ کتاب سے بھی لذت و سرور نہیں اٹھا سکتا۔

دیباچہ

اَلْحَمْدُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا اَحْمَدِ مُجْتَبٰی مُحَمَّدِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاتْبَاعِہٖ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن.

وَالْحَمْدُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور درود وسلام ہوں ہمارے سردار اور ہمارے نبی پر جن کا نامِ مبارک احمدِ مجتبیٰ اور محمد مصطفیٰ ہے اور آپ کی آل اور اصحاب پر تابعین اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر تا قیامت۔

بے شمار حمد وثنا لائق وزیبا ہے خاص اس ذات پاک کو جس نے ہدایتِ خلق کے لیے انبیاء کرام کو گونا گوں معجزات اور روشن آیتیں دے کر مبعوث فرمایا ہے اور اولیاء کرام کو بے شمار کرامات اور خوارق عادات عطا فرما کر گمراہوں کا رہنما بنایا ہے۔

چنانچہ رسولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء کرام کے حق میں فرمایا ہے۔

﴿لَا مِنْ نَبِیٍ اِلَّا وَلَہٗ نَظِیْرٌ فِی اُمَّتِیْ.﴾

ترجمہ: ”نہیں ہے کوئی نبی مگر اس کی مثل میری اُمت میں ولی ہے“۔

یعنی کوئی نبی اور مرسل نہیں آیا کہ اس کی مثل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ولی پیدا نہ ہوا ہو اور کوئی ایسا معجزہ نبیوں سے ظاہر نہیں ہوا کہ اس کی مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ولیوں سے کرامت ظاہر نہ ہوئی ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

﴿ اَوْلِیَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِیَاءَ بَنِیْ اِسْرَائِیْل. ﴾

ترجمہ: میری امت کے ولی بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

﴿ اَلْعُلَمَاءُ اُمَّتِیْ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءَ. ﴾

ترجمہ: میری اُمت کے علماء نبیوں کے وارث ہیں۔

درحقیقت ان علماء سے مراد اولیاء اللہ ہیں جو کہ علم ظاہری اور باطنی میں کمال رکھتے ہیں۔ ان کے بعد عالم باعمل۔ اب یہ بندہ حقیر کاتب کتاب ہذا حاجی عبدالستار ولد حاجی مقرب قوم خروٹی احمد خیل باشندہ ضلع غزنی افغانستان خادم خادمان حضور پُر نور حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رضی اللہ عنہ طالبانِ حق اور برادرانِ طریقت کی خدمت میں عاجزانہ عرض گزار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پُر امید ہوں کہ یہ کتاب طالبانِ حق اور محبّانِ راہِ طریقت اور خاص کر پیر بھائیوں کو نفع کثیر بخشے گی (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

☆ اوّلاً عرض یہ ہے کہ میں بندہ نالائق و شرمسار اس نعمتِ عظمیٰ کی کچھ لیاقت نہیں رکھتا کہ فنِ تصوف میں کوئی کتاب تصنیف کروں مگر حضرت محبوبِ الٰہی و محبوبی حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین تونسوی رضی اللہ عنہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف کی کرم نوازی اور توجہ باطنی سے خداوند کریم نے مجھے یہ توفیق بخشی ہے۔

☆ ثانیاً یہ کہ ہر چار سلسلۂ طریقہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کے

مشائخ عظام کے ملفوظات کی بہت سی کتابیں بندہ کی نظر سے گزری ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اپنے شیخ کی توجہ سے تمام دن میں ان کتابوں کے پڑھنے میں مصروف رہتا ہوں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک، لہٰذا ان کتابوں کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل وجوہات نے مجھے اس کتاب کے لکھنے کا شوق دلایا۔

☆ اوّل وجہ یہ ہے کہ چاروں سلسلوں کے مشائخ کبار کا ارشادِ گرامی ہے کہ خداوندِ ذوالجلال کی حمد و ثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے بعد قرآن عظیم اور حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ذکر کوئی کلام مشائخ عظام اور بزرگانِ دین کے ذکر و کلام سے بہتر نہیں۔ اس لیے کہ بزرگوں کا کلام اور کتب تصوف کے شغل سے ذوق و شوق بڑھتا ہے۔

ونتیجہ از حال است نہ از قال...... ونتیجہ اسرار ہست نہ از تکرار...... واز علم لدُّنی است نہ از علم کسبی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اولوالعزم بزرگوں حضرت محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم نے فرمایا ہے کہ:

"بہت نیک بخت ہے وہ غلام جو اپنے شیخ کا کلام سنے اور اس کو لکھ لے" مشائخ کبار کے اس ارشادِ گرامی نے مجھے یہ کتاب لکھنے کا شوق دلایا۔

نیز حضرت مولانا جامی صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ بیت

عاشقانِ خواجگانِ چشت را — از قدم تا سر نشانِ دیگر است

ترجمہ: خواجگانِ چشت اہلِ بہشت کے عشّاق کا نشان ایڑیوں سے لے کر

چوٹی تک دوسرا نشان ہے۔
نیز فرمایا گیا ہے کہ چشتی ظاہر میں بے باک، اپنے کام میں چالاک شریعت میں غم ناک ہوتے ہیں۔ یہ تمام خاصیتیں حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین چشتی تونسوی رضی اللہ تعالیٰ سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلیمانیہ کی ذات میں روزِ روشن سے زیادہ واضح تھیں۔ حضرت حافظ صاحب نے اپنی ذات کو ایسا بے باک اور پوشیدہ رکھا تھا کہ کوئی بھی آپ کی حقیقتِ حال سے خبر نہیں رکھتا تھا بلکہ علماء کرام اور جمیع خواجگان عظام حضرت کے حال میں حیران تھے مگر اپنی شفقت اور کمال مہربانی سے اس بندہ ناچیز کو کبھی کبھی رازِ مخفی اور سرِّ پنہانی سے واقف فرماتے۔ بیت

احسان دوست در حق من بے نہایت است
مَنْ بے زبان کدام یکے را بیان کنم

دل میں آیا کہ بحکم آیت کریمہ:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ.﴾

ترجمہ: "ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔" آخر مرنا ہے۔ پس بہتر ہے کہ بعضے ملفوظات جو حضرت خواجہ حافظ صاحب کی زبانِ دُرِّ فشاں سے سنے ہیں تحریر کرلوں تا کہ پیر بھائیوں کو خصوصاً اور دیگر طالبانِ حق کو بھی فیض حاصل ہو۔

بیت

دلِ زندہ می شود بہ امیدِ وفائے دوست
جان رقص میکند بہ سماعِ کلام دوست

دربیان صحبت بزرگان اور کلامِ مشائخ کے فوائد وفیوضات میں

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تُنَزَّلُ الرَّحْمَۃ.﴾

ترجمہ: صالحین کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

عارف سبحانی سیّد عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ سبع سنابل میں فرماتے ہیں۔ بیت

اے دل از اخلاق بزرگان بہرہ مند ارنیستی

بارے اخلاق بزرگاں رازِ جان تکرار کن

عند ذکر الصالحین الحق نزول رحمت است

جا بجا ذکر جواں مردانِ دین بسیار کن

ترجمہ: اے دل اگر تو بزرگوں کے اخلاق سے بہرہ مند نہیں ہے یعنی بزرگوں کے سے اخلاق تجھ میں نہیں ہیں تو بزرگوں کا ذکر دل وجان سے کرتا رہ کیونکہ نیک بندوں کو یاد کرتے وقت آسمان سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

کتاب مناقب المحبوبین (سلیمانی) میں لکھا ہے۔ بیت

آسمان سجدہ کُند پیش زمینے کہ در و

یکدوکس یکدو نفس بہرِ خدا بنشیند

ترجمہ: آسمان زمین کے اس ٹکڑے کے سامنے سجدہ کرتا ہے جہاں چند اللہ والے صرف چند لمحوں کے لیے محض اللہ کی رضا کے لیے جمع ہوتے ہیں۔

◆ سبحان اللہ کیا خوش اور بابرکت مجلس ہے جس کے باعث اہلِ مجلس

کے سر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے۔ صرف ذکر کرنے والے ہی مخصوص نہیں ہوتے بلکہ تمام سننے والوں اور شرکاءِ مجلس کو رحمتِ خداوندی گھیر لیتی ہے۔ تمام کے تمام اس رحمت میں یکساں اور برابر حصہ لیتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ "اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دستر خوان بچھا کر خود اس کے سرے پر بیٹھ جائے اور نعمتِ الٰہی کو بانٹنا شروع کرے تو رحمتِ خداوندی برستی رہے گی کوئی بھی محروم اور بے نصیب نہیں رہے گا۔ نیز یہ کہ اللہ جلّ جلالہ کے دوستوں کے ساتھ محبت اور دوستی ایک نعمت عظمیٰ ہے، کیوں کہ ان کی دوستی اللہ تعالیٰ کی نزدیکی اور قربِ خاص کا باعث ہے۔ چنانچہ بزرگان سلف کا مقولہ ہے۔

﴿اَلْمَوَدَّةُ اَحَدُ الْقُرْبَتَیْن.﴾

ترجمہ: مودّت (دوستی) دو قربتوں میں سے ایک قربت ہے یعنی نزدیکی کا باعث ہے۔ نیز بزرگوں سے منقول ہے۔

﴿لَا قَرَابَةَ اَقْرَبُ مِنَ الْمُوَدَّةِ.﴾

ترجمہ: قرابت (دوستی) سے زیادہ قریب کوئی قرابت نہیں ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

﴿مَنْ اَحَبَّ قَوْماً فَهُوَ مِنْهُمْ.﴾

ترجمہ: جو شخص جس قوم کو دوست رکھے وہ اسی قوم میں سے ہے۔ عارف باللہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نفحات الانس میں فرماتے ہیں۔" کہ ایک مرتبہ چند صحابہ کرام حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوئے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!'' ایک شخص محبوبانِ خدا کو دل و جان سے دوست رکھتا ہے مگر نیک اعمال سے بالکل خالی ہاتھ ہے تو وہ روزِ قیامت کس گروہ میں ہوگا۔؟

﴿ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. ﴾

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی ان کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت اور دوستی رکھتا ہے۔

محبِّ صادق کا شیوہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے محبوب کا ذکر کرتا رہتا ہے۔

﴿ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ. ﴾

ترجمہ: جو شخص جس چیز سے محبت کرتا ہے وہ اس کا بہت زیادہ ذکر کرتا ہے۔ کیونکہ اسے بجز اپنے محبوب کے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔

فَالْعُظْمَةُ لِلّٰهِ . پس کس قدر خوش قسمت اور نیک نصیب ہیں وہ لوگ جن کو یہ نعمت عظمیٰ ہاتھ آئی ہو۔

﴿ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِجَاهِ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ. ﴾

ترجمہ: اے اللہ! اپنے حبیب کے طفیل ہم کو بھی اس گروہ میں داخل فرما۔

حدیثِ قدسی میں آیا ہے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ'' اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا ذکر کثرت سے کیا کرو تا کہ کثرتِ ذکر کے باعث قیامت کے دن تم بھی ان کے رفیق ہوں۔

الغرض بزرگوں کے تذکرہ سے بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں من جملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

☆ اس طائفہ کا ذکر بے شک وشبہ بے ریا عبادت ہے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

﴿ ذِكْرُ الْاَوْلِيَاءِ عِبَادَةٌ. ﴾

ترجمہ: اولیاء اللہ کا ذکر عبات ہے۔

خواجہ خواجگان ہند الولی شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

ع "صحبت نیکاں بہ از طاعت است"

ترجمہ: بزرگوں کی صحبت بندگی سے بہتر ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے۔

"صحبت نیکاں از کار نیک بہتر است وصحبت بداں از کار بد بتر است۔"

ترجمہ: نیک لوگوں کی صحبت نیک کاموں سے اچھی اور بُروں کی صحبت برائیوں سے زیادہ بُری ہے۔"

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

﴿ لِلصُّحْبَةِ تَاثِيْرٌ وَلَوْ كَانَ سَاعَةً. ﴾

ترجمہ: صحبت میں تاثیر ہے اگرچہ ایک لحظہ ہی کیوں نہ ہو۔

☆ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ بزرگانِ دین کا ذکر اور کتب تصوف کے مطالعہ سے طالبانِ حق کی ہمت بلند اور قوی ہوتی ہے۔

❁ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ ان بزرگانِ دین کی فاقہ کشی ریاضتیں اور مجاہدات کو دیکھ کر سنجیدہ دل بھی پریشان حال ہو جاتا ہے اور نصیحت حاصل کرتا ہے اور

غفلت سے باز آجاتا ہے۔

❁ چوتھا فائدہ: شیخ الاسلام حضرت عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طائفہ کے احوال سننے اور ذکر کرنے کا ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ جب آدمی ان جیسا نہیں تو ان کے احوال واقوال جان اور سن کر نصیحت حاصل کرے گا، بُرے کاموں، غرور وتکبر اور ریاکاری سے پرہیز کرے گا۔ ان کی نسبت اپنے آپ کو قصوروار ٹھہرائے گا اور گناہوں سے تائب ہو جائے گا۔

❁ پانچواں فائدہ بھی حضرت عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس عمل میں صلاحیت کا پہلا نشان یہ ہے کہ ملفوظات سننے سے دل کو خوشی اور راحت حاصل ہوتی ہے اور انسان کے دل میں ان سے کسی قسم کا انکار نہیں ہوتا۔

❁ چھٹا فائدہ یہ ہے کہ حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی جس میں وہ اللہ کے دوستوں کے نام درج کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیا میرا نام بھی اس کتاب میں ہے؟ فرشتے نے جواب دیا نہیں۔ میں نے کہا کہ خدا کی دوستی کی اہلیت تو مجھ میں نہیں ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو دل سے دوست رکھتا ہوں۔ اس پر دوسرے فرشتے نے اس کتاب کو پکڑ لیا اور پہلے صفحہ پر میرا نام لکھا اور کہا کہ یہ خدا کے دوستوں کو دوست رکھتا ہے۔

❁ ساتواں فائدہ۔ حضرت عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، تم سے جتنا ہو سکے اولیاءِ کرام کا کلام یاد رکھو، اگر یہ تمہاری طاقت سے باہر ہے تو پھر اُن کے نام یاد کرو، یہ بھی تمہارے لیے کافی ہے۔

❁ آٹھواں فائدہ۔ حضرت سلطان العاشقین محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین چشتی رضی اللہ عنہ ہروقت حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کوفرماتے رہتے تھے کہ:
"اے خسرو! خواجگان کے ملفوظات شریف کو یاد کر اور ان کا ذکر بہت زیادہ کیا کر کیونکہ اس نعمت سے دل کو راحت اور خوشی پہنچتی ہے۔

❁ نواں فائدہ: حضرت ابوالعباس عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ" اگر تیری طاقت میں نہیں ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی دوستی میں قدم رکھے تو پھر تجھے لازم ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو یاد کر کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

﴿ وَهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ. ﴾

ترجمہ: وہ ایسی قوم ہے جس کا ہم نشین بد بخت اور بے نصیب نہیں رہتا۔

❁ دسواں فائدہ: منقول ہے کہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی چشتی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص بہت ہی بدکار تھا بُرے کاموں سے اپنی عمر تباہ کر رکھی تھی مگر حسنِ اتفاق سے وہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ عنہ کی کچہری میں آیا اور زیارت سے مشرف ہوا۔ جب وہ آدمی فوت ہوا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں چہل پہل کر رہا ہے۔ حیران ہو کر پوچھا کہ یہ سعادت تمہیں کیسے میسر آئی؟

اس نے جواب دیا کہ مجھ میں اس سعادت کی لیاقت نہ تھی مگر یہ کرامت مجھے حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ عنہ کی بدولت ملی ہے۔ کیونکہ میں ایک مرتبہ اپنی زندگی میں ان کی مجلس میں شریک ہوا تھا جب لوگ مجھے قبر میں دفن کر کے چلے گئے تو عذاب کے فرشتے میری قبر میں آگئے اسی

وقت ایک نورانی چہرہ بزرگ تشریف لائے اور فرشتوں سے کہا اسے کچھ نہ کہو۔ کیونکہ یہ اپنی زندگی میں ایک بار حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ عنہ کی کچہری میں حاضر ہو چکا ہے۔

۞ اے برادرانِ طریقت اگر آپ بھی سعادت ابدی اور دولتِ سرمدی کی خواہش رکھتے ہیں تو ان بزرگانِ دین یعنی اولیاء اللہ کے ملفوظات کے مطالعہ میں مشغول رہیں کیونکہ ان کا ذکر عبادت بے ریا ہے اگر ہو سکے تو ان کی زیارت کو جایا کریں اور صحبت میں رہیں ورنہ ان کا ذکر کافی سمجھیں۔

۞ گیارہواں فائدہ: اولیاء اللہ کے ملفوظات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے مزارات پر حاضری بھی بڑی دولت ہے۔ چنانچہ سراج السالکین مولوی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبّ النبی حضرت مولانا فخر الدین چشتی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بوقت انتقال حاضرین نے دریافت کیا کہ آپ کے وصال کے بعد ہم کس سے شرف صحبت پائیں اور کس سے روحانی استفادہ کریں۔ آپ نے فرمایا:

"سن لو اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ دارِ فناء سے دارِ بقاء کو سفر کر جاتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔

۞ اَلْمُؤْمِنُوْنَ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارِ الْفَنَاءِ اِلٰی دَارِ الْبَقَاءِ. ۞

بیت:

ہرگز نمیرد آنکہ دِلش زندہ شُد بعشق
ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

ان بزرگوں کے فیوضات جیسے زندگی میں تھے موت کے بعد بھی جاری رہتے ہیں بلکہ جسمانی تعلق منقطع ہو جانے کے بعد روحانی اثر زیادہ قوی ہو جاتا ہے۔آپ مزاراتِ اولیاء کی زیارت پر مواظبت کریں اوران کی حکایتیں اور کلام بار بار دہرائیں ضرور فائدہ پہنچے گا۔

❁ بارہواں فائدہ: حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ان حکایتوں اور روایتوں کے مطالعہ سے مُرید کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا ذکر اللہ کے لشکر سے ایک ایسا لشکر ہے کہ جس کے طفیل اگر دل کمزور ہو تو قوی ہو جاتا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگلی اُمتوں کے قصے تمہیں بیان کرتا ہوں تا کہ تمہارا دل قوی ہو جائے۔''

❁ تیرہواں فائدہ: بزرگوں کی روح سے فیض پہنچتا ہے اوران کی برکت سے قبل از موت نیک بختی نصیب ہوتی ہے۔

❁ چودہواں فائدہ۔حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''مجھے غور کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور حدیث نبوی پڑھنے کے بعد تمام باتوں سے بہتر بزرگوں کا ذکر خیر ہے۔میں نے ان کا کلام قرآن وحدیث کی مثل سمجھ کر اپنے آپ کو ان کے ذکر میں مشغول کیا اور کتاب تذکرۃ الاولیاء لکھنا شروع کی اس خیال سے کہ اگرچہ میں ان بزرگوں کے گروہ

سے نہیں ہوں مگر حدیث شریف کی رُو سے اپنے آپ کو ان سے سمجھتا ہوں۔

حدیث شریف: ﴿ مَنْ اَحَبَّ قَوْماً فَهُوَ مِنهُمْ. ﴾

ترجمہ: جو شخص جس قوم کو دوست رکھتا ہے وہ ان میں سے ہے۔

❁ پندرہواں فائدہ: قرآنِ کریم وحدیث شریف سمجھنے کے لیے علم لغت، علم صرف اور نحو کا پڑھنا ضروری ہے مگر اکثر لوگ ان علوم سے نصیب نہیں رکھتے اس لیے وہ قرآن اور حدیث کے مطالب صحیح طور پر نہیں سمجھ پاتے اور نعمت سے بے نصیب ومحروم رہ جاتے ہیں۔

❁ سولہواں فائدہ: حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ میری یہ آرزو رہتی ہے کہ سوائے ذکرِ اولیاء کرام کچھ نہ سنوں اور نہ کہوں اگر کوئی غیر کلام مجھ سے ہو جائے تو وہ لاچاری سے ہو جاتی ہے نہ کہ خوش دلی سے، اس لیے میں نے ان کا ذکر اپنا وظیفہ بنا رکھا ہے تاکہ دوسرے بھی اس دولت سے محروم نہ جائیں۔

❁ سترہواں فائدہ: لوگوں نے حضرت امام یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کوئی زمانہ بزرگوں سے خالی نہیں گزرتا۔ ہر زمانے میں بزرگ ہوا کرتے ہیں مگر وہ اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ ہم انہیں پہچان نہیں سکتے۔ اگر ہمیں پہچان ہوتی تو ہم ان کی مجلس میں جا کر فیوض و برکات حاصل کرتے مگر یہ طاقت ہم اپنے اندر نہیں پاتے لہٰذا آپ ہمیں کوئی ایسی چیز بتائیں تاکہ ہم دنیا کے مکروہات سے بچ سکیں۔ حضرت امام یوسف صاحب نے فرمایا کہ روزانہ بزرگوں کے ملفوظات سے آٹھ ورق پڑھ لیا کرو، تمہارے لیے وہی کافی ہے۔

۞ اٹھارہواں فائدہ: بزرگوں کا کلام تمام کلاموں سے بہتر ہے، کیونکہ اس میں بہت فائدے ہوتے ہیں۔

۞ انیسواں فائدہ: حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین چشتی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "انبیاء واولیاء اللہ کی دوستی ہزار سالہ عبادت سے بہتر ہے، لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے وقت کو اولیاء اللہ کے ذکرِ خیر میں صرف کرے کیونکہ ان کے ذکر سے ان کی محبت بڑھتی ہے۔

۞ بیسواں فائدہ: نیز حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت لقمان حکیم رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ "ہر وہ شخص جو سچے دل سے انبیاء اور اولیاء کی دوستی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان کے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس بندہ کے نامۂ اعمال سے گناہوں کو مٹا دو اور گناہوں کے بدلے نیک اعمال درج کردو۔

۞ اکیسواں فائدہ: حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس وقت اولیاء اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سفید بادل ان کے سر پر برستا ہے اور جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ایک سبز رنگ بادل سر پر نمودار ہو کر عشق برساتا ہے۔ نیز یہ کہ نیکوکاروں کا ذکر عوام الناس کے لیے عین رحمت اور خواص کے لیے غفلت ہے۔

جامع الملفوظات بندہ ناچیز عبد الستار کہتا ہے کہ "اے خداوندا! بے شک تو علیمٌ بذات الصدور ہے میرے دل کے بھیدوں کو میرے ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے۔ میں تیرے نیک بندوں (اولیاء اللہ) کو سچے دل سے

دوست رکھتا ہوں۔

اے میرے رب کریم جس طرح تو نے اپنے فضل و کرم سے ایک کتے کو جو چند قدم تیرے نیک بندوں کے ساتھ چلا تھا انسان بنا دیا مجھے بھی اپنی رحمت سے اولیاء کرام کے گروہ میں شمار کر۔ بیت:

سگِ اصحابِ کہف روزے چند
پئے نیکاں گرفت مردم شد

پسر نوح بابداں بنشست
خاندان نبوتش گم شد

اے ربّ کریم اس کتاب کو بحرمت خواجگان چشت اہلِ بہشت اپنی رضا اور اپنے قرب کا سبب بنا۔ آمین ثم آمین وصلی اللّٰہ علیٰ سیدنا ونبینا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین اجمعین یا رب العالمین.

حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین رحمۃ اللہ علیہ

سلسلۂ نسب شریف:

حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین رحمۃ اللہ علیہ بن افضل النجبا امام الاتقیا نجیب المتوکلین راحت العالمین مظہر انوار اللہ الماجد حضرت خواجہ محمد حامد رضی اللہ عنہ بن حضرت رئیس المجاہدین حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ رضی اللہ عنہ بن رئیس المتوکلین حبیبِ ذی العرش حضرت خواجہ اللہ بخش رضی اللہ عنہ بن حضرت خواجہ گل محمد رضی اللہ عنہ بن شمس العارفین سلطان المتوکلین محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ بن عبدالوہاب بن عمر خان بن خان محمد۔

آپ کا وطن مالوف موضع گڑگوجی ہے جو کوہ درگ میں واقع ہے۔ یہ پہاڑ تونسہ شریف سے مغرب کی طرف تیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ قوم کے پٹھان ہیں اور قوم جعفر کے ساتھ مشہور ہیں۔ ان کی یہ نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ حضرت خواجہ حافظ صاحب نے مجھے یونہی بیان فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے دو نکاح کیے تھے۔ ایک اماموں کے خاندان سے سیّد زادی تھیں اور دوسری بیوی پٹھانوں کے خاندان سے تھیں۔ اس کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام جعفر رکھا گیا۔ جب وہ صاحبِ اولاد ہوا تو ان کی اولاد جعفر مشہور ہوئی۔ یہ قصہ کتب تواریخ میں تحریر ہے اور مشہور ہے۔

حضرت حافظ صاحب نے یہ بھی بیان فرمایا کہ " ہمارے اجداد

عربستان سے ہیں۔ عربیوں کے درمیان کسی قوم میں جنگ واقع ہوئی جس کے سبب ہمارے اجداد عرب سے آئے اور ان پہاڑوں میں آ ٹھہرے۔ ہمارے دادا کے تین بیٹے تھے بوقتِ وصال ایک کو تلوار دی۔ دوسرے کو بھیڑ بکریاں دیں اور تیسرے بیٹے کو تسبیح عنایت کی۔ صاحبِ تسبیح ہمارے دادا ہیں۔ بھیڑ بکریوں والے کی اولاد اب تک مالدار و غنی ہے اور تلوار والے کی اولاد کے درمیان اب بھی جنگ اور خونریزی جاری ہے۔

دربیان حالات قبل از ولادت:

حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے۔ صاحبزادہ محمد نواز قوم بابر سکنہ چودھواں مُرید و خدمت گار حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے (صاحبزادہ محمد نواز نے حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رضی اللہ عنہ کی بہت مدت تک خدمت کی اور کئی سال حضرت خواجہ سدید الدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی گزارے)۔

۱۳۷۲ھ میں جامع الملفوظات عبد الستار حضرت مولانا فخر جہاں رضی اللہ عنہ کے عرس پر چشتیاں شریف گیا وہاں صاحبزادہ محمد نواز بھی آیا ہوا تھا ہم دونوں دو چار راتیں ایک ساتھ گزاریں۔ صاحبزادہ صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ حضور پُر نور حضرت خواجہ محمد حامد رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ اور اپنے قلم سے ایک کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ جب میں نے دوسری شادی کرنی چاہی تو خانقاہ حضرت قبلہ عالم غریب نواز رضی اللہ عنہ میں استخارہ کیا اور بارگاہ حضرت قبلہ عالم میں عرض کی یا حضرت میں کس جگہ اور کس سے شادی

کروں۔ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے مجھے استخارہ میں فرمایا نواب ممدوٹ کے گھر نواب نظام الدین حسن زئی کی لڑکی طلب کرو اور نکاح کرو۔ خداوند کریم اس بی بی نیک بخت کے بطن پاک سے تمہیں تین لڑکے عطا فرمائے گا۔ تمہارا پہلا بیٹا اپنے زمانے میں بے مثل اور بے مثال ہوگا۔ اور تمہارا دوسرا بیٹا ابدال ہوگا اور تیسرے صاحبزادہ کے حق میں جو فرمایا مجھے یاد نہ رہا۔ حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق نواب صاحب مذکور کے ہاں شادی کی۔

سبحان اللہ جیسا کہ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، صحیح ہوا حضرت حافظ صاحب کا بے مثل و بے مثال ہونا چاند سورج سے زیادہ روشن ہے۔ تمام اولیاء و علماء کرام اس کی حقیقت میں متحیّر ہیں۔ کسی کو اس کے حال حقیقت سے پتا نہیں چلتا۔ حضرت نے اپنی ذات کو حد سے زیادہ پنہاں کر رکھا ہے اور ظاہر بینوں کے سامنے اپنے آپ کو بے باک کر رکھا ہے تا کہ لوگ مجھے کوئی درویش، بزرگ اور ولی نہ سمجھے بلکہ میری شکایتیں کریں۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۸ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ بمطابق ۱۹۰۹ء شب جمعہ بیس منٹ قبل غروب آفتاب اپنے نانا جان نواب نظام الدین خان والی ریاست ممدوٹ کے ہاں جلال آباد ضلع فیروز پور (حال انڈیا) میں ہوئی۔

سعید ازلی حضرت خواجہ حافظ صاحب کے تولّد کے وقت حضرت خواجہ

محمد حامد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نجومی آئے اور عرض کی:

- حضرت کی عمر دراز بخت بلند ہے۔
- حضرت کے بعد دو بھائی ہوں گے اور ایک بہن ہوگی۔
- آمد بھی (آمدنی) بہت اور خرچہ بھی بہت ہوگا۔
- سترہ سال کی عمر میں اپنے خاندان میں شادی ہوگی۔
- اپنے والد بزرگوار کی حین حیات میں حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ کا سجادہ نشین اور جانشین ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ حقیقت حکمِ الٰہی سے ویسی ہی ہوئی۔

- صوفی غلام قادر قوم جٹ ساکن ڈیرہ اسماعیل خان سے منقول ہے کہ (یہ صوفی غلام قادر صاحب حضرت خواجہ محمد حامد رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لانگری تھا اور ڈیوڑھی شریف میں کام کرتا تھا۔)

صوفی صاحب مذکور نے خود جامع الملفوظات سے کہا کہ ''جس وقت حضرت خواجہ حافظ صاحب کا تولّد ہوا کچھ دنوں کے بعد حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رضی اللہ عنہ چاشت کے وقت چینی والی مسجد میں کچہری فرما رہے تھے بہت سے پیر بھائی حاضرِ خدمت تھے ایک شخص جو کہ حضرت صاحب کا خلیفہ تھا کوہ درگ شریف سے آیا حضرت صاحب کی خدمت میں جا کر زیارت کی اور کہنے لگا کہ ''یا حضرت فلاں مجذوب سید جو علاقہ دُرگ اور سنگھڑ میں گشت کرتا رہتا ہے نے مجھے فرمایا ہے کہ حضرت صاحب کی خدمت میں میرے سلام کہنا اور سلام کے بعد عرض کرنا آپ کو مبارک ہو کہ آپ کے گھر قطبِ وقت پیدا ہوا

ہے۔صوفی غلام قادر کہتا ہے جب خلیفہ صاحب نے کلام شروع کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا خلیفہ صاحب بس بس خاموش رہو۔خلیفہ صاحب نے اپنی خوشی دل کی بنا پر قصہ ختم کر دیا۔صوفی صاحب مذکور نے مجھے بتایا کہ ہم تمام حاضرینِ مجلس نے یہ بات نہ سمجھی اور حیران رہے خدا جانے کیا بات ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب حضرت صاحب گھر تشریف لے گئے تو ہم نے خلیفہ صاحب سے پوچھا کہ یہ کیا راز تھا؟ فرمایا سنگھڑ اور دُرگ شریف کے درمیان ایک فقیر مجذوب سید زادہ رہتا ہے،اس کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ خاکستر (یعنی کیری) میں بیٹھا رہتا ہے،اگر کوئی اس کے نزدیک جائے تو پتھر مارتا ہے، کسی کو نزدیک نہیں آنے دیتا۔جب میں اِدھر (تونسہ شریف کی طرف) آرہا تھا تو وہ مجذوب راستہ میں گرد و غبار اور خاکستر کے انبار میں بیٹھا تھا۔مجھ سے پوچھا: خلیفہ صاحب کہاں جاتے ہو،میرے پاس آؤ۔میں نے بتایا کہ تونسہ شریف جارہا ہوں۔لاچاری سے ڈرتا ڈرتا ان کے پاس پہنچا۔پس مجھ سے کہا حضرت صاحب کو میرے سلام کہنا اور مبارک باد دینا کہ آپ کے گھر قطب پیدا ہوا ہے۔میں حیران رہا کہ کس حضرت کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے۔جب تونسہ شریف کے قریب آیا تو لوگوں سے معلوم ہوا حضرت خواجہ محمد حامد رضی اللہ عنہ کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے۔صوفی غلام قادر نے راقم الملفوظات عبدالستار کو یوں ہی بیان کیا اور قسم کھائی کہ اس قصہ میں کسی قسم کا شک وشبہ اور کذب نہیں ہے۔

☆ باغ علی جٹ باشندہ تونسہ شریف (جو کہ حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رضی اللہ عنہ کا وزیر، مختارِ کل اور خزانچی رہا ہے) سے منقول ہے کہ جب حافظ

صاحب بچے تھے تو ایک دن مجھے کہا آؤ ہم دونوں سنگھڑ کے اس طرف شکار کرنے چلیں۔ میں نے توفنگ اٹھائی اور سنگھڑ کی طرف چلے گئے۔ جب ہم دونوں واپس شہر آئے تو کوچہ مسقّف (جو مسجد سلیمانی سے حضرت خواجہ محمود صاحب رضی اللہ عنہ کے روضہ کی طرف جاتا ہے) میں پہنچے تو حضرت خواجہ محمود صاحب رضی اللہ عنہ مسجد سلیمانی سے آرہے تھے، جب ہمارے سامنے ہوئے (میں چونکہ کبھی حضرت خواجہ محمود صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نہیں گیا تھا) تو میں نے شرم سے آپ کو حافظ صاحب کے پیچھے کردیا۔ اس موقع پر حضرت خواجہ محمود صاحب کچھ ٹھہرے اور مجھے تیز نظر سے دیکھا۔ اس وقت حافظ صاحب نے اپنے دونوں بازو ہلائے پھر ہم دونوں ایک ساتھ گزرے۔ جب ہم مسجد شریف میں داخل ہوئے میں سمجھ گیا کہ خواجہ محمود صاحب کا نظر کرنا اور حافظ صاحب کا بازو ہلانا حکمت سے خالی نہیں ہے۔ میں نے حافظ صاحب سے پوچھا اس میں کیا راز تھا؟ فرمایا کچھ بھی نہ تھا، میں نے بہت حجت بازی کی، غریب نواز میں آپ کا نوکر اور خدمت گار ہوں، آپ اپنے راز مجھ سے چھپاتے ہیں۔ فرمایا اگر میں تجھے بتادوں تو تم بابو صاحب (خواجہ محمد حامد) سے کہہ دوگے اور میرا حال ظاہر کروگے پھر والد صاحب مجھے لاٹھی سے ماریں گے۔ میں نے قسم کھائی اور کہا میں ہرگز حضور صاحب سے نہیں کہوں گا پھر فرمایا بہت اچھا اب میں تمہیں بتلاتا ہوں۔" فرمایا: حضرت خواجہ محمود صاحب رضی اللہ عنہ نے تجھے ایسا تیر مارا کہ اگر میں اس کو تم سے رَد نہ کرتا تو تمہارے سینہ کی دوسری طرف باہر نکل جاتا۔

خواجہ حافظ صاحب لڑکپن میں ایسے بہت راز بیان کیا کرتے تھے۔
حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رضی اللہ عنہ کو اگر خبر ہوتی تو حافظ صاحب کو سوٹیوں سے مارتے اور منع فرماتے تھے۔ خبردار پوشیدہ رازوں کو ہرگز ظاہر نہ کرو۔ دیگر یہ کہ حضرت خواجہ محمود صاحب رضی اللہ عنہ خواجہ حافظ صاحب کے زمانہ طفلگی میں فرماتے تھے کہ تونسہ شریف میں خواجہ حافظ سدید الدین بڑے بزرگ ہیں۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے قاری عبدالحکیم ملتانی سے حفظِ قرآنِ کریم کے بعد شیخ غلام رسول صاحب شیخ الجامعہ سلیمانیہ سے درس نظامی کی تکمیل کی بعد ازاں جامعہ ازہر (مصر) سے نصاب منگوا کر تکمیلِ امتحان کے بعد سند حاصل کی۔ پھر اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے خلافت حاصل کی۔ اس کے بعد والد گرامی کے حکم سے خواجگانِ دہلی، چشتیاں شریف اور پاک پتن شریف کے مقدس مقامات پر عرصہ تک مجاہدات، چلہ کشی، اور ریاضتیں کر کے تزکیۂ نفس کرتے رہے۔ اپنے والد گرامی کی حیاتِ مبارکہ میں اپنے جلیل القدر دادا جان حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہر سال ماہِ رمضان المبارک میں قرآنِ پاک کے ختم سناتے۔ آپ کو اپنے آباء و اجداد اور مشائخ عظام سے بے حد عقیدت و محبت تھی۔ بیت

زلطف شاہِ سلیماں، زنور و فخر الدین
سگے ست خاکِ درِ حامدی سدید الدین

خلافت و مسند نشینی:

۲۱ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ کو حضرت خواجہ محمد حامد صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین تونسوی ۲۴ سال کی عمر میں مسندِ طریقت اور تختِ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے اور خلقِ خدا کو ارشاد فرمانے لگے۔

پدر نور و پسر نور ہست مشہور
از ینجا فہم کن نور علیٰ نور

دوسری مرتبہ ۵ صفر المظفر کو حضرت کی دستار بندی ہوئی۔ واقعہ یوں ہے کہ پنجم ماہ صفر کو حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ کے عرس شریف کے موقع پر حضرت دیوان صاحب سجادہ نشین خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ اپنے بھائیوں کے ہمراہ اجمیر شریف سے تونسہ شریف تشریف لائے۔ سات ماہ صفر کو محفلِ سماع ختم ہونے کے بعد صاحبزادہ وسجادہ نشین خواجۂ بزرگ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ سے حضرت خواجہ حافظ صاحب کی دستار بندی فرمائی اور مبارک باد دی۔ اس کے بعد بآوازِ بلند لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"اے لوگو! سنو! میں یہاں اپنے اختیار سے نہیں آیا بلکہ مجھے اپنے دادا حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حکم ہوا ہے اور انہیں حضرت سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے صاحبزادہ کو تونسہ شریف روانہ کرو تا کہ حافظ غلام سدید الدین کو دستار بندی اور

مبارک بادی سے مشرف کرے۔

آپ نے تحریکِ پاکستان میں فعال کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۵ء میں مسلم لیگ کے باقاعدہ رکن بنے۔ کسی عہدے کی لالچ کیے بغیر شب و روز مسلم لیگ کے لیے کام کرنے میں ہمہ تن مصروف رہے اپنے ماموں زاد بھائی افتخار حسین ممدوٹ، حضرت دیوان آلِ رسول سجادہ نشین اجمیر شریف، حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی اور حضرت پیر محمد امین الحسنات المعروف پیر صاحب مانکی شریف کے شانہ بشانہ تحریکِ پاکستان میں ایک مجاہد کی حیثیت سے حصہ لیا۔ ۱۹۴۶ء کے ضمنی الیکشن میں ڈیرہ غازی خان سے سردار عطا محمد خان بزدار کو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر بلا مقابلہ منتخب کروا کر وزارتِ خضر کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی۔

وزارتِ خضر میں آپ کو مختلف پریشانیوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا، مگر آپ ملک وملت کی خاطر خندہ پیشانی سے یہ سب کچھ برداشت کرتے رہے۔ کئی ہندو، والیانِ ریاست اور مسلمان جاگیردار آپ کے مرید تھے۔ اجمیر شریف میں آپ کی ذاتی ملکیت بھی تھی مگر حصول آزادی کی خاطر آپ نے کسی چیز کی پرواہ نہ کی اور اپنے مقصد سے ایک حقیقی مسلمان کی طرح وابستہ رہے۔

پاکستان کے ممتاز صحافی اور تحریکِ پاکستان کے عظیم مجاہد جناب میاں محمد شفیع (م۔ش) تحریکِ پاکستان کے سلسلے میں آپ کو یوں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

”یہ ایک عجیب حقیقت ہے کہ جب اس صدی کی پانچویں دہائی

میں برِصغیر میں معرکہ حق و باطل بپا ہوا اور مسلمانوں نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اسلام کی سر بلندی کے لیے حقِ خود ارادیت کا علم بلند کیا تو پنجاب کے جن مشائخ نے تن من دھن سے قائد اعظم کا ساتھ دیا ان میں تونسہ شریف سے حضرت خواجہ غلام سدید الدین صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قبلہ سید غلام محی الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (گولڑہ شریف)، حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (سیال شریف) اور پیر سید فضل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جلال پور شریف) پیش پیش تھے۔انہوں نے اپنے لاکھوں مریدوں کو انتخابات کے موقع پر یونینٹ پارٹی کے مقابلے میں مسلم لیگ کے امیدواروں کو کامیاب بنانے کی اپیل کی"۔

(بشکریہ: روزنامہ نوائے وقت لاہور، لاہور کی ڈائری مورخہ ۲۶ جون ۱۹۷۴ء ص ۲)

تحریکِ پاکستان کے علاوہ آپ نے تعمیر پاکستان میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ مسئلہ کشمیر کا آغاز ہوا تو آپ نے اس جہاد میں شرکت کے لیے اپنے مریدوں کو ترغیب دی۔ چنانچہ ہزاروں متوسلان خاندان سلیمانی اس جہاد میں شریک ہوئے۔آپ نے خود بہ نفسِ نفیس جہاد میں شرکت کا ارادہ کیا مگر اس وقت کی حکومت نے اجازت نہ دی۔آپ کی ان گونا گوں خدماتِ جلیلہ کی بدولت آپ کو "نجم الہند" کا خطاب دیا گیا۔

قائد اعظم کی رحلت کے بعد جب مسلم لیگ اپنے نظریات سے

منحرف ہوگئی تو آپ ۱۹۵۰ء میں جناح عوامی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ اور عام انتخابات میں ڈیرہ غازی خان سے پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے پھر قیام وحدت مغربی پاکستان کے بعد دوبارہ رکن اسمبلی منتخب ہوئے۔ اس دوران میں آپ نے لادینی سیاست کے خلاف جہاد جاری رکھا اور پاکستان میں اسلامی اقدار کے تحفظ اور احیاء کے لیے مسلسل کام کیا اور اپنے علاقہ کی ترقی کے لیے کوشش کرتے رہے۔ اس بات میں قطعی مبالغہ نہیں ہے کہ آپ کی رحلت کے بعد سب ڈویژن سیاسی لحاظ سے یتیم اور لاوارث بن کر رہ گیا۔

آپ بہت بڑے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبّ اہلِ بیت تھے۔ اعلائے کلمتہ الحق ان کی رگ و پے میں سمایا ہوا تھا۔ شرعی احکام و امور میں کسی مصلحت کے قائل نہ تھے۔ ایک دفعہ عرس مبارک حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر بوقتِ رسم باب الجنت سردار عبد الرب نشتر گورنر پنجاب سے نماز کے وقت میں اختلاف کرتے ہوئے نظامی مسجد میں ٹھیک وقت پر علیحدہ جماعت کروائی، جس میں دیگر مشائخ عظام و علماء کرام کے علاوہ حضرت خواجہ حافظ نور جہانیاں صاحب سجادہ نشین چشتیاں شریف نے بھی آپ کی اقتدا میں دوبارہ نماز ادا کی۔

آپ کو شعر و شاعری اور تصنیف و تالیف سے بھی دلچسپی تھی۔ رجا اور حافظ تخلص فرماتے تھے۔ آپ کی ایک فارسی غزل آگے ملفوظات میں آ رہی ہے، جس سے آپ کی فارسی دانی اور شاعرانہ پختگی کا اظہار ہوتا ہے۔ کئی کتابیں بھی آپ نے تحریر فرمائیں، جو بے توجہی کا شکار ہو کر شائع نہ ہو سکیں۔

وفات:

ماہِ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۹۶۰ء میں آپ بیمار ہوئے۔ جب بیماری نے شدت اختیار کی تو میو ہسپتال لاہور میں علاج کے لیے داخل ہوگئے۔ وہاں ایک ماہ کے قریب زیرِ علاج رہے، مگر جب افاقہ نہ ہوا تو آپ تونسہ شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ کار تیز رفتاری سے سفر کر رہی تھی اور ایک حافظ صاحب آپ کو حسبِ حکم قرآن پاک کی مختلف آیات سنا رہے تھے کہ اچانک بھائی پھیرو اور پتوکی کے درمیان سبزہ زار جنگل میں ۱۳ شوال المکرّم ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۱ اپریل ۱۹۶۰ء بروز یکشنبہ گیارہ بجے دن آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے گنبد مزار کے اندر اپنے جد امجد حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں سپردِ خاک کر دیے گئے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.)

دِلا دست طلب بکشا بہ درگاہ سلیمانی
کہ نام اوست خواجہ سلیماں محبوبِ یزدانی

حضرت قمر یزدانی پنوانہ ضلع سیالکوٹ نے آپ کی وفات حسرت آیات پر مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ وصال کہا۔

”تصویر دردو غم“

۱۹۶۰ء

افتخار چشتیانِ باصفا
عظمتِ دینِ محمد مصطفیٰ ﷺ

لے گئے تشریف وہ مردِ خدا
دارِ فانی سے سوئے دارِ بقا
حضرت خواجہ سدید الدین تھے
رہنمائے اصفیاء و اتقیا

جن کو نجم الہند کہتے تھے قمرؔ
محفلِ عرفاں میں ہے ان کی ضیا

مرقدش از نور حق معمور باد
۱۳۷۹ھ
ہے سن رحلت بالفاظ دعا

(قمر یزدانی)

مرثیہ بر وفات

حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

سایۂ انبیاء سدیدالدین	پر تو اولیاء سدیدالدین

متقی، پارسا سدیدالدین	معرفت آشنا سدیدالدین

نکتہ ور، نکتہ زا سدیدالدین	مُرشد باصفا سدیدالدین

کشتیٔ فقر کو ملے نہ ملے	آپ سا ناخدا سدیدالدین

زندگی کھو کے نعمت عظمیٰ	ڈھونڈتی اب ہے کیا سدیدالدین

کل تلک تھا جو رونق محفل	بجھ گیا وہ دیا سدیدالدین

اس بھرے دہر میں ہے کون اپنا	مجھے تمہیں آسرا سدیدالدین

خُلد و فردوس کی ہوا لینے	چل دیا چل بسا سدیدالدین

ہر نفس میں ہے صورِ اسرافیل	دل ہے ماتم سرا سدیدالدین

کہہ رہا ہے سلام رو رو کر
انور بے نوا سدید الدین

ملفوظات حضرت خواجہ حافظ

غلام سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۵۸ھ میں آپ اپنی موٹر پر سوار ہوکر تونسہ شریف سے براستہ ملتان چشتیاں شریف تشریف لے جا رہے تھے۔ راقم الحروف بھی آپ کا رفیقِ سفر تھا۔ وہاڑی اڈہ پر چائے نوشی کی غرض سے خلیفہ صوفی محمد عالم کی دکان پر جلوہ افروز ہوئے ازروئے شفقت مجھ سے فرمانے لگے۔

اے عبدالستار! تجھے معلوم ہے کہ میں موٹر کے ذریعے اس راستہ سے حضرت قبلہ عالم غریب نواز کی جناب میں کیوں جاتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: حضور! میں ناچیز کیا جانوں۔ آپ فرمادیجئے۔

آپ نے فرمایا: اے عبد الستار! آخری عمر میں حضرت قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موٹر کار بمبئی سے اس غرض سے منگوائی تھی کہ ہر جمعہ چشتیاں شریف جا کر پڑھیں گے مگر موٹر کار پہنچنے سے قبل ہی قبلہ والا صاحب رحلت فرما گئے۔ اب میں اپنے شیخ کی سنت کو پورا کرنے کی خاطر موٹر کار پر سوار ہوکر یہی راستہ اختیار کرتا ہوں اور اس کا ثواب اپنے شیخ کی نذر کر دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ میں ایک مرتبہ تونسہ شریف سے سیدھا لاہور پہنچا اور پھر لاہور سے سیدھا تونسہ شریف واپس آ گیا۔ رات کو خواب میں قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا دوسری بار میں تجھے ایسا کرتے نہ دیکھوں۔ میں

نے عرض کیا حضور مجھ سے کونسی غلطی ہو گئی ہے۔آپ نے فرمایا جب بھی اس راستہ سے گزرو تو آتے جاتے چشتیاں شریف ضرور حاضری دیا کرو، یہ بہت بڑی سعادت ہے۔اب میں جب بھی اس طرف سے گزرتا ہوں ،ایک مرتبہ ضرور حاضری دیتا ہوں۔

نیز آپ نے فرمایا اے عبدالستار!''میں نے بچپن میں خواجگان عظام کے مزارات پر بہت چلّے کیے ہیں ،جب میں سات بار قرآنِ کریم کے حفظ کر چکا تو حضرت قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حضرت قبلہ عالم غریب نواز رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کے بالین کی جانب اکتالیس روز چلّہ کشی کا حکم دیا اور فرمایا روزانہ حصن حصین شریف بحالت قیام ختم کروں اور آخر میں اس طرح عرض کروں۔

''یا قبلۂ عالم !مجھے دین و دنیا میں کامل کر دیجئے۔''

چلّہ مکمل ہونے کے بعد مجھے خواجگانِ دہلوی کے مزارات مقدسہ پر چلّہ کشی کے لیئے بھیج دیا گیا۔وہاں میں عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتا رہا۔ ہر ایک خانقاہ پر سلسلہ وار چلّے کیے کسی پر تین روز اور کسی پر سات روز۔مگر حضرت محمود چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ کی مزار پر اکتالیس روز کتاب مذکور روزانہ ختم کیا کرتا تھا۔جب گھر واپس آیا تو قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''اے سدید الدین میں غائبانہ تیرے حق میں اللہ تعالیٰ سے خواجگان کی توجہ طلب کی دُعا کرتا رہا ہوں۔خدا معلوم تمہیں اسمِ اعظم معلوم ہوا یا نہیں۔'' میں نے عرض کی ہاں بابو جی مجھے اسمِ اعظم معلوم ہوا ہے۔فرمایا بتاؤ کیا ہے؟

میں نے عرض کی کہ "مُرید کے لیے اپنے شیخ کا نام عین اسمِ اعظم ہے، بشرط عقیدہ پختہ اور یقین کامل ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا: الحمدللہ میری دعائیں اور آپ کی محنت قبول ہوئی۔

❖ ایک دن آپ نے فرمایا: اے عبدالستار! میرے بچپن کے دن تھے، قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی بنگلہ میں تشریف فرما تھے، جہاں آج ہم بیٹھے ہیں، قبلہ عالم غریب نواز کے عرس مقدس کا موقع تھا۔ ایک بزرگ سیدزادے نے قبلہ والد صاحب سے پوچھا کہ یا حضرت! سدید الدین کو بیعت فرما چکے ہو؟ فرمایا نہیں۔ اس پر بزرگ نے کہا بہت غلطی کی ہے۔ قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فوراً مجھے روضہ مقدسہ کے اندر لے گئے اور فرمایا غلاف شریف کو مضبوطی سے پکڑو اور خود رو بقبلہ ہو کر کھڑے تھے تھوڑی دیر بعد فرمایا:

"الحمدللہ! سدید الدین مبارک ہو، قبلہ عالم رضی اللہ عنہ نے تمہیں اپنی غلامی میں قبول فرمالیا ہے"۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی بار آپ کی بیعت بطریقِ روحانی حضرت قبلہ عالم غریب نواز رضی اللہ عنہ سے ہے اور ظاہری بیعت اپنے والدِ بزرگوار سے ہے۔

❖ ایک روز آپ نے فرمایا اے عبدالستار! ایک دفعہ میں بچپن میں اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سو رہا تھا گرمی کا موسم تھا آدھی رات کو خواب دیکھا کہ میں ایک غار میں پیشاب کر رہا ہوں، اچانک ایک بہت بڑی بلا اس غار سے مجھے کھانے کے ارادے سے باہر نکلی۔ میں ہیبت ناک آواز میں "مدد

یا غوث الاعظم" کہا وہ بلا فوراً نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ میں بھی بیدار ہوگیا۔ پھر دوبارہ نیند آ گئی ۔دوسری مرتبہ خواب میں یہ دیکھا کہ برلبِ سمندر ایک بہت بلند مکان ہے جس میں میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اچانک مکان زلزلہ کی طرح حرکت میں آیا۔ یہ حرکت اتنی شدید تھی کہ مکان سمندر میں گرنا شروع ہوا۔ اس خیال سے کہ میں سمندر میں گر نہ جاؤں خوفزدہ آواز سے پکار اُٹھا۔

"مدد یا قبلۂ عالم"

وہ مکان گرنے سے رُک گیا۔ میں بھی بیدار ہوگیا۔ قبلہ والد صاحب نے پوچھا سدید الدین! کیا بات ہے؟ میں نے دونوں خواب بتا دیے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ! اے سدید الدین دوبارہ خطا نہ ہوئی اور فرمایا اپنے مشائخ پر عقیدہ قوی رکھنا چاہیے۔

❖ نیز اسی مجلس میں آپ سے میں نے بابا عبد الرحمٰن کے اس شعر کا مطلب پوچھا۔ بیت:

چہ پہ یو قدم تر عرش پورے رسے
مالید لس دہ رفتار دِ در ویشانو

آپ نے فرمایا یہ درویش کامل کی پہلی منزل ہے لیکن درویش کامل جب مکمل منازل سلوک طے کر لیتا ہے تو خدا جانے کہ ایک قدم میں کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتا ہے۔

❖ ایک روز میں نے عرض کیا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ جو فرماتے ہیں:

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ: اولیاء اللہ کے ساتھ گزارا ہوا ایک لمحہ سو سال کی پُرخلوص عبادت سے بہتر ہے۔ اس کی کیا دلیل ہے؟

● آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی سو (۱۰۰) سال عبادت کرے، اس کو کیا معلوم کہ میری عبادت قبول ہوئی ہے یا نہیں لیکن ولیٔ کامل اپنے عقیدت مند کو اس وقت اپنے حضور آنے دیتا ہے جبکہ اس کی حاضری خداوند کریم سے پہلے ہی قبول کروالیتا ہے۔

❖ آپ نے فرمایا شیخ کی رضا مندی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی ہے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے، جس نے اپنے شیخ کو رضا مند کرلیا اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہے۔

❖ آپ نے فرمایا: جس پر شیخ کی نگاہِ کرم ہو اس کے سامنے شیر بھی روباہ ہے یعنی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

❖ دعا مانگتے وقت ہاتھ اٹھانے کے متعلق آپ نے فرمایا اگر لوگوں کا اژدہام ہو یا دعا زیادہ دیر مانگنا مقصود ہو تو ہاتھ کشادہ کر کے اٹھانے چاہئیں اور مختصر دعا میں ہاتھ ملا کر اپنے آگے اٹھائے اور دعا کی ابتداء اور اختتام درود شریف سے ہو۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "جس دعا کی ابتداء میں اور آخر میں درود شریف نہ پڑھا جائے تو وہ دعا قبول نہیں ہوتی

زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔

❖ نیز یہ بھی فرمایا حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ نے کتاب راحت القلوب میں فرمایا ہے کہ دعا کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کیا کرو کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

﴿ كُلُّ اَمْرٍ ذِىْ بَالٍ لَمْ يَبْدَءْ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَبْتَرُ. ﴾

ترجمہ: ہر وہ کام جو صاحبِ شان ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع نہ کیا جائے پس وہ بے برکت ہے۔

ابیات

ہر چہ خوانی اے پسر اول بسم اللہ بخواں
نیست بسم اللہ جز فضلِ خدا بر بندگان

ختم بسم اللہ چو آمد نامِ رحمٰن و رحیم
ہم بدنیا بس بود ہم کافی از بہرِ جنان

بہرِ ہر درد والم رنج و سقم دانی شفا
فاتحہ رابر حدیثِ سرورِ عالی مکان

فاتحہ خوانی چو با خلاص در ہنگام خواب
غیر مرگ از جملہ آفتہا بمانی در امان

❖ منقول ہے کہ ایک روز حضرت حافظ صاحب چشتیاں شریف اپنی

سرائے میں تشریف فرماتھے میں اورعین الدین میانہ بھی حاضرِ خدمت تھے،
آپ نے عین الدین سے فرمایا: اے کم بخت تم کیوں وجد کرتے ہو۔ اپنی جان
کو بھی تکلیف میں ڈالتے ہو لوگوں کو اور ہمیں بھی پریشان کرتے ہو۔ اگر بزرگی
وجد اور جذبہ میں ہے تو ہمیں بھی کچھ بتاؤ۔ اس کے بعد اپنا رُخ انور میری
طرف کیا اور فرمایا کہ اے عبدالستار خواجگان کا وجد ایسا نہیں ہوتا بلکہ یوں ہوتا
ہے کہ ایک مرتبہ میں بچپن میں قبلہ والد صاحب خواجہ محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ
اجمیر شریف عرس مبارک کے موقع پر حاضر ہوا۔ محفلِ سماع میں ایک صوفی پر
وجد طاری ہوا جذبہ میں آکر دو چکر لگائے اور تیسری بار قوالوں کے سامنے تعظیم
کے ساتھ کھڑے ہوکر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور جاں بحق ہوگیا۔ حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ ہوگئی۔

دوسرے دن اس کے جنازے میں بے پناہ ہجوم تھا لوگوں نے پھولوں
کی بارش برسائی۔ فرمایا یہ ہے صحیح وجد آج کل جو صوفی رقص کرتے ہیں وہ اپنے
آپ کو رنجور اور ہمیں پریشان کرتے ہیں۔ نیز یہ بھی فرمایا محفلِ سماع کے وقت
حاضرین پر اللہ تعالیٰ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خواجگانِ سلف اور حاضر خواجگان
کا فیض عام ہوتا ہے کوئی شخص اس فیضِ عام سے محروم اور خالی نہیں رہتا مگر ہر
شخص کو اپنے عقیدہ کے مطابق حصہ ملتا ہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ عرسِ مبارک پر خواجگانِ سلف بھی تشریف
لاتے ہیں۔ عرس کی مثال شادی کی سی ہے۔ صاحب عرس زندہ اور موتی میں
سے جسے دعوت دے وہی عرس مبارک پر حاضر ہوتا ہے جو مشائخ محافل عرس

میں تشریف لاتے ہیں ان کی توجہ اور فیوضات سے کوئی بھی خالی نہیں جاتا۔

❖ آپ نے فرمایا، بزرگوں نے کہا ہے کہ مندرجہ ذیل تین گروہ اولیاء اللہ سے بہت کم استفادہ کرتے ہیں۔

○ بیوی ○ بیٹے ○ تعلق دار

کیونکہ فیض ہمیشہ عقیدہ اور صدقِ محبت کے مطابق ملتا ہے اور یہ تین گروہ عقیدہ اور صدقِ محبت میں دور والوں کے برابر نہیں ہوتے۔

نیز فرمایا: اے فلاں! چشتیوں کی محفلِ سماع کے وقت تین اطراف سے حاضرین مجلس پر فیض جاری ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا قبلہ کن تین جانبوں سے فیض برستا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

(۲) صاحبِ مزار اور خواجگانِ سلف (جو بصورت روحانی حاضر ہوتے ہیں) کی جانب سے بھی فیض جاری رہتا ہے۔

(۳) اور خواجگان حاضرین کی جانب سے جو حاضرینِ محفل پر توجہ کرتے ہیں۔ کوئی شخص اس فیض عام سے محروم اور خالی نہیں رہتا مگر ہر شخص کو اپنے عقیدہ کے مطابق نصیب ملتا ہے۔

شرائط سماع:

محفلِ سماع کے بارے میں حضرت خواجہ خدا بخش صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے فرمایا غریب نواز محفل سماع کے کچھ شرائط ہیں۔

پہلی شرط: محفل سماع شریعت کے مطابق اور خواجگانِ سلف کے طریقہ کے

موافق ہو۔

دوسری شرط: اس کا سننا خالصاً للہ ہو یعنی محض برائے خدا ہو، نہ کہ خواہشات نفسانی پر ہو۔

تیسری شرط: ہر ایک شخص محفل میں باوضو بیٹھے۔

چوتھی شرط: عورتیں ہرگز محفل سماع کے نزدیک نہ ہوں کیونکہ تمام محفل کو مکروہ کرتی ہیں۔

پانچویں شرط: اپنی توجہ اور نظر اپنے شیخ کی طرف یا ان خواجگان کی طرف کرے جن سے فیوضات اور توجہ کی امید ہو نہ کہ ریا کاری اور حرکتِ شیطانی سے حالت اور وجد کرے یہ بالکل غلط اور منع ہے جو حقیقتاً حالت اور وجد کرتے ہیں وہ اور صوفی ہیں جیسا کہ اجمیر شریف والے صوفی کا قصہ گزر چکا ہے۔

چھٹی شرط: اس زمانہ میں سماع اور قوالی ایک گھنٹہ یا سوا گھنٹہ سے زیادہ جائز نہیں کیونکہ ہر ایک پر لازم ہے کہ باوضو ہو۔ فی زمانہ اگر کسی کا وضو ناقص ہو جائے تو میں عوام کی جہالت اور بے باکی کے باعث محال جانتا ہوں کہ وہ آدمی فوراً اٹھ کر وضو تازہ کر آئے بلکہ وہ خیال تک ہی نہیں کرتا کہ محفل سماع کے یہ آداب ہیں۔ اس زمانے میں عوام ان آداب سے بالکل بے خبر ہیں خاص کر طائفہ قوالان۔

ساتویں شرط: اگر محفلِ سماع آدابِ شریعت اور شرائط مذکورہ بالا کے مطابق ہو اور سامعین بھی شرائط مذکورہ کے ساتھ محفلِ سماع میں داخل ہوں تب تو فیوضات از حد زیادہ حاصل ہوتے ہیں اور اگر آدابِ شریعت اور شرائط مذکورہ سے نہ ہو تو کفر تک پہنچاتی ہے۔

❖ حضرت خواجہ خدا بخش صاحب مہاروی نے حضرت صاحب کی خدمت میں کہا کہ قبلہ حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ کی محفل سماع کا انتظام آپ خود کرلیا کریں۔ آپ نے فرمایا جو میرِ محفل ہے وہ خود ذمہ دار ہے، میں تو حضرت پیر پٹھان رضی اللہ عنہ کے آستانہ کا ذمہ دار ہوں۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ ہرگز شریعت اور شرائط مذکورہ کے خلاف نہیں کیا جاتا اور نہ کسی نے کبھی عورتیں سماع کے نزدیک دیکھی ہیں اور نہ آسکتی ہیں۔

❖ ۱۳۷۱ھ میں جب آپ پہلی بار فریضۂ حج ادا کیا تو واپسی پر اپنے محرم رازوں سے فرمایا جونہی میں بیت اللہ شریف میں حاضر ہوا رب العالمین کی بارگاہ میں عرض کی کہ "خداوندا یہ تیرے بندے ہیں تو خود ان کو ہماری طرف بھیجتا ہے اور ہمیں درمیان میں واسطہ بنایا ہے۔ ہمیں از خود کوئی طاقت وتوفیق نہیں ہے لہٰذا جن لوگوں نے میری بیعت کی ہے بلکہ تمام پیر بھائی اب تیرے سپرد ہیں اپنے فضل و کرم سے اور اس بیت (خانہ کعبہ) کے طفیل مجھ سے قبول فرما۔"

اس کے بعد تمام پیر بھائیوں کے حق میں دین و دنیا کی بہتری کی دعا مانگی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اُمت کے لئے دعا مانگی۔ بارگاہِ ایزدی سے قبولیت کا مژدہ بھی ملا۔

❖ فرمایا مدینہ منورہ حاضر ہوا تو زار و قطار روتے ہوئے روضۂ انور کو بوسے دیے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص دینِ اسلام اور شریعت کا دشمن ہے اس کا خاتمہ چاہتا ہوں۔ پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم جیسا کہ آج میں جناب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پہلو سے کھڑا آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کل قیامت کے روز بھی مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو سے کھڑا ہونے کی جگہ دینا تا کہ میں اپنے غلاموں اور پیر بھائیوں کو حاضر اور پیش کروں۔

❖ آپ نے یہ بھی فرمایا جب پہلے روز میں نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہاتھ رکھے اور بوسہ دیا تو پولیس اور بعض لوگوں نے منع کیا لیکن میں نے بخاری شریف اور مسلم شریف کی احادیث پڑھ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے ہیں اور تم کہتے ہو منع ہے، منع ہے۔ مانع کیا ہے؟ میرا یہ مُدلل جواب سن کر کہنے لگے کہ یہ "مجنونِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسے کچھ نہ کہو۔ اس کے بعد جتنے روز مجھے حرم نبوی ﷺ میں حاضری کا شرف حاصل رہا ہر بار روضہ انور کو خوب جی بھر کر بوسے دیتا رہا پھر کسی نے روکنے کی کوشش نہ کی۔

❖ تونسہ شریف میں عرس مبارک کے تیسرے روز نمازِ عصر کے بعد روضہ شریف کے سامنے والے برآمدہ میں حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین جلوہ افروز تھے محمد خان نامی ایک عقیدت مند حاضر ہوا نذرانہ پیش کیا اور قدم بوسی کے بعد عرض کی، یا حضرت میں آپ سے بہت ڈرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا:

"اکیلے تم نہیں ڈرتے، تمام دنیا ڈرتی ہے۔"

ہیبتِ حق ست ایں از خلق نیست

اس چنیں ہیبت زصاحب دلق نیست

❖ منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین چشتی

رضی اللہ عنہ اپنے شیخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور دل میں تھا کہ کچھ عرض کروں مگر دہشت ایسی غالب آئی کہ کچھ نہ کہہ سکے۔ حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی روشن ضمیری سے معلوم کر لیا اور فرمایا" اے نظام الدین کہو کیا کہتے ہو مگر پھر بھی کچھ نہ کہہ سکے۔ تین مرتبہ حضرت بابا صاحب نے فرمایا نظام الدین کہو کیا کہتے ہو، تمہارے دل میں کیا ہے؟ جب کچھ نہ کہہ سکے تو فرمایا اے نظام الدین تم خفامت ہو۔

﴿ لِكُلِّ دَاخِلٍ دَهْشَةٌ. ﴾

ترجمہ: ہر داخل ہونے والے پر دہشت ہے۔

اس کے بعد محمد خان نے کہا کہ یا حضرت" صاحب جاہ در قطعن رفتہ" اس پر آپ نے فرمایا ہم نے اپنے جاناں کو کعبہ شریف اور مدینہ منورہ میں دیکھا ہے اس بات کو آپ نے دو تین بار دہرایا۔ محمد خان کہتا رہا کہ" صاحب جانہ در قطعن رفتہ" آخر کار حضرت صاحب ذوق و وجد میں آ کر فرمایا" بخدا موژ وال صاحب جانہ" مکہ شریف میں بھی دیکھا اور مدینہ منورہ میں بھی دیکھا کپڑے بھی سبز تھے اور روضہ بھی سبز تھا۔ (اس رمز سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حافظ صاحب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے)۔

❖ ایک مرتبہ آپ نہایت خوش وخرم تشریف فرما تھے میں نے عرض کی کہ آپ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیسے کی؟

آپ نے فرمایا" اے فلاں! میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پہلو مبارک میں بصد ادب واحترام کھڑا تھا کہ قسمت نے یاوری کی ناگاہ

دیکھا کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مقدس میں جلوہ افروز ہیں اور تبسم فرما رہے ہیں، آپ نے وہی لباس زیب تن فرمایا ہوا تھا جو حیاتِ ظاہری میں استعمال فرماتے تھے۔" اس کے بعد بار بار پوچھنے کے باوجود آپ نے زیادہ بتانے سے گریز فرمایا۔

❖ ایک روز آپ حضرت قبلہ عالم شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ کے مجلس خانہ میں حصن حصین شریف پڑھ رہے تھے میں بھی حاضرِ خدمت تھا فرمانے لگے کہ صلوٰۃ التسبیح پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کی ہاں پڑھتا ہوں۔ پھر فرمایا میں بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ میں صلوٰۃ التسبیح پڑھا کرتا تھا اور حصن حصین بھی روزانہ ختم کیا کرتا تھا اس کے بعد آپ نے ایک کتاب منگوا کر صلوٰۃ التسبیح کے بارے میں وارد حدیث شریف مجھے دکھائی اور فرمایا کہ یہ حدیث بہت مشہور ہے۔

صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت اور پڑھنے کا طریقہ

❖ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے چچا (رضی اللہ عنہ) چار رکعت نماز نفل صلوٰۃ التسبیح اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد پندرہ بار یہ تسبیح پڑھیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

اس کے بعد تعوّذ اور بسم اللہ اور فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر دس (۱۰) بار قیام میں، دس (۱۰) بار رکوع میں (تسبیح کے بعد) دس (۱۰) بار قومہ میں، دس (۱۰)

بار سجدۂ اولیٰ میں، دس (۱۰) بار جلسہ میں اور دس (۱۰) بار سجدہ ثانیہ میں پڑھیں، ان سب کی تعداد ۷۵ ہوتی ہے، پھر ہر رکعت میں اسی طرح پڑھیں، ان تسبیحات کی کل تعداد تین (۳۰۰) سو ہے۔

- اس نماز کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ اگر کوئی روزانہ پڑھنا چاہے تو اشراق کے بعد بہتر ہے۔
- اگر کوئی ہفتہ میں ایک مرتبہ پڑھنا چاہے تو بروز جمعہ پڑھے۔
- اگر کوئی مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھنا چاہے تو بروز خمیس پڑھے۔
- اگر سال میں پڑھے تو عاشورہ کے دن بہتر ہے۔
- اگر کوئی اتنا نہ کر سکے تو عمر (زندگی) میں ایک بار ضرور پڑھے۔
- اپنی تمام عمر کے گناہوں کی کفایت کے لیے نیت کرے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ، دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ الْعَصْر، تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْن اور چوتھی رکعت میں قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔

❖ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اصل درویشی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت قبلہ عالم خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی ہے، اگر کوئی درویش آج کے حال پر کل تک رہے تو وہ درویش ترقی کی منازل طے نہیں کرسکتا۔ بیت

اگر درویش بر یک حال ماندے
سر دست از دو عالم بر فشاندے

❖ ایک مرتبہ نواب بہاول پور نے اپنے ایک وزیر کو حضرت قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ کی تصویر لینے کے لیے بھیجا۔ وزیر چالیس دن اور بروایت دیگر چھ ماہ تک حاضر خدمت رہا لیکن حضرت قبلہ عالم روزانہ نئی شکل وصورت میں نظر آتے یعنی دو دن ایک حال پر نہ رہتے۔

❖ کاتب الحروف کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، جس طرح اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ ننانوے ہیں اور ہر ایک نام علیحدہ علیحدہ رنگ وصفات کا حامل ہے۔ درویش کے لیے بھی ہر نام کا مقام اپنا اپنا ہے۔ اسی لیے درویش ایک حال پر نہیں رہتا اور روزانہ اپنی صفات میں تبدیل ہوتا رہتا ہے، اس کی مثال چرخِ چاہ کی طرح ہے جو تیزی سے چل رہا ہے اور باری باری لوٹے پُر ہو کر آرہے ہیں۔

❖ ایک مرتبہ علماء وقت کے بارے میں بات چلی تو آپ نے فرمایا کہ مکتب سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ اور ہے اور جو جانب حق سے عطا ہوتا ہے وہ اور علم ہے۔

ابیات

علم ہائے انبیاء و اولیاء
در دلش رخشندہ چوں شمس الضحیٰ

عالمے کہ آموز گارش حق بود
علمِ اوبس کاملِ مطلق بود

علمہا از بحرِ علمش قطرہ است

آں چوں خورشید است ایںہا ذرہ است

ترجمہ: نمبر ۱: انبیاء اور اولیاء اللہ کے علوم چمکتے ہوئے سورج کی طرح دلوں میں نورانشاں ہوتے ہیں۔

ترجمہ نمبر ۲: وہ عالم جس کا پڑھانے والا اللہ تعالیٰ ہو اس کا علم مکمل ہوتا ہے۔

ترجمہ نمبر ۳: دوسروں کے علوم اس کے بحرِ علم میں سے ایک قطرہ کی طرح ہوتے ہیں اس کا علم سورج اور دوسروں کے علوم ذرّہ کی مانند ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

از قیل وقال راہ بہ سوئے حال کے بُری
بیزار باش در رہِ دلیر ز قیل و قال

ایں راہ بہ قیل و قال بہ پایاں نمیرسد
چوں جاندہی بدوست تُرا یا شد اتصال

وانکہ او خدمت پیراں نمی کُند
گرچہ عمر بکوشد نہ شود صاحب حال

مرد افسردہ دریں راہ بمنزل نرسد
گر ریاضت کُند از دانش خود پنجاہ سال

خواہی وصال خدمتِ پیرِ طریق کن
کوتاہ مکن تو دستِ ارادت زدامنش

چوں قطب الدین میچ سرازامرپیرخویش
گر بایدت کہ خوشہ بچینی زخرمنش

بکوش خدمت پیرِ طریق کن از جان
توبہ نئ زکلیمے کہ خضرش استاد ہست

❖ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ غریب نواز! سنا ہے کہ نقشبندی حضرات اپنے شیخ کے حضور میں شیخ کے سینہ پر نظر رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں نقشبندیوں کا یہی طریقہ ہے لیکن چشتیوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے شیخ کے ہفت اندام پر نظر رکھتے ہیں۔ منہ، آنکھیں، ریش، لباس، گفتار، رفتار، اخلاق اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی۔ جیسا کہ کشکول کلیمی میں ہے۔

مظہر ذات وصفات وشُد ومدّ تحت وفوق
می نماید طالباں راکل لومٍ ذوق وشوق

یعنی اپنے شیخ کی ذات وصفات ظاہر اور باطن پر نظر کرنا، اس کی شان وشوکت اور قد وقامت کو دیکھنا کیونکہ مرشد کامل ہر ہر پہلو کا مظہر ہوتا ہے اور حق کے متلاشیوں کو عشق ومحبت کی راہیں دکھاتا ہے۔

❖ ایک روز ہم نے حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے آستانہ عالیہ میں

حضرت صاحب کے بیٹھنے کے لیے چادر بچھائی لیکن آپ زمین پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ حضرت قبلہ والد صاحب خواجہ محمد حامد صاحب کا طریقہ تھا کہ وہ یہاں زمین پر ہی تشریف فرما ہوتے تھے، لہٰذا مجھے بھی انہی کا طریقہ پسند ہے۔

✿ ایک روز ہم نے عرض کیا کہ قبلہ مشائخ سلف کا یہ طریقہ تھا کہ وہ بیعت کرتے وقت مرید کو وظیفہ تلقین کرتے تھے اور آپ کا معمول یہ ہے کہ مرید کو وظیفہ تلقین نہیں فرماتے۔ آپ نے فرمایا شیخ کا تلقین کردہ وظیفہ مرید پر لازم ہو جاتا ہے یہ کاہلی اور غفلت کا زمانہ ہے، لوگ تو فرض نماز ادا کرنے میں سُستی کا شکار ہیں وہ وظائف کی پابندی کیسے کریں گے؟ اسی لیے میں مریدوں پر یہ بوجھ نہیں ڈالتا، خواہشمند اپنے پیر بھائی سے وظیفہ پوچھ سکتا ہے۔ اگر کوئی مجھ سے بھی وظیفہ طلب کرتا ہے تو اسے تلقین کر دیتا ہوں۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا اے عبد الستار خان! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس سے پہلے میرا حج پر جانا کیوں موقوف رہا۔ عرض کی حضور میں کیا جانوں، آپ خود ہی فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا حضرت قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے وصیت کی تھی کہ حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہ کے عرس مبارک کی حاضری دے کر حج پر جانا یعنی اس مقدس عرس سے کسی طرح بھی غیر حاضری نہ ہونے پائے۔ اس وقت ہوائی جہاز کا زمانہ نہیں مگر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی روشن ضمیری سے معلوم ہو رہا تھا کہ ایسا وقت آئے گا جب یہ دونوں کام ایک ساتھ ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ عرس مبارک کا ناغہ بھی نہیں ہوا اور حج بھی ادا ہو گیا۔ (قبلہ عالم کا عرس یکم تا تین ذوالحجہ کو ہوتا ہے)۔

میں نے عرض کی حج تو اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے اور زیارت مدینہ منورہ بھی بڑی سعادت ہے، اگر ایک دفعہ عرس میں ناغہ ہو جاتا تو کون سا حرج تھا؟

جواب میں آپ نے فرمایا، اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص نماز فرض ادا کرتا ہے لیکن سنت کا تارک ہے اور دوسرا نماز فرض کے ساتھ ساتھ سنت بھی ادا کرتا ہے۔ کیا ان دونوں کی نماز فضیلت کے لحاظ سے برابر ہو سکتی ہے؟ نہیں نہیں ہر گز نہیں۔ اسی طرح شریعت و طریقت لازم و ملزوم ہیں۔ اہلِ طریقت مشائخ کرام کی سنتوں کو لازم پکڑتے ہیں ترک نہیں کرتے، البتہ عقیدہ شرط ہے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ناپاک جگہ میں یا بے وضو ہونے کی حالت میں یا نسوار منہ میں ہونے کے وقت درود شریف پڑھنا خلافِ ادب ہے۔

ایک بار آپ نے فرمایا کہ جب کسی بزرگ کے مزار پر حاضری دیں تو سورۂ فاتحہ ایک بار، سورۂ اخلاص تین بار، سورۃ الفلق ایک بار، سورۃ الناس ایک بار اور آخر میں درود شریف پڑھ کر خواجگان کرام کی ارواح کو ایصال ثواب کریں۔ اگر وقت کی گنجائش ہو تو سورۂ یٰسین، سورۂ ملک یا کوئی دوسری سورہ بھی پڑھ لیا کریں۔

ایک دفعہ میں (عبدالستار خان افغانی) ایک دو پیر بھائیوں کے ہمراہ تونسہ شریف سے پاکپتن شریف اور دہلی شریف خواجگان سلسلہ عالیہ کے مزارات کی زیارت کے لیے گیا ہوا تھا۔ دل میں یہ خیال کروٹیں لے رہا تھا کہ

اجمیر شریف کی زیارت بھی نصیب ہو جائے اسی دوران ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو مرید تو تونسہ شریف کا تھا مگر محبت دوسری جگہ رکھتا تھا۔ اور اپنے اس عقیدے کو اپنی کامیابی کا زینہ سمجھتا تھا۔ رات کو خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین رحمۃ اللہ علیہ نماز عصر کے بعد حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ کے روضہ شریف کے سامنے جلوہ گر ہیں، میں نے اجمیر شریف جانے کی اجازت طلب کی۔ فرمایا پہلے قبلہ عالم خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ کے روضہ شریف کی زیارت کر و اور پھر اجمیر شریف کا قصد کرنا۔ اس کے بعد تنبیہ فرماتے ہوئے کہا، اے عبدالستار خان جو کچھ ملتا ہے، اپنے شیخ سے ہی ملتا ہے، اس بات کو دو تین بار دہرایا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ یہ اس شخص کی طرف اشارہ ہے جو اپنے پیر خانے کو چھوڑ کر دوسری جگہ محبت رکھتا ہے۔

اس مقام پر راقم الحروف کو ایک واقعہ یاد آ گیا کہ عید کی رات تھی، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں چار درویش حاضر ہوئے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے سے پوچھا کہ اے درویش! کل نمازِ عید کہاں ادا کریں؟ درویش نے جواب دیا کہ بیت اللہ شریف میں دوسرے سے پوچھا تو اس نے کہا مدینہ منورہ میں۔ تیسرے نے جواب دیا بیت المقدس میں، جب چوتھے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں تو اپنے شیخ کے حضور نماز عید ادا کروں گا۔ اس پر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

﴿ اَنۡتَ اَعۡلَمُھُمۡ وَ اَنۡتَ اَزۡھَدُ ھُمۡ وَ اَنۡتَ اَفۡضَلُھُمۡ۔ ﴾

ترجمہ: تو ان سے بڑا عالم اور بڑا زاہد اور بہت فضیلت والا ہے۔

❖ ایک روز آپ نے فرمایا کہ ناگور شریف کا راجا خفیہ طور پر مسلمان تھا اور حضرت والد صاحب خواجہ محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی سے مشرف تھا۔ راجا کو بعض لوگ کہتے تھے کہ راہِ اسلام بہتر ہے اور بعض کہتے تھے کہ ہندو مذہب اچھا ہے۔ ایک دن حضرت سلطان التارکین شیخ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ایک لنگوٹی بند فقیر حاضر ہوا۔ راجا نے اس سے پوچھا کہ راہِ اسلام بہتر ہے یا راہِ ہندو مذہب۔ اس پر درویش نے جواب دیا کہ "نہ ہندو بہتر ہے، نہ مسلمان۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ نیک عقیدہ بہتر ہے۔" راجا نے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فقیر کی بات میری عقل وفکر سے باہر ہے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ درویش نے تجھے راہِ اسلام دکھایا ہے، مگر اسلام میں بھی ہر کام میں عقیدہ نیک ہونا ضروری ہے۔ پھر آپ نے حدیث شریف پڑھی جس کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر کام اللہ کی رضا کے لیے کرنا چاہیے۔

لنگر سلیمانی کی خدمت:

❖ ایک مرتبہ آپ حضرت قبلہ عالم غریب نواز کے آستانہ عالیہ میں تھے میں نے عرض کی کہ غریب نواز بعض پیر بھائی بہت ہی مخلص ہیں اور حتی المقدور لنگر شریف کی خدمت کرتے ہیں آپ ان کے حق میں دعا کریں۔ حضرت صاحب نے ان کے لیے قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ سے دعا طلب کی اس کے بعد فرمایا: "اے عبد الستار جو شخص غلامی کا دعویٰ کرتا ہے مگر لنگر سلیمانی کی خدمت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اور خواجگان اسے ہدایت کرتے ہیں، اگر ہدایت نہ

پائے تو پیر پٹھان اسے طمانچا سے مارتا ہے۔

❖ ایک دفعہ ایک غلام آپ کے سامنے نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔ آپ نے اسے ڈانٹا اور تعظیم کا جائز طریقہ تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ شیخ کے حضور میں اپنی حاجات دل ہی دل میں عرض کرنی چاہئیں۔ مرشد کامل دل کی بات جانتا ہے۔ اسی لیے تو پیر رومی نے کہا ہے کہ:

آں ولی حق کہ خوئی حق گرفت
نور گشت و تابش مطلق گرفت

در درونِ دل درآید چوں خیال
پیش او مکشوف باشد سرّ حال

آنکہ واقف گشت بر اسرار ہُو
سرِّ مخلوقے چہ باشد پیش او

ترجمہ نمبر (۱): وہ ولی جو حق کی صفت پالیتا ہے نور ہو جاتا ہے اور ذات مطلق کی قوت پالیتا ہے۔

ترجمہ نمبر (۲): وہ خیال کی طرح دل میں اتر جاتا ہے اور ہر راز اس کے سامنے ظاہر ہو جاتا ہے۔

ترجمہ نمبر (۳): جو اللہ تعالیٰ کے اسرار جان لیتا ہے تو پھر اس کے سامنے مخلوق کے راز کیا حیثیت رکھتے ہیں۔

مولوی موسیٰ اور حافظ میٹھے رحمۃ اللہ علیہما کا سفرِ حج:

❖ مولوی موسیٰ و حافظ مِٹھا (جو کہ مسجد سلیمانی کے خادم اور عاشق صادق حاجی شیر محمد عاشق کے بھائی اور حضرت خواجہ حافظ صاحب کے خلفاء میں سے ہیں) سے منقول ہے کہ دونوں بھائیوں نے یہ قصہ مجھے بیان کیا ہے کہ ہم دونوں بھائی گزشتہ برس حج پر گئے سعودی حکومت کی طرف سے حکم تھا کہ کوئی آدمی مدینہ منورہ بغیر کسی سواری کے نہ جائے چونکہ ہم مسکین تھے ہمارے پاس سواری کا کرایہ نہیں تھا ہم حج سے فارغ ہوتے ہی مدینہ منورہ کی طرف پیدل روانہ ہوگئے۔ راستہ میں دو تین مرتبہ پولیس والوں نے جانے سے روکا کہ بغیر سواری کے پیدل سفر کرنا سخت ممنوع ہے، ہم بہت ہی پریشان اور غمگین ہوئے کہ شاید ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محروم ہیں۔ مولوی موسیٰ کہتا ہے کہ ہم نے آپس میں مشورہ کر کے حضرت صاحب کی خدمت ایک خط لکھا اور ہمارا یقین کامل مکمل تھا کہ حضرت صاحب ہمارا مکتوب خود ہی آپ تک پہنچائیں گے اور ہماری فریاد بھی سنیں گے امداد اور توجہ فرمائیں گے۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

> ''غریب نواز ہمارا زادِ راہ ختم ہو چکا ہے۔ ہماری دو حاجتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہم کو مدینہ منورہ پہنچائیں تا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں۔
> دوسری حاجت یہ ہے کہ ہمیں موت تو پسند ہے مگر سوال کرنا اور گداگری کرنا قبول نہیں ہے۔''

جب خط لکھ لیا تو حافظ مِٹھا سے کہا اب خط کو پسِ پشت ڈال دو اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور خط کا ہرگز خیال نہ کرو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا پھر راستہ میں پولیس اور دوسرے سرکاری کارندے ہمیں دیکھتے رہے، کسی نے کچھ نہ کہا، حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ خوب زیارتیں کیں پھر وہاں سے ملتان اور ملتان سے براستہ غازی گھاٹ اپنے گھر پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرت صاحب کی توجہ سے ہماری دونوں حاجتیں پوری ہوئیں زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی نصیب ہوئی اور دست سوال بھی کہیں دراز نہیں کیا۔

الحمد للہ علیٰ ذالک.

❖ مولوی موسیٰ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ قبلہ میری ایک حاجت ہے آپ نے فرمایا بتاؤ کیا حاجت ہے؟ میں نے کہا:

"قبلہ نہ دنیا کا طالب ہوں نہ عزت چاہتا ہوں نہ بہشت مانگتا ہوں اور نہ کسی دوسری نعمت کا خواہشمند ہوں"۔

آپ نے فرمایا: اے بے وقوف پھر تو کیا چاہتا ہے؟

میں نے عرض کیا: میں آپ کو چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: اے بے وقوف! تم میرا کلام نگاہ میں نہیں رکھ سکتے، میرا راز خلقت کو بیان کردو گے۔

اے مولوی موسیٰ! مجھے اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت قبلہ عالم غریب نواز کے ماسوا اور کوئی نہیں پہچانتا تو بیچارہ مجھے کہاں پہچان سکتا۔

یہ بات مولوی موسیٰ نے مجھے سلیمانی مسجد میں بتائی اور پیر پٹھان کی طرف اشارہ کر کے کہا، اے عبدالستار خان میں کعبۃ اللہ شریف اور اسی پیر پٹھان غریب نواز کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں نے کچھ مبالغہ کیا ہو یا دروغ گوئی سے کام لیا ہو تو میرا حج برباد ہو۔

❖ ۱۳۷۲ھ میں حق نواز اور شیخ غلام حیدر حضرت مولانا فخر جہاں رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک پر سندھ سے چشتیاں شریف آئے۔ اس سے قبل ماہ جمادی الاوّل میں حضرت ثانی کریم خواجہ اللہ بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر حضرت حافظ غلام سدید الدین صاحب سخت بیمار تھے جب ہم چشتیاں شریف میں قدم بوسی کے لیے حاضر ہوئے تو میں نے عرض کیا قبلہ حضور کو تکلیف ہوگئی تھی۔ آپ نے فرمایا اے فلاں اس قدر بیمار ہوا کہ بیس (۲۰) روز تک کچھ نہ کھایا۔ ڈاکٹر ڈیرہ غازی خان اور ملتان سے آئے نبض دیکھی اور کہا ہم کیا علاج کریں نبض میں کچھ اثر باقی نہیں رہا۔ ایک بیماری نہیں تھی بلکہ تین چار بیماریاں تھیں۔ میں نے ڈاکٹروں سے کہا نبض ہو یا نہ ہو کچھ پرواہ نہیں۔ ان دنوں پیشاب خانہ میں خود چل کر جاتا تھا۔ بیس (۲۰) دنوں کے بعد مرض زیادہ بڑھی ہے۔ اے عبدالستار دوپہر کے وقت میں بنگلہ میں تھا کہ حضرت شاہ سلیمان صاحب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مجھے فرمایا، اے سدید الدین میری طرف آنا چاہتا ہے میں نے کہا۔ بابو! ابھی میرا کام بہت باقی ہے۔ فرمایا کتنا میں نے کہا غریب نواز بیس (۲۰) سال تک۔ پھر آپ نے ایک گلاس پانی سے بھرا ہوا مجھے دیا اور فرمایا اچھی طرح پی لو۔ میں نے گلاس لیا اور پانی پیا۔ اس کے

بعد خدا کریم نے مجھے شفا بخشی اور بیماری دور فرمائی۔

❖ ایک مرتبہ کسی نے کتے کو مارا۔ آپ کتے کی آواز سن کر فوراً باہر آ گئے اور نہایت غصہ کے عالم میں فرمایا کس نے حضرت قبلہ عالم کے کتے کو مارا ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ گوشت خراب کر رہا تھا، آپ نے فرمایا بغیر تکلیف پہنچائے اسے کیوں نہ بھگا دیا، اگر آئندہ کسی سے ایسی حرکت سرزد ہوئی تو میں اسے خوب ماروں گا۔

اللہ اللہ! جنہیں اپنے شیخ کے درِ اقدس سے کامل نیاز ہے، وہ اپنے شیخ کے آستانہ کے کتے کا بھی احترام کرتے ہیں لیکن آج لوگ شیخ کی اولاد کی بھی پرواہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ چشم بصیرت عطا فرمائے۔

❖ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا شیخ کی رحلت کے بعد سالک اگر دل میں شیخ کا تصور قائم نہ رکھ سکے تو شیخ کے مزار سے رابطہ رکھے پھر فرمایا کہ جس شخص نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کی ہے، وہ درود شریف پڑھتے وقت روضہ اقدس کا تصور کرے۔

خلافِ شرع عمل پر تنبیہ:

ایک دن نماز عصر کے بعد آپ روضہ شریف کے سامنے جلوہ افروز تھے کہ ایک عقیدت مند حاجی شیر محمد نے آ کر سجدہ کیا آپ غصہ میں آ گئے اور فرمایا ارے بیوقوف! تو عالم ہو کر خلاف شرع عمل کرتا ہے کیا تو فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتا کہ مَنْ سَجَدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ (جس نے غیر اللہ کے لیے سجدہ کیا اس نے کفر کیا) آپ نے خدام سے فرمایا کہ اسے پکڑ کر کمرے

میں بند کر دو۔ نماز مغرب کے وقت جب روضہ شریف سے مسجد کی جانب آرہے تھے تو مجھ سے فرمایا عبدالستار خان حاجی شیر محمد مجھے بہت دُکھ دیتا ہے اور خلافِ شرع عمل کرتا ہے، اس پر میں نے عرض کیا۔

گر نبودے سرِّ حق اندر وجود
آب وگل راکے ملک کردے سجود

ہر کجا چشمۂ بود شیریں
مگس و مرغ و مار گرد آئند

من ندیدم کہ تشنگانِ حجاز
بر لبِ آبِ شور گرد آیند

یعنی اگر رازِ حق وجود آدم میں نہ ہوتا تو فرشتے محض کیچڑ کو کب سجدہ کرنے والے تھے۔ اس پر آپ نے فرمایا کیا اس نے ملائکہ کا سا سجدہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، عاشق صادق بے اختیاری میں ایسا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر آپ نے خاموشی اختیار فرمالی۔

❖ حافظ مٹھا خادم مسجد سلیمانی نے بیان کیا کہ جب میرے بھائی حاجی شیر محمد صاحب کا انتقال ہوا تو میں خود حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا حضرت حاجی شیر محمد فوت ہو گیا ہے، مہربانی فرمائیں جنازہ پر تشریف لائیں۔ آپ نے فرمایا، اے بے وقوف تو حاجی شیر محمد کو مُردہ کہتا ہے، عاشق صادق مرتے نہیں۔

❖ ایک دفعہ میں آپ کے لیے چار تھان کور کاں خریدنے کے لیے ہرات گیا۔ اڑتیس (۳۸) روز تک یہ تکلیف دہ سفر جاری رہا۔ دورانِ سفر بہت سی پریشانیاں اٹھانی پڑیں۔ ایک رات صبح صادق کے قریب عالم خواب میں آپ کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ اس دفعہ آپ نے ہمیں بالکل ہی فراموش کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا، نہیں میری توجہ ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے اور اس سفر میں تمہارے ہمراہ رہا ہوں۔ چنانچہ چند نشانیاں بتا کر راستہ کی پریشانیوں کی یاد دلائی۔ اس کے بعد مجھے حکم دیا کہ قبلہ کی طرف دیکھو میں نے دیکھا تو حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے علم نصب ہیں پھر فرمایا شمال کی طرف دیکھو ادھر دوسری زیارت تھی۔ اسی طرح جنوب کی طرف زیارت نصیب ہوئی۔ پھر فرمایا عبدالستار خان میں تمہارے ساتھ ساتھ ہوں، مگر تمہاری نظر سے پنہاں۔

❖ جناب صاحبزادہ محمد نواز سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ قیام لاہور کے دوران چارپائی پر سوئے ہوئے تھے۔ میں آپ کے پاؤں دبا رہا تھا اچانک آپ کا وجود مبارک بڑھنے لگا اور میں خوفزدہ ہو کر چارپائی سے نیچے اتر گیا۔ آپ کا وجود چارپائی سے بڑھ گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد گھٹنا شروع ہوا، یہاں تک کہ شیر خوار بچے کے برابر باقی رہ گئے۔ جب آپ اپنے حال پر آئے تو میں نے عرض کیا کہ حضور کیا بات تھی۔ آپ نے اپنا رُخ انور دوسری طرف پھیر لیا۔

❖ صاحبزادہ محمد نواز سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ لاہور میں آپ نے مجھے پیٹا صبح سویرے دو چار تھپڑ رسید کیے پھر دوپہر کو اور تھپڑ لگائے رات کو سوتے

وقت خوب تھپٹر رسید کیے میں بہت پریشان ہوا کہ ماجرا کیا ہے۔ خیر اسی کشمکش میں سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ آپ مجھ سے فرمار ہے ہیں محمد نواز آ میرے ساتھ کہیں جانا ہے۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ دیکھتا ہوں کہ ہم حضور سرورِ کائنات ﷺ کے دربارِ عالیہ میں حاضر ہو گئے ہیں وہاں چار یار رضی اللہ عنہم بھی جلوہ افروز ہیں۔ میں پیچھے ہٹ کر بیٹھ گیا اور آپ آگے بڑھ کر بیٹھ گئے۔ آپ تعظیم و تکریم کرنے کے کچھ دیر بعد واپس تشریف لے آئے۔ میں بھی ساتھ تھا جب میں بیدار ہوا تو اپنے آپ کو بستر پر پڑا پایا اور تھکان سے پاؤں درد کر رہے تھے۔ صبح ناشتا کے وقت آپ نے باورچی (لانگری) سے فرمایا کہ محمد نواز کو پراٹھا کے بجائے گرم گرم دودھ دیں کیونکہ اس نے بہت سفر کیا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک:

ایک روز آپ سے حجامت کے متعلق پوچھا گیا آپ نے فرمایا قبضہ لینا سنت ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہی ہے، اگر حنفی داڑھی کا قبضہ نہ لے تو وہ مذہب کی بے ادبی کرتا ہے اور قبضہ لینے کی حد تھوڑی سے بیان فرمائی۔

❖ ایک دفعہ آپ سے روزِ اَلَست میں سجدۂ ارواح کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے تفسیر روح البیان کے حوالے سے فرمایا کہ ارواح نے سجدہ کیا تھا۔

❖ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ مطالعہ کے لیے خواجگان کرام کی کتابیں بالخصوص فوائد الفواد شریف بہت نفع بخش کتاب ہے۔

❖ ایک شخص عرس مبارک کے ایک روز بعد حاضرِ خدمت ہوا حاضرین نے عرض کیا حضور! یہ شخص عرس شریف میں حاضر نہیں ہوا آپ نے فرمایا زیارت کو آنا بھی نیک بختی ہے۔

❖ ایک دفعہ سوال کیا گیا کہ محفل سماع میں صوفیوں کے وجد پر قیام کیوں کیا جاتا ہے۔آپ نے فرمایا صاحب خانقاہ مجلس سماع میں تشریف لاتے ہیں، ان کی تعظیم میں قیام کیا جاتا ہے۔

❖ آپ کے ایک غلام مولوی گل محمد روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں انتہائی پریشانیوں میں پھنس گیا۔ بذریعہ عریضہ آپ کی خدمت میں حالِ دل عرض کیا اور یہ شعر بھی لکھا۔

عنایتے کن مارا بکارِ ما مگذار

کہ کارِ ماہمہ موقوف بر عنایت تُست

یعنی ہمارے اعمال پر منحصر نہ کریں بلکہ عنایت فرمائیں کیونکہ ہمارا کام تو آپ کی عنایت پر موقوف ہے۔آپ نے جواب میں یہ شعر لکھ بھیجا۔

مگو کہ پیر شُدی تابِ عاشقیت نماند

شراب کہنۂ مامستی دگر دارد

یعنی یہ نہ کہو کہ بوڑھا ہو گیا ہوں اور عاشقی کی تاب نہیں رہی بلکہ پرانی شراب میں تو مستی زیادہ ہوتی ہے۔ جواب کا پہنچنا تھا کہ تسکین ہو گئی۔

❖ آپ سے پوچھا گیا کہ نزع کے وقت مُرشد کامل اپنے غلاموں کے پاس کس صورت میں جلوہ افروز ہوتا ہے۔آپ نے فرمایا بصورت روحانی۔

❖ آپ سے معلوم کیا کہ حضرت خواجہ محمد حامد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کس مقام پر فائز تھے۔ ارشاد فرمایا مقام قطبیت سے بلند مرتبہ تسلیم و رضا میں تھے۔

❖ ایک دفعہ حسن خان نامی غلام حاضر ہوا وہ کانوں سے بہرہ تھا ہم نے عرض کی حضور! اس پر توجہ فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کے کان میں روغن بادام تلخ ڈال دیں، ان شاء اللہ تعالیٰ شفایاب ہو جائے گا۔ ہم نے عرض کی بجا ہے، لیکن حضور دم بھی فرمادیں۔ اس پر آپ نے فرمایا عبدالستار خان ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اونٹ کو توکل پر چھوڑتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِعۡقَلۡ تَوَکَّلۡ یعنی باندھنے کے بعد بھی توکل کر۔

❖ مسجد اولیاء پاکپتن شریف میں آپ نے تسبیح پڑھنے کے بعد وظیفہ حِصن حَصین شریف شروع کیا وظیفہ کے دوران فرمایا کہ عبدالستار خان یہ وظیفہ حضرت اعلیٰ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ کے پہلو میں ۳۱۳ مرتبہ روزانہ چالیس دن متواتر پڑھو میں تم کو اجازت دیتا ہوں۔

❖ آپ سے پوچھا گیا کہ کعبہ شریف جو بعض درویشوں کے طواف کو جاتا ہے، کیا اسی وجود ظاہری میں جاتا ہے؟ فرمایا ہاں۔

❖ ایک دفعہ پاکپتن شریف میں آپ چارپائی پر آرام فرما رہے تھے۔ میں چارپائی سے نیچے بیٹھ کر پاؤں دبا رہا تھا۔ میں نے عرض کیا حضور! حج سے واپسی کے بعد میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص مجھے کہہ رہا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام بھیجا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے

فرمایا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلام کا آنا سلامتی ایمان کا اشارہ ہے اور یہ خواب سچا ہے۔

❖ ۱۳۷۵ھ میں حضرت خواجہ حافظ صاحب چشتیاں شریف سے حضرت ثانی کریم خواجہ اللہ بخش صاحب رضی اللہ عنہ کے عرس شریف پر تشریف لائے گرم بنگلہ میں تشریف فرما تھے، میں حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا، اے عبدالستار ہمارے اور تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کا بہت کرم ہے۔ اس وقت سجادہ نشینوں کے عقیدے خراب ہو چکے ہیں۔ جب میں پیرزادہ فخر الدین صاحب کے بیٹے کی شادی میں گیا۔ تمام پیرزادگان بھی شریک تھے۔ سجادہ نشین صاحب نے مجھ پر سوال کیا کہ "تم قبلہ عالم صاحب کی آستانہ بوسی کیوں کرتے ہو۔" مجھے منع فرماتے تھے اس پر میں نے کہا آپ کا یہ اعتراض اکیلا مجھ پر نہیں ہے بلکہ حضرت شاہ سلیمان رضی اللہ عنہ، حضرت ثانی کریم صاحب حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ اور تمام چشتیوں پر ہے اور وہ رتبہ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت قبلہ عالم صاحب کو بخشا ہے تمہیں معلوم ہی نہیں ہے اور حضرت شاہ سلیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت قبلہ عالم غریب نواز کے زمانہ میں مہار شریف میں غوث، قطب وغیرہ مثل ہلوہڑ کے گشت کرتے تھے (ہلوہڑ وہ کلوخ مٹی کے ڈھیلے ہیں جو کسان ہل چلاتے ہیں تو کلوخ زمین سے اونچے ہو کر رہ جاتے ہیں)۔

نیز حضرت پیر پٹھان صاحب نے فرمایا ہے کہ حضرت قبلہ عالم صاحب نے اپنے بہت سے خلفاء کو غوث اور قطب کے رتبہ تک پہنچایا ہے نیز فرمایا کہ قبلہ عالم صاحب نے تمام خلفاء کو کامل و مکمل بنایا خداوند کریم نے قبلہ

عالم غریب نواز کو ایسی طاقت اور بزرگی عطا فرمائی۔

❖ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا جب میں گیارہ سال کا تھا تو میرے والد صاحب خواجہ محمد حامد علیہ الرحمۃ مجھے حضرت قبلہ عالم غریب نواز کے آستانہ عالیہ پر لے آئے اور دروازۂ کلاں پر مجھے آستانہ بوسی کی تعلیم دی۔ یوں فرمایا کہ ایک مرتبہ اپنے منہ کی ایک طرف کلاں دروازہ کی چوکھٹ پر رکھو پھر دوسری طرف رکھو اس کے بعد زنخدان رکھ کر بوسہ دے دو اور مجھے فرمایا، اے سدید الدین مجھے حضرت ثانی کریم خواجہ اللہ بخش صاحب نے یوں تعلیم دی اور حضرت ثانی کریم کو حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان نے اسی طرح تعلیم دی۔ اے سجادہ نشین صاحب یہ طریقہ ہمارے لیے مستحب ہے۔ دوسرا یہ کہ آپ نے فرمایا میں قبلہ عالم کو سمیع و بصیر اور زندہ جانتا ہوں نہ کہ مُردہ۔ بیت:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

❖ آپ سے پوچھا گیا کہ بعض مولوی کہتے ہیں کہ ”اگر سفر میں کوئی آدمی نفل نماز پڑھے تو گناہ ہے۔ آپ نے فرمایا گناہ نہیں مگر ترک کر دینا یعنی نہ پڑھنا بہتر ہے، اس لیے کہ خداوند کریم نے بسبب تکلیف سفر کے دو رکعتیں نماز فرض بھی معاف فرما دی ہیں۔

﴿قَالَ رَسُوْلَ اللہ ﷺ: اَلسَّفَرُ مِنَ السَقَرِ وَلَو كَانَ مِيلاً.﴾

ترجمہ: سفر سقر سے ہے، اگر چہ ایک میل ہی کیوں نہ ہو۔

مگر شام کے وقت کسی منزل پر پہنچے تو پھر بہتر ہے کہ نوافل پڑھ لے۔

ذکر سید عارف شاہ:

❖ ایک مرتبہ آپ پاکپتن شریف میں بہشتی دروازہ کے رُوبرو کھڑے ہو کر تمام پیر بھائیوں کے لیے دعا فرمائی۔ بعدازاں مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس جگہ بہشتی دروازہ کے پہلو میں ایک شخص بڑا بزرگ سید عارف شاہ نامی مدفون ہے۔ حضرت قبلہ عالم غریب نواز کے خلیفہ تھے ہر جمعہ نماز پاکپتن شریف سے آستانہ عالیہ قبلہ عالم غریب نواز میں جا کر ادا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت دیوان صاحب سجادہ نشین حضرت بابا صاحب سخت بیمار ہوا۔ حضرت بابا صاحب کی طرف سے دیوان صاحب کو اشارہ ملا کہ سید عارف شاہ صاحب سے تعویذ لو تمہیں صحت ملے گی۔ حضرت دیوان صاحب نے سید عارف شاہ صاحب سے تعویذ طلب کیا شاہ صاحب نے فرمایا تمہیں تعویذ دیتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ آپ مجھے لکھ دیں کہ بہ پہلوئے بہشتی دروازہ مجھے (عارف شاہ کو) دفن کیا جائے۔ حضرت دیوان صاحب چونکہ سخت بیمار تھے، لاچار ہو کر لکھ دیا۔ پھر جب خلیفہ صاحب فوت ہوئے تو اسی جگہ دفن کیے گئے۔

مقام محبوبیت کی وضاحت:

❖ ایک مرتبہ میں نے آپ سے پوچھا کہ غریب نواز میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ حضرت بابا صاحب، حضرت خواجہ قطب الدین صاحب حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین صاحب اجمیری، حضرت خواجہ عثمان ہارونی صاحب اور حضرت خواجہ مودود چشتی علیٰ ہذا القیاس دیگر خواجگان عظام مقام محبوبیت تک

پہنچے مگر مشہور با صفت محبوبیت صرف حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین صاحب ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا اے عبد الستار سلوک کے دو راستے ہیں۔ ایک راہ نوکری ہے، دوسرا راہ منازل سلوک طے کرنا جب تک سالک فنافی الشیخ نہ ہو جائے مقامِ فنافی الرسول تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب سالک کو رُتبہ فنافی الشیخ حاصل ہو جاتا ہے یعنی عشق و محبت کے سبب اپنے شیخ میں فنا ہو جاتا ہے تب وہ اپنے شیخ کی امداد سے بمقام فنافی الرسول پہنچ جاتا ہے سالک جب یہ مقام طے کر لیتا ہے تو حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد سے مقام فنافی اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کی رسائی مقام بقاباللہ تک ہو جاتی ہے پس جب سالک مقام بقاباللہ تک پہنچ جائے تو خدائے عز وجل کے ساتھ اس کا وصل ہو جاتا ہے۔ بعد میں راستے بہت ہیں۔ درویش کو اختیار ہے جس راستہ سے اس کا دل چاہے جا سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مقام بقاباللہ (جو کہ مربوط بمقام فنافی اللہ ہے) تک پہنچ جاتا ہے۔

راہِ نوکری یہ ہے کہ بعض اہل اللہ اوتاد ہیں۔ بعض رجال الغیب، بعضے ابدال ہیں ان سے بالاتر قطب، غوث قطب الاقطاب مقام فردانیت اور مقام محبوبیت ہے مگر بعضے بخوشی دل نوکری قبول کرتے ہیں اور بعض کو جبراً نوکری پر مامور کیا جاتا ہے کیونکہ نوکری میں بہت تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور بڑی زحمتیں اٹھانی ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضرت ثانی کریم خواجہ اللہ بخش رضی اللہ عنہ کو جبراً نوکری دی گئی، وہ خوش دل نہ تھے، اسی طرح میں نے بھی اوّل مرتبہ خوش دلی سے قبول نہ کی۔ راقم الحروف نے پوچھا جو اہل اللہ مقام محبوبیت میں ہوتے ہیں

کیا وہ بھی دنیوی کاموں کے انتظامات کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اے فلاں جو درویش مقام محبوبیت طے کر چکا ہو وہ آزاد ہو جاتا ہے، نوکری کے بغیر فیضانِ الٰہی اس پر برستا ہے۔

کاتب الحروف کہتا ہے سبحان اللہ تصوف کی بہت سی کتابیں میری نظر سے گزری ہیں، مگر ایسے اسرار پنہانی نہ کسی کتاب میں دیکھے ہیں اور نہ ہی کسی سے سنے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

حضرت بابا صاحب کے ستر ہزار خلفاء:

❖ حضرت بابا کے آستانہ عالیہ پر میں نے عرض کیا کہ غریب نواز بعض ملفوظات میں ہے کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کے خلفاء ستر ہزار تھے اور بعض میں ہے کہ بچاس ہزار چار سو (۵۰۴۰۰) ہیں۔ بعض زمینوں میں بعض دریاؤں میں، بعض کوہ قاف میں۔ بعض پہلے آسمان پر، بعض چوتھے آسمان پر اور زمین و آسمان کے درمیان ہیں نیز بعض ایسے بھی ہیں جنہیں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بابا صاحب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا۔ اے عبدالستار خداوند کریم نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کیے ہیں حضرت بابا صاحب کے خلفاء ہر عالم میں ہیں حتیٰ کہ مچھلیوں اور فرشتوں میں بھی ہیں۔ نیز آپ نے فرمایا حضرت بابا صاحب اپنے زمانہ میں حافظ الحدیث تھے۔ تین لاکھ حدیثیں یاد تھیں نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت امام بخاری صاحب نے منجملہ سات لاکھ احادیث سے یہ چھ ہزار صحیح حدیثیں نکال کر اپنی کتاب بخاری میں جمع کیں جو صحاحِ ستہ میں معتبر کتاب ہے۔

ذکر درویش اوّل:

ایک مرتبہ حضرت صاحب ہمیں چشتیاں شریف چھوڑ کر واپس ڈیرہ غازی خان روانہ ہو گئے۔ حضرت کے جانے کے بعد دوسرے روز فضل دین نامی ایک درویش حضرت صاحب کی سرائے میں آیا پہلے تو وہ خانقاہ شریف میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ حضرت حافظ سدید الدین صاحب کہاں ملیں گے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت کی سرائے میں دو تین آدمی پٹھان رہتے ہیں، ان سے پورا حال معلوم ہوگا پھر وہ درویش ایک آدمی کے ہمراہ ہمارے پاس سرائے میں آیا اور پوچھا کہ جناب خواجہ حافظ سدید الدین صاحب کہاں تشریف لے گئے اور ان کی زیارت سے کہاں اور کیسے مشرف ہوں گا۔

میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ درویش نے جواب دیا کہ میرا گھر تو کراچی میں ہے مگر اس وقت میں اجمیر شریف سے آیا ہوں۔ میں نے کہا خواجہ حافظ صاحب کو اس سے پہلے آپ نے دیکھا ہے یا نہیں۔ جواب دیا میں نے کبھی نہیں دیکھا مگر میں نے ان دنوں حضرت خواجہ ہند الولی معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے مزارِ پُر انوار پر چلہ کیا ہے۔ حضرت غریب نواز کی جناب سے مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہارا کام خواجہ حافظ سدید الدین صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف سے پورا ہوگا اور وہیں سے کامیابی حاصل ہوگی۔

میں نے خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز خواجہ حافظ صاحب کو میں کہاں پاؤں گا۔ آپ نے فرمایا چشتیاں شریف جاؤ۔

کاتب الحروف درویش کا اعتقاد معلوم کرنے کیلئے اسے کہا کہ خواجہ حافظ صاحب تو اس قدر بلند مرتبہ نہیں ہیں کہ آپ اجمیر شریف سے یہاں آئے ہیں۔ درویش نے مجھے کہا کہ ادب کرو۔ شہنشاہ اولیاء سردار چشتیاں کی جانب سے خواجہ حافظ صاحب کی جو بزرگی اور بلندئ مرتبہ مجھے معلوم ہے، آپ نہیں جانتے۔ خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا ہے کہ یہ بڑے بزرگ ہیں۔

میں نے پوچھا آپ کی بیعت کس طریقہ میں ہے اور کس کے مُرید ہیں۔ جواب دیا میری بیعت طریقہ نقشبندیہ میں ہے اور فلاں میرا شیخ ہے کراچی میں رہتا ہے۔ اس گفتگو میں تھے کہ اس درویش نے از خود یہ کہہ دیا کہ پاکستان اور ہندوستان ایک حکومت ہو رہی ہے وقت قریب ہے۔ میں نے کہا یہ عجیب بات کہی ہے کہ آپ کو کیا معلوم کہ ایسا ہوگا۔ درویش نے کہا یہ بات بالکل صحیح ہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز ہندالولی رضی اللہ عنہ نے منظور کیا ہے اور دستخط بھی کر دیے ہیں، لیکن ایک شرط ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مثل پیدا ہو جائے تا کہ حکومت کے کام شریعتِ مطہرہ کے مطابق جاری کرے"۔ نیز میں نے پوچھا یہ حالات آپ کو از خود معلوم ہوئے ہیں یا کسی دوسرے شخص کی وساطت سے معلوم ہوئے جواب دیا، یہ راز مجھے میرے شیخ ومُرشد نے بیان فرماتے ہیں۔

درویش دوم:

ایک مرتبہ میں کاتب الحروف پاکپتن شریف اور مہار شریف سے دس

(۱۰) شعبان المعظم کو واپس تونسہ شریف پہنچا تو ایک درویش پنجابی پہلے سے موجود تھا۔ مسجد سلیمانی کے شمالی جانب غلام سرور مروت کے کمرے کے ساتھ ایک کمرے میں رہتا تھا۔ ایک شخص جٹ کے لیے حضرت خواجہ غلام زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ڈیوری شریف سے کھانا لاتا تھا وہ کبھی کبھی میرے پاس آتا اور راز کی باتیں کہتا تھا۔ ایک دن غلام سرور مروت نے مجھے کہا کہ حاجی صاحب تئیس (۲۳) روز ہو گئے ہیں، اس آدمی نے کوئی کھانا نہیں کھایا اور سوائے نماز باجماعت کے کمرہ سے باہر نکلتے بھی نہیں دیکھا اور اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ حوض سے پانی کا کوزہ بھی پُر نہیں کر سکتا۔ آستانہ عالیہ کے خدام کو صرف اس کا ظاہری حال معلوم تھا ان کو بھیدوں سے کچھ واقفیت نہ تھی چونکہ خواجگان کرام کی توجہ سے کچھ نہ کچھ اسرار مجھے بیان کیے تھے تو میں نے پوچھا "آپ کہاں سے آئے ہیں اور آپ کی بیعت کس شیخ سے ہے؟

جواب دیا میری بیعت سلسلہ نقشبندیہ میں ہے اور میرے شیخ لاہور کی طرف رہتے ہیں۔ میں نے حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے مزار پر چلّہ کیا تو حضرت داتا صاحب نے مجھے فرمایا کہ "تم تونسہ شریف جاؤ ایک سال وہیں رہو تمہیں کامیابی ہو گی۔ جب میں یہاں تونسہ شریف پہنچا تو حضرت پیر پٹھان رضی اللہ عنہ نے مجھے اشارہ فرمایا کہ چالیس (۴۰) روز میں تمہاری حاجت روا کروں گا اور رخصت دوں گا۔ اب چالیس دن پورے ہو گئے ہیں حضرت پیر پٹھان پر قربان جاؤں بہت ہی کامل اور قوی تر جوان ہے، میری تمام حاجتیں

پوری فرمائیں بلکہ میرے والد صاحب کا حصہ بھی عطا فرمایا۔

ذکر درویش سوم:

۱۳۷۵ھ میں ایک اور درویش کہیں سے آیا اور تا وقت رخصت اپنے آپ کو چھپائے رکھا کسی کو اس کے حال کی خبر نہ ہوئی۔ جب اس کا مقصد پورا ہو گیا اور رخصت ہونے لگا تو گھنٹہ گھر کے دروازہ پر آ کر چند مرتبہ بلند آواز سے یوں نعرے لگائے کہ "قربان قربان یا پیر پٹھان میری تمام حاجتیں سات دنوں میں پوری کیں اور رخصت فرمایا۔" بندہ کاتب الحروف حضرت خواجہ حافظ صاحب کے ہمراہ پاکپتن شریف اور چشتیاں شریف کے سفر پر تھا۔ جب واپس تونسہ شریف آیا تو بعض صادق آدمیوں نے اس درویش کا حال بتایا مگر تا حال اس درویش کے نام اور مکان سے کوئی واقف نہیں وہ درویش چھپ کے رہا اور چپکے سے چلا گیا۔

ذکر درویش چہارم:

۱۳۷۵ھ میں علی اکبر کشمیری نام کا ایک درویش جب پہلی مرتبہ تونسہ شریف حاضر ہوا تو حضرت سجادہ نشین صاحب تونسہ شریف میں نہیں تھے۔ باورچی خانہ میں دینو بنگالی کے ہمراہ خدمت کرتا رہا اس علی اکبر کشمیری کی بیعت بھی سلسلہ نقشبندیہ میں ہے، کاتب الحروف سے بہت محبت کرتا تھا اور کبھی کبھی پوشیدہ راز بھی بیان کرتا۔ اس درویش کا قصہ بہت دراز ہے، لیکن اس بندہ کاتب الحروف کو ساری سرگزشت بیان کی کہ تقریباً پندرہ بیس سال طلب خدا

میں بڑے بڑے بزرگوں کی خانقاہوں پر گیا۔ ہر ایک بزرگ دوسرے بزرگ کے پاس بھیج دیتا حتیٰ کہ اجمیر شریف تک گیا۔ آخر کار ایک صاحب خانقاہ نے مجھے اشارہ کیا کہ تونسہ شریف میں حضرت سجادہ نشین کی خدمت میں جاؤ تمہارا مقصد وہیں پورا ہوگا اور تمہیں کامیابی ملے گی۔ میں تونسہ شریف کا نشان تک نہیں جانتا تھا۔ آخر لوگوں سے پوچھتا پوچھتا تونسہ شریف پہنچ گیا۔ حضرت سجادہ نشین صاحب موجود نہ تھے، میں دینو کے ساتھ خدمت میں مشغول ہوگیا۔ بعض لوگوں نے کہا یہ جاسوس ہے، میں چُپ رہا کچھ نہ کہا جب حضرت صاحب واپس تشریف لائے ایک دو دفعہ خدمت میں حاضر ہوا۔ پہلی مرتبہ صرف اتنا پوچھا کہ تو کہاں سے اور کس مقصد کے لیے آیا ہے۔ میں نے اپنی حاجت عرض کردی۔ پھر کچھ دنوں کے بعد پوچھا کہاں رہتے ہو۔ میں نے عرض کیا، بڑی مسجد سلیمانی میں رہتا ہوں، بس زیادہ کچھ نہ کہا۔ چونکہ میرے ساتھ کبھی کبھی راز بیان کرتا تھا تو میں زیادہ پوچھنے لگا۔ ہاتھ باندھ کر عذر کیا اور کہا حاجی صاحب معاف کرو، میری زبان بند ہے۔

حضرت صاحب کا راز نہیں بتلا سکتا، اگر غریب نواز حافظ صاحب ناراض ہوگئے تو میرا دین و دنیا خراب و برباد ہو جائے گا۔ مجھے اپنی والدہ اور بیوی بچوں کو خط لکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

ذکر درویش پنجم:

۱۳۷۵ھ میں ایک درویش خدا پرست نے حضور پُر نور حضرت سجادہ نشین خواجہ حافظ غلام سدید الدین صاحب سلیمانی کی خدمت میں ایک خط ارسال

کیا۔ خلیفہ نور محمد کرسی خادم درگاہِ سلیمانی نے مجھے وہ خط دکھلایا اس میں لکھا تھا۔
مکرم و محترم سجادہ عالم چراغ چشتیہ حضرت سجادہ نشین صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

بعد از آداب سنتِ نبوی میں فقیر حقیر عرض کرتا ہوں کہ آپ کی کشف وکرامات اور ہر روز سخاوت کی باتیں تو احباب کی مجالس میں سنی ہیں مگر افسوس کہ بوجہ معذوری تا حال زیارت سے محروم ہوں۔ اب حضور کی محبت اور عقیدت میں حضرت قرنی رضی اللہ عنہ کی مانند سرشار ہوں اور حضرت کے فیض کا امیدوار ہوں۔ اس سے پہلے بہت ٹھوکریں کھائیں کہیں بھی میرے حق میں دعائیں مستجاب نہ ہوئیں، میں بدبخت بدکردار، دردمند حضور کے آستانہ عالیہ میں سربسجود ہو کر خوش بختی کا امیدوار ہوں، میرے حال پر توجہ فرمائیں عرض اور مطلب یہ ہے:

O غریب مفلس نادار اور قرضدار ہوں، دنیاوی معاملات میں بہت پریشان رہتا ہوں مگر کچھ پرواہ نہیں، اسی حال میں رہوں یا یہ پریشانیاں تبدیل ہو جائیں کچھ غم نہیں۔

O شہر باہر میں بہت ذلیل و خوار ہوں عزت بھی نہیں چاہتا۔

O دائم المریض اور بہت کمزور بدن ہوں۔ صحت جسمانی اور شفائے مرض کی بھی ضرورت نہیں۔

O عیال دار ہوں ان کی خیریت اور بہتری کا طالب بھی نہیں ہوں۔
مگر ایک بزرگ کے واسطہ سے کچھ زمانہ گزرا ہے، اپنے دل میں تخم محبت و عشق

کاشت کیے ہوں۔ صرف اس کی ترقی اور پرورش کی خواہش رکھتا ہوں چونکہ حوادثات زمانہ سے مجھ ناچیز پر ہوائیں گرم وسرد گزرتی ہیں، طالب مولیٰ مذکر ہے۔ میدان معرفت میں مخموری اور مستی کی خواہش رکھتا ہوں توجہ اور دعا فرمائیے کہ یہ نشہ کامل رہے اور کسی صورت میں کمزوری اور تبدیلی نہ آئے۔ ایسا پختہ ہو کہ ذرا بھر بھی کم نہ ہو، میں بہت جگہ پھرا، مگر کہیں سے امداد نہ پائی۔

جناب حضورِ پُر نور سے بوسیلۂ بزرگان امید رکھتا ہوں کہ حاجت اور میری آرزو پوری فرمائیں۔ اگر چہ جواب کی انتظار بے ادبی میں داخل ہے مگر تسکین دل کے لیے امیدوارِ جواب ہوں۔

یکم اپریل ۱۹۵۶ء

(ظفر علی چشتی)

مکان نمبر 451، لیہ شہر

آپ کا فارسی دیوان:

آپ فارسی کے غزل گو شاعر تھے فارسی غزلیات کا بہت بڑا دیوان تھا مگر اس کو مخفی رکھا۔ مولوی گل محمد صاحب کو اتفاقاً ایک دن وہ دیوان مل گیا اور وہ نقل کرنے لگے ابھی ایک ہی غزل نقل کی تھی کہ آپ نے مطلع ہو کر دیوان واپس منگوالیا وہ غزل یہ ہے۔

دلدار گفتا کیستی گفتم دعا گوئے شما
عزم کُجا کردی بگو گفتم سر کوئے شُما

گفتا چرا دل خستۂ گفتم کہ زخمے خوردہ ام
گفتا کہ زد تیغ جفا گفتم دو ابروئے شما

گفتا سوالے میکنم گفتم بگواے جانِ من
گفتا دو عالم را بہا گفتم یکے موئے شُما

گفتا کہ نام خود بگو گفتم کہ من حافظ سگم
گفت از سگانِ کیستی گفتم سگِ کوئے شُما

حضرت خواجہ نظام الدین صاحب کا پہلی مرتبہ حج پر جانا:

۱۳۵۷ھ میں پہلی مرتبہ جب حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ حج پر تشریف لے گئے تو بہت سے خدام وغلام اپنے ہمراہ لے گئے۔ اس وقت بندہ کاتب الحروف ملک آشام ضلع سیلچار میں تھا۔ مجھے از حد شوق تھا کہ خداوند کریم مجھے بھی حضرت خواجہ حافظ صاحب کی رفاقت میں حج بیت اللہ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت سے مشرف فرمائے۔

اسی خیال اور شوق میں تھا کہ ایک رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت حافظ صاحب سمندر کے کنارے چہل قدمی فرمارہے ہیں میں بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں۔ میں نے جب جنوب کی طرف دیکھا تو حضرت خواجہ نظام الدین صاحب کھڑے ہیں آپ کے ساتھ ایک اسپ (گھوڑا) اور خادم بھی ہے۔ جب میری نظر حضرت خواجہ نظام الدین صاحب پر

پڑی تو فوراً ان کی قدم بوسی کے لئے گیا۔ اسی وقت آپ نے اپنے اس غلام سے فرمایا کہ اے فلاں میرے گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ منورہ اور کعبہ شریف کو جاؤ۔ میں نے دل میں کہا، خواجہ صاحب میں آپ پر قربان جاؤں، آپ اپنے غلام کو گھوڑے پر سوار فرما کر اپنی کرامت سے مدینہ منورہ اور کعبہ شریف پہنچاتے ہیں۔ میں نے واپس اپنے حضرت کی خدمت آ کر یہ تمام باتیں عرض کیں اور یہ بھی عرض کیا یہ کام سوائے شیخ کامل کے کوئی نہیں کر سکتا۔ اس پر آپ نے فرمایا حضرت خواجہ نظام الدین صاحب نے بڑی مہربانی فرمائی ہے۔

نیز آپ نے فرمایا اے عبدالستار خان اگر خواجہ نظام الدین صاحب اپنے غلام کو باسواری اسپ پہنچاتے ہیں تو میں تجھے بذریعہ ہوائی جہاز پہنچاؤں گا۔ اس وقت حضرت صاحب نے اپنا ہاتھ اونچا کر کے انگلی سے کعبہ شریف کی طرف اشارہ بھی فرمایا۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ ان حضرات کی زیارت اور حضرت کے وعدہ پر میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد ادا کی۔ اس وقت ہوائی جہاز پسنجر نہیں تھے صرف جنگی ہوائی جہاز ہوتے تھے۔ میں بہت حیران و پریشان رہا لیکن دل میں کہا کہ اولیاء اللہ کا وعدۂ خواب بھی سچا ہوا کرتا ہے۔ آخر پندرہ سولہ سال کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اپنے شیخ کی توجہ سے ۱۳۷۳ھ میں بذریعہ ہوائی جہاز حج پر گیا اور وعدۂ خواب پورا ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

خواجہ حافظ صاحب کا پہلی مرتبہ مدینہ منورہ جانا:

۱۳۵۷ھ میں حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جب پہلی مرتبہ حج پر گئے تو اس وقت میں ملک آشام ضلع سیلچار میں تھا حاجی اللہ داد کا خط

ملا کہ حضرت حافظ صاحب تونسہ شریف سے یہ ارادہ فرما کر گئے ہیں کہ "پہلے چشتیاں شریف قبلۂ عالم غریب نواز کی زیارت پر جاتا ہوں پھر اجمیر شریف جاؤں گا، اجمیر شریف سے احمد آباد آؤں گا۔" احمد آباد سے آپ نے اپنے برادرِ خورد حضرت خواجہ خان محمد صاحب کو ٹیلیگراف کیا کہ میں نے احمد آباد سے دو ساتھیوں کے ہمراہ بذریعہ ہوائی جہاز (بعوض چودہ ہزار روپے کرایہ) مدینہ منورہ جاؤں گا۔ میرا دل بہت خوش ہوا اور خداوند کریم کا شکریہ ادا کیا لیکن چند دن کے بعد کسی پیر بھائی نے میری طرف مکتوب ارسال کیا کہ حضرت صاحب یکم ماہ ذی الحج کو واپس آگئے ہیں حج پر نہیں گئے مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے میرے دل نے صرف گواہی پر یقین کر لیا کہ حضرت صاحب بلا شک وشبہ مدینہ منورہ ضرور گئے ہوں گے اور زیارت سے مشرف ہوئے ہوں گے مگر اللہ جل جلالہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے حج تک نہیں ٹھہرے واپس آگئے۔ یہ مقام بہت بلند ہے مگر اپنے آپ کو چھپانے کے لیے ایسا کہا کہ میں نہیں گیا۔

ازروئے کُتب تصوف مجھ ناچیز کو معلوم ہے کہ ان لوگوں (اولیاء اللہ) کا یہیں رہنا اور خلقِ خدا کو فیض پہنچانا حج سے زیادہ بہتر ہے۔ ایک دفعہ حج کے موقع پر حضرت شیخ احمد امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کو حج کا شوق دل میں موجزن ہوا فوراً زمین سے اُٹھے کہ ابھی حج پر جاتا ہوں۔ ابھی پورے نہ اٹھے تھے یعنی مابین قیام وقعود تھے کہ رب العالمین کی بارگاہ سے حکم ہوا کہ تمہیں حج پر جانے کی کوئی حاجت نہیں تم یہیں خلقِ خدا کو فیض پہنچاتے رہو

کئی حجوں سے زیادہ ثواب ہوگا۔ اسی طرح حضرت غلام شاہ صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

نیز حضرت شیخ کلیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفۂ اعظم اور سجادہ نشین حضرت خواجہ نظام الدین صاحب اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو دو تین بار تحریر فرمایا کہ تم کو حج پر جانے کی اجازت نہیں کیونکہ تم کو ہر روز کئی حجوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔ تم خلقِ خدا اور اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیض پہنچاتے رہو۔

اٹھارہ سال بعد آپ نے اقرار کیا:

جامع الملفوظات کہتا ہے کہ ۱۳۷۵ھ میں جب ہم پاکپتن شریف گئے تو میں نے حضرت حافظ صاحب سے پوچھا کہ غریب نواز جب ۱۳۵۷ھ میں خواجہ نظام الدین صاحب تونسوی حج پر گئے اور آپ بھی بذریعہ ہوائی جہاز مدینہ منورہ پہنچے تو وہ کیسے تھا؟ آپ نے فرمایا اے عبدالستار اس وقت ہم اپنے ارادہ سے نہیں گئے بلکہ حضرت شیخ کلیم اللہ صاحب جہان آبادی نے مجھے بزور چوب (ڈنڈا) مدینہ منورہ روانہ کیا یہ کچھ فرما کر آپ چُپ ہو گئے۔ حضرت حافظ صاحب نے اٹھارہ سال کے بعد اپنی زبانِ مبارک سے اس بات کا اقرار کیا ورنہ اس سے پہلے بالکل چھپائے رکھا۔

اب ذرا غور کیجئے کہ یہ مقام جو خداوند کریم نے حضرت حافظ صاحب کو عطا فرمایا ہے کتنا بلند ہے۔

بیت

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر　　　گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

جامع الملفوظ کی پہلی چلّہ کشی:

دس ماہ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ کو جب راقم الحروف اپنے احباب کے ہمراہ تونسہ شریف حاضر ہوا تو بعد از نماز ظہر گرم بنگلہ میں حضرت صاحب کی زیارت و قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ دوسرے روز گیارہ ربیع الثانی کو حضرت خواجہ محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک شروع ہوا۔ عرس کے تیسرے دن ختم شریف کے بعد حضرت صاحب نے اس بندۂ نالائق کو فرمایا، اے عبدالستار! اب تمہارا کام یہ ہے کہ حضرت شاہ محمد سلیمان صاحب رضی اللہ عنہ کے روضہ کے اندر بجانب بالین یہ وظیفہ پڑھنا شروع کرو۔

وظیفہ:

- اوّل وآخر درود شریف
- سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا — گیارہ بار
- سورۂ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہ — ایک سو ایک (۱۰۱) بار
- رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ — ایک سو ایک (۱۰۱) بار
- صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا — تین سو تیرہ (۳۱۳) بار

اگر نماز ظہر تک تمہارا وظیفہ پورا نہ ہو تو نماز بھی اندرون روضہ شریف ادا کرو اور اپنا وظیفہ پورا کرو۔ اگر نماز سے پہلے وظیفہ پورا ہو جائے تو آہستہ آہستہ دروازہ کھٹکھٹائیں دروازہ کھول دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا، غریب

نواز کتنے دن؟ فرمایا تین دن۔ جب تین دن پورے ہوگئے تو آپ کی خدمت میں عرض کیا غریب نواز وظیفہ پورا کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا متواتر چالیس دن چلّہ پورا کرو۔ میں نے عرض کیا قبلہ دماغ کمزور ہے، سر درد کرتا ہے، چکر آتے ہیں، اگر آپ کی امداد اور توجہ میرے ساتھ ہو تو بہتر ورنہ بہت معذور ہوں۔ آپ نے فرمایا! ان شاء اللہ تعالیٰ میری توجہ اور امداد تمہارے ساتھ ہوگی۔ میں نے عرض کیا قبلہ اگر کچھ تخفیف کی جائے تو میرے لیے بہتر ہوگا۔ فرمایا آدھا وظیفہ دن کو اور آدھا وظیفہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد پڑھا کرو۔ دو وقتوں میں تمہیں تکلیف نہیں ہوگی پھر تین دن کے بعد اسی طریقہ پر پڑھنا شروع کیا۔

سورۃ الفتح ۱۱بار

سورۃ النصر ۱۰۱بار

اور رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۱۰۱بار دن میں پڑھتا تھا۔ صبح آٹھ بجے شروع کرتا تھا بارہ بجے دن فارغ ہو جاتا تھا۔ اور صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا ۳۱۳بار رات میں پڑھا کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور خواجگان کرام کی خاص توجہ سے جب چالیس دن پورے ہوئے تو میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، غریب نواز! بفضلِ خدا اور آپ کی توجہ سے میں اپنا کام پورا کر چکا ہوں دُعا فرمایئے کہ خداوند کریم قبول فرمائے۔ فرمایا، اے فلاں کوشش کرنا ہمارا کام ہے اور قبول حق تعالیٰ کے ذمہ ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے۔

﴿ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ. ﴾

شیخ الاسلام حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

''تیرے ذکر میں مشغول ہونا بھی تیری توفیق سے ہے اور توفیق بھی تیری جانب سے ہے۔ قبولیت کی امید بھی تیری بارگاہ میں ہے۔ تیرا بندہ ہست ونیست کے درمیان ہے۔ بیت

بے رحمتِ آن یار ز دوزخ نرہند　　　توفیق عزیز ست بہر کس ندہند

ذکر چلّہ دوم وسوم:

پہلے چلّہ کی تکمیل کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا اسی وظیفہ کو دوبارہ چالیس دن پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرات کی توجہ خاص سے جب دوسری مرتبہ بھی چالیس دن پورے کیے تو تین دن کے بعد میں نظام الدین اور غورائی حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا ''میں تو مجبوری سے نواب صاحب ممدوٹ کی شادی میں جارہا ہوں تم تینوں میرے ساتھ چلو تاکہ حضرت شیخ الاسلام بابا فریدالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوں۔ المختصر یہ کہ حضرت بابا صاحب کی زیارت کے بعد فرمایا، اے عبدالستار تم کو اجازت ہے اب یہ وظیفہ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب کے روضہ کے اندر پڑھو۔ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ روضہ شریف کے اندر جاکر پہلے دو رکعت نمازِ نفل پڑھو فاتحہ کے بعد جو کچھ پڑھیں اختیار ہے، اس کے بعد مندرجہ ذیل وظیفہ پڑھنا۔

وظیفہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ.

آپ نے فرمایا یہ وظیفہ 313 بار روزانہ پڑھو اور چالیس دن کا چلّہ پورا کرو۔ یہ تیسرا چلّہ مکمل ہونے کے بعد یہی وظیفہ میں نے تین دن حضرت خواجہ محمد حامد صاحب کی خدمت میں پڑھا تین دن دادا پیر حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب اور تین دن حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب رضی اللہ عنہم کی خدمت میں پڑھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

وظیفہ سے فارغ ہونے کے بعد مندرجہ ذیل اشعار روضہ شریف کے اندر پڑھا کرتا تھا۔

فریاد وزاری بہ حضور حضرت شاہ سلیمان صاحب رضی اللہ عنہ

تو آن شاہے کہ بر ایوانِ قصرت — کبوتر گر نشیند باز گردد

غریبے مستمندی بردر آمد — نشاید آن کہ پس محروم گردد

غریبم من زغزنی آمدہ ام — بہ اُمیدی کہ من کامیاب گردم

گدائی می کنم بر خواجگانم — بصد آرزو تمنا آمدہ ام

برآستان تو ہر کس رسید و مطلب یافت — روا مدار کہ من نا امید بر گردم

نگاہے کن چناں اے شاہ سلیماں	کہ ہر کس گو یدت واہ واہ سُلیمان

نمازِ قصر کے متعلق وضاحت:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ درمیانہ دنوں میں زوال تک چلتا رہے، نہ زیادہ تیز چلے اور نہ بالکل آہستہ چلے درمیانی چال چلے، دم سازی بھی کہیں کرے تو تین روز میں جو مسافت طے کرے وہی مدت سفر قرار پائے گی، اس پر احکامِ سفری رائج ہوں گے۔ اگر یہ منزل کوئی آدمی گھوڑے یا کسی اور چیز کے ذریعہ ایک دن میں طے کرلے تب بھی سفری نماز (قصر) ادا کرنی ہوگی۔ اگر اس مسافت کا آدھا بیس (۲۰) دن میں طے کرتا ہے تو نماز پوری چار رکعتیں ادا کرنی ہوں گی۔

(بحوالہ از تفسیر سیر کذافی التفسیر الاحمدی، درمختار)

☆ ایک روز لباس فاخرہ اور قیمتی کپڑے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی میں نے عرض کیا کہ ہم نے تو حضور والا کو ہر وقت پرانی جائے نماز پر ہی تشریف فرما ہوتے دیکھا ہے، حالانکہ آپ کے پاس عمدہ کپڑوں اور نرم و نازک غلیچوں کی کوئی کمی نہیں ہے، آپ ان چیزوں کو استعمال میں کیوں نہیں لاتے۔ آپ نے فرمایا: **الخمول راحةٌ والشهرة آفةٌ.** پھر فرمایا کہ میں نے حدیث شریف میں پڑھا ہے کہ جو شخص نفسانی خواہش سے لباسِ فاخرہ پہنے گا۔ اسے آخرت میں آگ کی پوشاک پہنائی جائے گی۔

☆ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ہم اپنے والد گرامی و شیخ معظم خواجہ محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی اور حضرت نصیر الدین چراغ

دہلوی قدس اسرارہم کے مزارات کی زیارت کو گئے۔ وہاں والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ٹوپی مبارک اور داڑھی مبارک سے جاروب کشی کی۔ پھر فرمایا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

پیر و حق راز احولی ہر کہ دو دید　　　　او مُریداست اندریں رہ نے مُرید

دو مخواں و دو مداں و دو مبیں　　　　خواجہ را درخواجۂ خود محوبیں

گرجدا بینی زحق تو خواجہ را　　　　گم کنی ہم متن ہم دیباچہ را

ترجمہ نمبر (1): جو شخص اپنے پیر و مرشد اور ذاتِ حق کو جُدا جُدا دیکھتا ہے وہ مردود ہے ارادت مند نہیں ہے۔

ترجمہ نمبر (2): نہ تو جُدا جُدا کہو نہ جانو اور نہ دیکھو اور اللہ تعالیٰ کو اپنے مرشد کی ذات میں تلاش کرو۔

ترجمہ نمبر (3): اگر تو پیر و مرشد کو ذاتِ حق سے جُدا جانے گا تو متن کے ساتھ دیباچہ بھی گم کر بیٹھے گا۔

برائے دفع جنات:

ایک دفعہ حضرت صاحب تونسہ شریف میں اپنے گرم بنگلہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی گورنمنٹ ملازم حاضر ہوا اور عرض کی، یا حضرت میرے بچے پیدا ہوتے ہیں، لیکن تھوڑی مدت کے بعد فوت ہو جاتے ہیں۔ لوگوں نے مجھے کہا ہے کہ تیرے مکان میں جنات رہتے ہیں، لہٰذا تم یہ مکان چھوڑ کر کسی دوسری جگہ رہائش کرو۔ غریب نواز میں نے یہ مکان بڑی محنت سے بنایا ہے۔

اب آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔آپ نے فرمایا مکان مت چھوڑو، مگر جب تم اپنے گھر میں داخل ہوتو یہ دو سورتیں آخری پڑھ کر اپنے گھر میں دم کرلیا کرو، اگر جن ہوں گے تو مکان چھوڑ جائیں گے۔اس آدمی نے عرض کی قبلہ میں تو سرکاری ملازم ہوں ہمیشہ گھر میں نہیں رہتا ہوں۔آپ نے فرمایا پھر یہ سورتیں لکھ کر گھر میں لٹکا دو۔ کاتب الحروف نے عرض کی، قبلہ اگر میرے وطن میں ایسا معاملہ درپیش آجائے تو مجھے بھی اجازت ہے، فرمایا ہاں اجازت ہے۔

درویش کامل کا مقام:

ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ سنا ہے کہ درویش 360 جگہوں پر حاضر ہوسکتا ہے۔آپ نے فرمایا ہاں کم از کم 360 جگہوں پر حاضر ہوسکتا ہے اور درویش کامل اٹھارہ ہزار عالم میں جلوہ گر ہوسکتا ہے، یہ قطب الاقطاب کا مقام ہے اور قطب مدار بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ چوکھٹ بوسی:

یکم ربیع الثانی 1376ھ کو احقر عبد الستار خان حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا کہ چند علمائے کرام میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کے پاس چوکھٹ بوسی کی کیا دلیل ہے، ہمیں کسی کتاب کے حوالہ سے دکھائیں؟

میں نے انہیں مُسند ابی عوانہ میں یہ مسئلہ دکھایا اور وہ خاموشی سے اُٹھ کر چلے گئے۔اس کے بعد آپ نے مذکورہ کتاب منگوا کر مجھ کو بھی حوالہ دکھایا اور فرمایا کہ ابی عوانہ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے استاذ مکرم حضرت امام اعظم

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے روضہ اقدس پر حاضری دیتا ہوں تو پہلے چوکھٹ بوسی کرتا ہوں پھر دیوار چوم کر دروازہ پر کھڑا رہتا ہوں۔ روضہ انور کے اندر جانے کی جرأت نہیں کرتا کیونکہ اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا۔ اور حضرت امام اعظم قدس سرہٗ جب اپنے استاذ گرامی حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مزارِ مقدس پر حاضری دیتے تو بالکل اسی طرح کرتے تھے۔

سورۂ روم وسورۂ عنکبوت کی فضیلت:

آپ نے فرمایا اگر کوئی رمضان المبارک کی 23 تاریخ کو تراویح کی آخری دو رکعت میں سورۂ روم وسورۂ عنکبوت پڑھے تو صحیح ہے اور اگر تراویح کے بعد علیحدہ دو رکعت نماز نفل کی نیت سے حافظ پڑھے اور مقتدی سنتے رہیں اس کی بہت بڑی فضیلت ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پڑھی ہے۔

ذکر بالجہر اور تین بار دعا مانگنا:

☆ نمازِ فجر کے بعد ذکر بالجہر کے بارے میں آپ نے فرمایا اگر کسی کو پورے چھ کلمے یاد ہوں تو شش کلمے پڑھے اگر پورے چھ کلمے یاد نہ ہوں تو صرف کلمہ طیبہ ہی بلند آواز سے دہراتا رہے، اس کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے، جتنا دل چاہے پڑھے۔

☆ آپ سے دریافت کیا گیا کہ نماز فرض کے بعد تین بار دعا مانگنا کیسے ثابت ہے۔ افغانی علماء تو تین بار دعا مانگنے سے منع کرتے ہیں بلکہ آیت الکرسی

پڑھنے سے بھی روکتے ہیں کہ سنت پڑھنا اکمالِ فرض کے لیے ہے، لہٰذا سنت اور فرض کے درمیان فاصلہ جائز نہیں ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَ اَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ پڑھا ہے۔

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ فرض اور سنت کے مابین فاصلہ کرنا اس طرح سے ناجائز ہے کہ دنیاوی باتیں شروع کر دی جائیں آیت الکرسی تو ذکر ہے اور نماز بھی ذکر ہے، اس سے فاصلہ کیسے باقی رہا۔ اب رہی بات تین بار دعا مانگنے کی تو یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ حِصن حَصین شریف میں ہے:

﴿ وَاِنْ یُکَرِّرُ الدُّعَاءَ وَ اَقَلُّهُ التَّثْلِیْث وَاِنْ یَلَح فِیْهِ. ﴾

☆ نماز تراویح کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ چار چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے مگر قعدہ اولیٰ میں درود شریف اور دعا پڑھے اور تیسری رکعت سُبْحَانَکَ اللّٰھُم سے شروع کرے۔ اگر کوئی شخص بیس رکعت تراویح ایک ہی نیت اور ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کرے اور ہر دو رکعت پر قعدہ کرے تو پھر بھی جائز ہے مگر خلافِ اولیٰ ہے۔

☆ آپ نماز تراویح حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ کے مجلس خانہ میں با جماعت ادا فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بندہ احقر سے فرمایا کہ لوگ تراویح کی اس طرح ادائیگی کے بارے میں مجھ سے مباحثہ کرتے ہیں میں انہیں جواباً یہی کہتا ہوں کہ میں تو اپنے مشائخ کے طریقہ پر عَلٰی مَذَاھِبِ

اَلاَرْبَعَة ہوں، لِاَنَّ الصُّوْفِیَۃ یُقَلِّدُوْنَ عَلٰی مَذَاھِبِ الْاَحْوَطْ. یعنی میں اپنی تقلید میں پوری احتیاط کرتا ہوں اور اپنا دینی فائدہ جس مذہب میں زیادہ پاتا ہوں اس پر عمل کرتا ہوں۔

آپ میرا راز فاش کرنا چاہتے ہیں:

☆ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ کو آپ چشتیاں شریف میں جلوہ افروز تھے میں اور مولوی گل محمد چودھواں والا حاضرِ خدمت تھے۔ آپ نے دیوانِ حافظ کے چند اشعار پڑھے اور فرمایا کہ حافظ صاحب نے یہ دیوان بطریق الہام کہا ہے، اس لیے آپ کو لسان الغیب کہا جاتا ہے۔ مولوی گل محمد نے عرض کیا کہ لِسان الغیب کی کوئی شرح بھی لکھی گئی ہے۔ فرمایا شرحیں تو بہت لکھی گئیں مگر کسی مردِ کامل کی لکھی ہوئی شرح نہیں ملتی۔ مولوی صاحب نے گزارش کی کہ آپ شرح تصنیف فرمادیں۔ آپ نے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ آپ میرا راز فاش کرنا چاہتے ہیں۔

اسی مجلس میں آپ نے فرمایا کہ حافظ مولوی محمد علی شاہ خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت اعلیٰ تونسوی قدس سرہٗ سے مثنوی شریف پڑھنا شروع کی تو حضرت نے ان اشعار پر دو روز تک فصیح و بلیغ تقریر کی۔

اشعار

بشنو از نے چوں حکایت می کند وز جُدائی ہا شکایت می کند

کز نیستاں چوں مرا ببریدہ اند از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

یعنی بانسری جب اپنا قصہ بتلاتی ہے اور اپنی جدائی کی شکایت کرتی ہے تو سنو! کہتی ہے، جب مجھے میرے مرکز سے جدا کیا گیا ہے، تب سے میری آواز سن کر مرد و عورتیں رونے لگتے ہیں۔

بارگاہِ رسالت ﷺ میں مولانا روم کی فریاد:

تیسرے روز مولانا روم صاحب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کناں ہوئے کہ پیر پٹھان میرا راز فاش کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے تعلیم بند کر دی۔ حافظ محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی اس قدر علوم حاصل ہو گئے کہ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔

حضرت مولانا جامی صاحب علیہ الرحمہ نے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ بیت لکھے۔

گرز سرِ معرفت آگاہ شوی　　لفظ بگذاری سوئے معنی روی

مثنوی و مولوی و معنوی　　ہست قرآن در زبانِ پہلوی

من چہ گویم وصف آں عالیجناب　　نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

میں نے عرض کیا قبلہ مولانا روم صاحب کا رتبہ بلند ہے یا لسان الغیب کا۔ آپ نے فرمایا ہر دونو بزرگ اعلیٰ مقام پر فائز تھے لیکن ہر ایک کا راستہ علیحدہ ہے، کیونکہ لسان الغیب حافظ شیرازی مادر زاد ولی تھے، پہلے مجذوب بعد میں سالک بنے اور مولانا روم صاحب پہلے سالک بعد میں مجذوب ہوئے اور جب حضرت شیخ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت میں ہوئے اور داخلِ

طریقت ہوئے تو ان کے واسطے سے مولانا روم صاحب کا مرتبہ اعلیٰ و بلند ہوا اس وقت آپ نے یہ شعر پڑھا۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم　　　　تا غلام شمس تبریزی نہ شد

شاہ نیاز احمد بریلوی خلیفہ حضرت مولانا فخر جہاں دہلوی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

تا نہ شد از وے طلب اورا کسے طالب نہ شد

جستجوئے رفت از ماہم ز جستجوئ اوست

ترجمہ: جب تک حق تعالیٰ اپنی طرف سے نہ طلب کرے کوئی شخص اس کا طالب نہیں ہوسکتا اور ہمارا طلب کرنا بھی اسی کے طلب کرنے سے ہے۔

چنانچہ مولانا عبد الرحمٰن جامی نے پہلے راہِ سلوک طے کیا پھر اسّی (80) سال کی عمر میں انہیں جذبہ حاصل ہوا۔ اور مولانا خواجہ عبید اللہ احرار جو سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم ستون ہیں اور مولانا جامی کے پیرومرشد بھی ہیں، مادرزاد ولی تھے بچپن میں انہیں جذبہ حاصل تھا آخر میں سالک کی منزل تک پہنچے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا مجذوب سالک اور سالک مجذوب کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ پر جب جذب آیا اور جذب کی لذت و کیفیت چکھی تو یہ بیت پڑھا۔

تا مست نہ گردی نہ کشی بارِ غم عشق　　　　آرے شترِ مست میکشد بارِ گراں را

ترجمہ: جب تک تم پر مستی نہ چھا جائے تو عشق کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ ہاں مست اونٹ ہی بارِ گراں اٹھالیتا ہے۔

☆ حاصلِ کلام یہ ہے کہ اگر کسی کو ابتداء میں عشق کی دولت حاصل ہو جائے تو سلوک کی منزلیں بآسانی اور جلدی طے کر لیتا ہے اور اگر عشق آخر میں حاصل ہو تو اپنے مقصد کو بڑی دیر اور کٹھن منازل طے کرنے کے بعد پاتا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا لسان الغیب مقام ملامتیہ پر فائز تھے اس مقام پر فائز ہونے والے کے تمام صغیرہ کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ذکر گروہ ملامتیہ:

☆ گروہ ملامتیہ کے متعلق آپ نے فرمایا کہ طریقت میں ایک گروہ کو ملامتیہ کہا جاتا ہے ظاہر میں ان سے ایسے امور سرزد ہوتے ہیں کہ جن سے ان پر ملامت آئے یہ صرف شرِّ نفس سے بچنے کے لیے ایسا کرتے ہیں تاکہ کہیں اپنی خوبیوں سے غرور کھا کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال بیٹھیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

﴿ قال رسول اللہ ﷺ: الخمول راحةٌ و الشُّهرةُ آفةٌ. ﴾

یعنی چھپا رہنے میں راحت ہے اور شہرت میں آفت۔

حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ بیت

پُرسیدم از طبیبے احوال دوست گفتا وَاللّٰہِ مَارَأَیۡنَا حُبّاً بِلَا مَلَامَةٍ

یعنی میں نے مرشد کامل سے دربارہ طلبِ خدا سوال کیا تو فرمایا کہ میں حلفاً کہتا ہوں کہ سچی محبت میں ضرور ملامت ہوا کرتی ہے، ایسی محبت صادق جو ملامت سے خالی ہو ہم نے نہیں دیکھی۔

☆ حضرت شاہ سلیمان صاحب غریب نواز رضی اللہ عنہ کا ایک خادم تھا جو

کہ بزرگ اور بہت بڑا عالم تھا۔ اس نے یہ عادت بنا رکھی تھی کہ دیوانوں کی طرح ہمیشہ اپنے ہمراہ ایک سگ بچہ (کتا) رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ سوتے وقت بھی اس کو اپنے سے جدا نہیں کرتا تھا۔ لوگوں نے حضرت شاہ سلیمان صاحب تک اس کی شکایت کی۔ پیر پٹھان غریب نواز نے بلوا کر اسے فرمایا، اے مولوی صاحب آپ تو بڑے عالم ہیں، یہ سگ بچہ ہمیشہ اپنے ساتھ کیوں رکھتے ہو۔ اس عالم نے یہ بیت پڑھا۔ بیت

میل دارد یارِ من باجو گیاں　　　زان سبب لاچار جوگی گشتہ ام

یعنی میرا دوست جوگیوں کے ساتھ میل محبت رکھتا ہے، اسی لیے میں بھی جوگی بنا ہوا ہوں۔

حضرت شاہ سلیمان صاحب رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو اسے کچھ نہ کہا اور رخصت فرمایا۔

☆ آپ کی زبان پر اکثر عاشقانہ اشعار کا ورد رہتا تھا کہ ایک دفعہ آپ قیام لاہور کے دوران چہل قدمی کرتے ہوئے یہ شعر بڑے ذوق وشوق سے پڑھ رہے تھے۔

پیشِ خم ابروئے بتاں سر بسجودے　　　در مذہب عشاق بہ ازیں نیست نمازے

ایک اور سالک یوں فرماتے ہیں:

وجود عاشقاں کلی نماز ست　　　مگو ہرگز کہ عاشق بے نماز ست

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نماز زاہداں سر بہ سجود ست
نماز عاشقاں ترک وجود ست

محتسب از عاشقاں از کفر واز ایماں مپرس
ہر کہ عاشق گشت او از کفر واز ایماں گزشت

انسان مگوئی ہر کہ دراں سوزِ عشق نیست
آنرا کہ عشق نیست بَود ہیہ سقر

آنرا کہ عشق نیست بود دور از خدا
خوشحال آن کسے کہ اورا عشق رہبر است

ذکر شیخ سعدی:

آپ ۲۰ جمادی الثانی کو حضرت مولانا فخر جہاں کے عرس پر تونسہ شریف سے چشتیاں شریف تشریف لے گئے تو ایک دن حضرت کی طبیعت ذوق وشوق میں تھی خوش بیٹھے تھے، مجھے فرمایا عبدالستار خان! حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ گروہ ملامتیہ سے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے قطب مداری پیش کی گئی مگر قبول نہیں کی اور عرض کیا: یا رب العٰلمین میں اسی ملامتی میں بہت خوش ہوں۔

میں نے موقع کی مناسبت سے عرض کیا کہ غریب نواز بے ادبی معاف فرمائیں۔ میرا یقین ہے کہ آپ اس زمانہ میں قلندر اور گروہ ملامتیہ کے سردار ہیں آپ نے فرمایا اے عبدالستار خان تمہارا عقیدہ بے شک صحیح ہے، میں اسی ملامتی میں بہت خوش ہوں اور اسی باب میں حدیث شریف وارد ہے۔

﴿اَلْخُمُوْلُ رَاحَةٌ وَ الشُّهْرَةُ آفَةٌ.﴾

کچہری مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

ایک مرتبہ میں نے سوال کیا کہ قبلہ حضرت سلطان باہو صاحب فرماتے ہیں کہ ''درویش اگر ہمیشہ مجلس محمدی میں حاضر نہ ہو تو وہ درویش نہیں ہے اور درویش کا رتبہ یہ ہے کہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرے'' کیا یہ درست ہے؟
آپ نے فرمایا ''جو سالک فنافی الرسول ہو جائے تو وہ کچاری (کچہری) مقام محمدی ﷺ تک حاضر ہو سکتا ہے اور جب مقام قطب الاقطاب تک پہنچ جائے تب وہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ ہر سوموار کے روز کچہری فرماتے ہیں یہ دن بہت سعید اور مبارک ہے۔

حضرت چراغ دہلوی کا مقام و مرتبہ:

ایک دن آپ نے فرمایا، اے عبدالستار! حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ کو قطب مداری کے بعد رتبہ فردانیت اور فردانیت کے بعد رتبہ محبوبیت دیا گیا مگر حضرت نے دونوں مراتب قبول نہ کیے چونکہ قطب مداری میں بہت تنگ تھے، لیکن خداوند کریم نے آپ کو اس کے علاوہ بھی بہت بلند مرتبے عطا فرمائے ہیں۔ میں نے عرض کیا وہ کون سا مقام ہے؟ فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اس زمانہ تک اس مقام پر چھ آدمی پہنچے ہیں، ساتویں حضرت محمود چراغ دہلوی ہیں جو اس مقام پر پہنچے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر سو سال کے بعد میری اُمت میں ایک ولی علیٰ قلب محمد پیدا ہوگا۔ میری شریعت کو اس طرح ترقی دے گا، جیسا

کہ تابعین ترقی دیا کرتے تھے۔آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت چراغ دہلوی کو مرتبہ انشراح بھی عطا کیا گیا تھا اور یہ بہت بلند مقام ہے۔فرمایا، اس رتبہ کی پہلی خاصیت یہ ہے کہ کوئی آدمی اس کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتا، اگر جھوٹ بولے بھی سہی تو فوراً انہیں معلوم ہو جاتا ہے۔آپ نے فرمایا، اے فلاں ہر انسان کان سے سنتا ہے پھر کان کا تعلق دل و دماغ سے ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ انسان جب کسی شخص سے ایسی بات سنے جس میں جھوٹ کا وہمہ (شبہ) ہو تو چاہیے کہ پہلے دل اور دماغ سے سوچے سچائی اور جھوٹ کا فرق معلوم کرے۔کبھی کبھی انسان از روئے قیاس بھی اپنے علم و عقل سے معلوم کر سکتا ہے مگر اس کو یقین نہیں ہوتا ہاں جسے یہ رتبہ حاصل ہو تو وہ فوراً بطور یقین سچ اور جھوٹ معلوم کر لیتا ہے۔

کاتب الحروف نے عرض کیا قبلہ یہ رتبہ کس درویش کو حاصل ہوتا ہے آپ نے فرمایا یہ رتبہ مقام سے تعلق نہیں رکھتا اللہ کریم جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

☆ نیز حضرت نے فرمایا جب میں بچپن میں بوقت عشاء حضرت محمود چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ کی مزار پُر انوار پر جاتا تھا تو حضرت اپنی مزار سے باہر تشریف لاتے تھے اور میرے ساتھ ایسی مجلس فرماتے تھے جیسے اس وقت میں اور آپ کرر ہے ہیں۔

الہام غیبی:

حاجی نجم الدین ناگوری اپنی کتاب مناقب المحبوبین میں لکھتے ہیں کہ:

حضرت شمس العارفین خواجہ خواجگان قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت شیخ الاعظم خواجہ عثمان ہارونی صاحب رضی اللہ عنہ کو الہامِ غیبی سے معلوم ہوا تھا کہ سلسلہ چشتیہ بہشتیہ میں تمہارے یاروں میں سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس کا وجودِ مسعود اس سلسلہ میں داخل ہونے والے اوّلین و آخرین کے لیے نجات کا موجب ہوگا۔ اور اس شخص کی علامات کی نشاندہی کر دی کہ اس پر ایسی حالت طاری ہوگی اور وہ استغراق میں ہوں گے۔ چنانچہ حضرت خواجہ عثمان ہارَونی تادمِ زیست اس صورت کے منتظر رہے لیکن ان کے یاروں میں ظاہر نہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی۔ ''اگر تمہارے مریدوں اور دوستوں میں کوئی ایسی صورت و علامت نظر آئے تو اُن سے تمام اہلِ سلسلہ کے لیے حسن خاتمہ کی دعا کروانا۔ حضرت خواجہ بزرگ نے بھی اپنی زندگی میں وہ صورت نہ دیکھی۔ انہوں نے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کو وصیّت فرمائی مگر انہوں نے بھی ایسی صورت اپنے یاروں میں نہ پائی یہاں تک کہ یہ وصیت سینہ بسینہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہی رضی اللہ عنہ تک آ پہنچی اور یہ اسی انتظار میں تھے کہ ایک روز انہوں نے اپنے خلیفہ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کو حوض کے کنارے بیٹھے دیکھا، ان کے دونوں پاؤں حوض کے پانی میں لٹک رہے تھے۔ استغراق کا عالم تھا اور وہی علامات ان کے چہرے سے نمودار تھیں جن کی نشاندہی کی گئی تھی حضرت سلطان المشائخ نے جونہی وہ علامات دیکھیں حضرت چراغ دہلوی کی طرف اتنی

جلدی بھاگے کہ دوسرے کنارے سے کپڑوں سمیت حوض میں داخل ہو گئے اور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے پاؤں پکڑ لیے، جب قدرے ہوش میں آئے اور اپنے شیخ کو اپنے پاؤں پکڑے دیکھا تو اپنے پاؤں کھینچ لیے اور اس سے غمگین ہوئے کہ ''میرے شیخ نے میرے پاؤں پکڑے ہیں۔'' حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ''میں نے یہ کام از خود نہیں کیا بلکہ ہمیں حضرات خواجگانِ چشت سے یہ وصیّت پہنچی ہے، میں نہیں چھوڑوں گا، جب تک آپ تمام داخلین سلسلہ چشتیہ کے اوّل سے قیامت تک کے حق میں دعائے حسن خاتمہ، نجاتِ اخروی اور رضائے خداوندی کے حصول کی دعا نہ کریں۔'' پس انہوں نے دعا کی اور اس طرح سلسلہ چشتیہ کی نسبت رکھنے والوں کو بشارت حاصل ہوئی اور ان کا معاملہ آسان ہو گیا۔

حضرت حاجی نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اس فقیر نے ایک رسالہ میں اس قصہ کو یوں دیکھا ہے کہ جب یہ وصیّت حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو حضرت بابا صاحب نے دوبار رب العالمین کی بارگاہ میں عرض کی یا الٰہی! یہ وصیّت ہمارے پیروں سے چلی آرہی ہے، آپ پر آسان ہے، آپ کیوں نہیں بتا دیتے کہ فلاں شخص ہے اور فلاں کے مریدوں میں سے ہے، چنانچہ حکم ہوا کہ تمہارے مریدوں میں سے نظام الدین بداوانی کا مرید ہوگا۔ پس جب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ نے خلافت کُبریٰ حضرت سلطان العاشقین خواجہ نظام الدین صاحب کو بخشی اور دہلی کی طرف روانہ فرمایا تو وصیت فرمائی کہ تمہارے مریدوں

میں سے وہ شخص ہوگا۔ ان سے سلسلہ چشتیہ کے لیے بخشش کی دعا منگوانا۔
چنانچہ ایک دن حضرت محبوب الٰہی خلوت میں بیٹھے تھے کہ حضرت چراغ دہلوی پر وہ حالت طاری ہوئی اپنی آنکھیں باندھ کر مستی میں بیٹھے تھے۔ حضرت محبوبِ الٰہی صاحب کو بطور کشف معلوم ہوا تب آئے اور حوض میں داخل ہو کر ان کے پاؤں پکڑ لیے حضرت چراغ دہلوی نے پوچھا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا نظام کہنے لگے کہ نظام کا اس وقت کیا کام فرمایا کہ سلسلہ چشتیہ کو بخش دیجیو فرمایا بخشیدم (میں نے بخش دیا)۔ واللہ اعلم بالصواب

اور یہ ابیات حضرت چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

با کارم و بے کارم چوں مد بحساب اندر
گویانم و خاموشم چوں خط بکتاب اندر

اے زاہد ظاہر بیں از قرب چہ می پرسی
او در من و من در وے چوں بو بگلاب اندر

گہہ شادم و گہہ غمگیں از حالِ خودم غافل
می گریم و می خندم چوں طفل بخواب اندر

دریا رودا از چشمم لب تر نہ شود ہرگز
ایں رمز عجائب بیں لب تشنہ بآب اندر

در سینہ نصیر الدین جز عشق نمی گنجد
ایں طرفہ تماشہ بیں دریا بحباب اندر]

شیخ عزیز صفی پوری نے ایک غزل درشان مشائخ چشت اہلِ بہشت لکھی ہے قارئین کے ذوق میں اضافہ کی خاطر درج کرتا ہوں۔ (مرتب)

غزل

لا مکان باشد مکان چشتیاں — کس ندا ند سرّ جانِ چشتیاں

چشتیاں اندر خدا گم گشتہ اند — جز خدا نبود نشانِ چشتیاں

آستین برمی فشانداز دو کون — بے نیاز یہا است شانِ چشتیاں

کے رسی اندر مقام کہ ہست — از جہاں بیروں جہانِ چشتیاں

ہر کہ پایش بر فلک باشد عزیز — سر نہد بر آستانِ چشتیاں

حدیث اور مقولہ مشائخ:

☆ ایک دن آپ سے پوچھا گیا کہ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَائِہٖ کیا یہ حدیث شریف ہے۔ فرمایا ہاں یہ صحیحین کی حدیث ہے اور مَنْ اَحَبَّ الْعِلْمُ وَالْعُلَمَاَ لَمْ یُکْتَبْ خَطِیْئَتُہٗ فِیْ حَیَاتِہٖ (جو شخص علم اور علماء کو دوست رکھتا ہے اس کی زندگی کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔)

اور مَنْ صَلّٰی خَلْفَ عَالِمٍ تَقِیٍّ کَاَنَّہٗ صَلّٰی خَلْفَ نَبِیٍّ مُرْسَلٍ. (جس نے کسی پرہیزگار عالم کے پیچھے نماز پڑھی گویا کہ اس نے نبی اور رسول کے پیچھے نماز پڑھی ہے)

ان کے بارے میں فرمایا یہ حدیثیں نہیں ہیں بلکہ یہ مشائخ کرام کے مقولے ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا غریب نواز "اَلشَّیْخُ فِی قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ. (شیخ وقت اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا کہ کوئی نبی اپنی امت میں)۔

کیا یہ حدیث ہے آپ نے فرمایا اکثر علماء کرام تو کہتے ہیں کہ حدیث ہے مگر میں نے فتاویٰ حدیثیہ میں دیکھا ہے کہ یہ مشائخ کرام اور محققین کا مقولہ ہے حدیث نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا قبلہ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَھْلِ التَّصَوُّفِ وَمَعَ اَھْلِ الذِّکْرِ.

جو شخص چاہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی کرے تو اسے چاہیے کہ اہلِ تصوف اور اہلِ ذکر کے ساتھ بیٹھے۔

کیا یہ حدیث ہے آپ نے فرمایا ہاں یہ حدیث صحیح ہے اور فرمایا مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کا مضمون اس بیت میں بیان کیا ہے۔

ہر کہ خواہد کو نشیند با خدا — او نشیند در حضور اولیاء

گر تو سنگِ خارا و مرمر شوی — چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

گفت پیغمبر علی را کائے علی — شیر حقی پہلوانی پُر دلی

لیک بر شیری مکن ہم اعتمید — اندر آ درسایۂ نخلے اُمید

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی اپنی شیری، پہلوانی اور بہادری پر اعتماد و بھروسہ نہ کرو مگر درخت امید

کے سایہ تلے آجاؤ۔

درخت اُمید سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے اور دوسروں کے لیے مرشد کامل مراد ہے۔

☆ ایک دن آپ نے فرمایا کہ میری عمر 51 سال تک پہنچ چکی ہے اب میں بوڑھا اور معذور ہو گیا ہوں پھر نشاط زندگی کے بارے میں چند اشعار پڑھے ان میں سے صرف دو ہی یاد رہ گئے ہیں۔

نشاطِ زندگی تا سی (۳۰) سال چو چہل (۴۰) آمد فرو آمد فرو باد

چو پنجاه (۵۰) آمده نماند، ہیچ پنجہ چو شصت (۶۰) آمد نشست آمد بدیوار

ترجمہ: نشاط زندگی صرف تیس سال تک ہوتی ہے جب عمر چالیس سال ہو جائے تو انسان زوال پذیر ہو جاتا ہے۔ پچاس سال کی عمر میں طاقت ختم ہو جاتی ہے اور ساٹھ سال کی عمر میں تو دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر ہی بیٹھنا ہوتا ہے۔

☆ ایک دفعہ اخروٹی احمد خیل قبیلہ کے تین چار شخص حاضر خدمت ہوئے اور تعویذ طلب کیے۔ آپ نے پوچھا کہ تمہیں کتنے تعویذ درکار ہیں؟ کہنے لگے کہ ہم بارہ آدمی ہیں، بارہ تعویذ عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم آدمی تو دس ہو اور تعویذ بارہ مانگتے ہو (درحقیقت یہ تھے بھی دس آدمی) یہ تھی آپ کی فراست۔ سچ ہے کہ: اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ)

ترجمہ: مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر فرمایا عبدالستار خان میں تعویذات لکھتا جاتا ہوں اور آپ جوڑ کر انہیں دیتے

جائیں۔ ان میں سے ایک شخص غلام نبی نے عرض کیا کہ میں نے بچپن میں بیعت کی تھی لیکن مجھے یاد نہیں کہ میں نے کس بزرگ کے دستِ حق پرست میں ہاتھ دیا تھا، لہٰذا آپ مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت اعلیٰ شاہ محمد سلیمان قدس سرہٗ کے مزار پرانوار کا غلاف مبارک پکڑ کر عرض کرو کہ ''یا حضرت آپ کے سجادہ نشین نے مجھے اپنی غلامی میں قبول کرلیا ہے، آپ بھی قبول فرمائیں۔

☆ ٹوپی پہننے کے بارے میں آپ نے فرمایا یہ سنت ہے اور یہ حدیث شریف پڑھی۔

اَلْفَرْقُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُنَافِقِیْنَ الْعَمَامَۃُ عَلَی الْقَلَنْسُوَۃِ

وَفِیْ رِوَایَۃٍ بَیْنَ الْمُشْرِکِیْن.

ترجمہ: ہمارے اور منافقین/مشرکین کے درمیان ٹوپی پر پگڑی باندھنے کا فرق ہے۔

☆ ایک دفعہ آپ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ بائیں ہاتھ سے تسبیح پڑھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا بے ادبی ہے، ہاں اگر کوئی عذر ہو تو کوئی حرج نہیں۔

☆ سفر کے بارے میں گفتگو ہوئی تو فرمایا ۲۸، ۲۹ تاریخ کو حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر نہیں فرماتے تھے۔ عرض کیا گیا کہ مشائخ چشت نے بدھ کے دن سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کیا اس کے متعلق کوئی حدیث شریف وارد ہوئی ہے؟

آپ نے فرمایا: فتاویٰ حدیثیہ میں اس کی ممانعت آئی ہے بلکہ قرآنِ

مجید پارہ ۲۷ سورۂ قمر میں آیت نمبر ۱۹ فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ سے مراد یہی بدھ کا روز ہے۔

☆ اہلِ قبور سے مدد حاصل کرنے کے بارے میں آپ نے یہ حدیث شریف پڑھی۔ اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ.

ترجمہ: جب تم کسی امور میں حیران و پریشان ہو تو اہلِ قبور سے مدد طلب کرو۔

☆ ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔ اے عبد الستار خان! اللہ تعالیٰ انسان کی پیشانی پر نظرِ رحمت فرماتا ہے اس لیے میں روا نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص میرے آگے اپنی پیشانی زمین پر رکھے پھر فرمایا کہ مولوی محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ سلیمان قدس سرہٗ کے اعاظم خلفاء میں سے تھے، حضرت پیر پٹھان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جبینِ نیاز زمین پر رکھی۔ آپ نے اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ کہہ کر دعا دی۔ مولوی صاحب کو دیکھ کر ایک اور آدمی نے اسی طرح کیا۔ حضرت نے اسے روکا اور فرمایا تو مقام مولوی پر نہیں پہنچا ہے، لہٰذا تجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

☆ ایک مرتبہ کسی نے حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا پیر پٹھان خواجہ شاہ محمد سلیمان قدس سرہٗ گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک تھے؟

مولوی صاحب نے جواب دیا سُبْحَانَ اللّٰهِ ! خداوند کریم نے آپ کے لنگر کے خدمت گاروں کے بھی صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ نے مزید فرمایا کہ جب درویش کامل و مکمل ہو جاتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور فرمایا مقامات میں سے ایک مقام لا مکان ہے اور ایک مقام

فَسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ ہے۔ اسی مقام پر حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ فائز تھے۔ ہم نے عرض کیا کہ ان مقامات سے مقام لامکان بلند ہے؟
فرمایا: فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ فوق ہے۔

ذکرنوکری شاہ سلیمان وحضرت ثانی کریم رضی اللہ عنہما:

☆ ایک مرتبہ آپ نے حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا، اے عبدالستار خان پیر پٹھان نے نوکری آخر تک خوشدلی سے کی۔ نوکری کا آخری اور انتہائی درجہ مقام محبوبیت ہے اور حضرت ثانی کریم خواجہ اللہ بخش رضی اللہ عنہ حضرت چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ کی طرح قطب مداری میں تنگ تھے جیسے حضرت چراغ دہلوی نے قطب مدار کے بعد فردانیت اور محبوبیت قبول نہ کی آپ نے بھی قبول نہ کی۔ جب حضرت ثانی کریم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سفارش کی درخواست کر کے اپنی جان آزاد کرائی تو بہت خوش ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا ''اے یارو! میں نے اپنی جان نوکری سے آزاد کرا لی ہے، جب تونسہ شریف واپس پہنچیں گے تو میں شیرینی تقسیم کروں گا۔'' اور اسی مجلس میں آپ نے فرمایا عبدالستار خان! دادا حافظ محمد موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نوکری تا مقام فردانیت شیر کی مانند کی ہرگز تنگ نہ ہوئے۔

☆ خواجہ حافظ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ''مجھے میرے والد خواجہ محمد حامد صاحب نے بتایا تھا کہ میں اپنے والد خواجہ حافظ محمد موسیٰ صاحب کے ہمراہ حضرت قبلہ عالم غریب نواز کے عرس مبارک پر گیا عرس کے بعد چند روز وہاں

رہے بوقت واپسی قبلہ عالم صاحب کی زیارت کو آئے اور عرض کی "یا حضرت میرا وقت پورا ہو چکا ہے کچھ دن مہلت دیدو تا کہ میں تونسہ شریف خیریت سے پہنچ جاؤں۔ جب بابو صاحب نے یہ عرض کی اس وقت میں بھی ہمراہ تھا، بعد ازاں تونسہ شریف روانہ ہوئے تونسہ شریف پہنچے تو پندرہ ذی الحجہ کو رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن٥

حضرت دادا حافظ محمد موسیٰ صاحب نے بہت ریاضتیں، مجاہدے اور تکلیفیں برداشت کیں اس زمانہ میں کوئی آدمی ایسی تکلیفیں برداشت نہیں کر سکے گا۔

پیر پٹھان نے قبول کرلیا:

حضرت خواجہ حافظ صاحب نے فرمایا اے فلاں قبلہ والد صاحب خواجہ محمد حامد صاحب بھی آخر میں قطب مداری سے تنگ تھے، مجھے اپنے ہمراہ پیر پٹھان کی خدمت لے گئے اور عرض کیا کہ مجھے نوکری سے آزادی بخشیں۔ پیر پٹھان نے فرمایا نوکری میں بہت منافع ہیں، لہٰذا نوکری کو انتہائی درجہ تک پہنچاؤ۔ بابو صاحب نے عرض کیا، اگرچہ نوکری میں نفع کثیر ہے مگر میں تنگ ہوں زیادہ نہیں کرسکتا اور میں اپنے بدلے اپنے بیٹے سدید الدین کو کھڑا کرتا ہوں۔ حضرت پیر پٹھان غریب نواز نے قبول فرمایا۔

راقم الحروف کو مخاطب کر کے فرمایا ابتداء میں میں نے بھی نوکری کو قبول نہ کیا مگر بابو صاحب نے سُوٹا (ڈنڈا) لے کر فرمایا ہم نے نوکری کی ہے تو کیوں نہیں کرتا۔ پھر میں نے ادب کرتے ہوئے نوکری قبول کر لی۔ بعد ازاں

حضرت بابو صاحب مجھے برائے امتحان حضرت چراغ دہلوی کی خانقاہ پر لے گئے کیونکہ راہِ سلوک میں جو آدمی پورا پورا اور صحیح امتحان دے دے پھر اسے بلند مرتبہ پر کھڑا کیا جاتا ہے۔ میں نے پورا اور بالکل صحیح امتحان دیا تو مجھے بابو صاحب کی زندگی ہی میں نوکری پر مقرر کیا گیا۔ اس وقت میری عمر اکیس (21) سال تھی یعنی میں نے حضرت قبلہ والد صاحب کی زندگی میں تین سال نوکری کی۔ راقم الحروف نے عرض کیا قبلہ اس وقت آپ کس نوکری پر مقرر تھے؟ فرمایا چالیس ابدال کا قطب تھا۔ نیز فرمایا نوکری بہت ہی سخت کام ہے۔ درویش صاحب نوکری اپنی تمام خواہشات سے الگ تھلگ رہتا ہے ہمیشہ متوجہ الی اللہ اور اپنی ملازمت میں مشغول رہتا ہے۔

☆ ایک روز حضرت صاحبزادہ نور حسن مہاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ فلاں صاحب آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ نہ نماز کے لیے آتے ہیں اور نہ زیارتِ مزار مقدس حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے لیے۔

آپ نے جواب میں یہ حدیث شریف پڑھی:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِ کُمْ وَاَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُو بِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور ظاہری اعمال کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ تمہاری نیت اور دل کو دیکھتا ہے۔

آپ نے فرمایا نماز کئی قسم کی ہے نمازِ عوام، نمازِ خاص اور نمازِ خاص

الخاص۔ یعنی بعض فقراء ایک شکل میں لوگوں کی نظروں میں بے نماز بیٹھے رہتے ہیں مگر دوسری شکل وصورت میں جہاں چاہتے ہیں نماز ادا کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ایک دفعہ مجھے شدید بیماری کا سامنا کرنا پڑا بعض حضرات کہنے لگے کہ اس مرض سے شفایابی بہت مشکل ہے موت یقینی ہے۔ میں نے کہا کہ کسی کی موت پر خوش نہیں ہونا چاہیے۔ ہر ایک نے مرنا ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ. مجھے امید ہے کہ اگر میں اللہ تعالیٰ سے زندگی چاہوں تو مجھے ضرور مہلت مل جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حدیثِ قدسی:

☆ آپ کے ایک مخلص مرید حاجی صاحب گھر جانے کے وقت رخصت لے کر ہاتھ پاؤں چومنے لگے۔ آپ نے فرمایا جب تک مرید اپنے شیخ پر یہ عقیدہ محکم نہ رکھے کہ شیخ مجھے دیکھتا ہے، اس طرح چومنا اسے بالکل نفع مند نہیں ہے۔ دوبارہ تاکیداً فرمایا کہ یہ عقیدہ محکم اور پختہ کرو کہ مرید جونہی اپنے گھر سے روانہ ہوتا ہے، شیخ کامل کی نگاہ اس پر ہوتی ہے اور جب وہ اپنے شیخ سے رخصت ہوتا ہے تو گھر پہنچنے تک شیخ کی نگاہ میں ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

حدیثِ قدسی: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: لَایَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِیْ یَبْصُرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرا بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں۔ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے...... میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے...... میں اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے...... اور میں اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

☆ ایک دفعہ احقر عبدالستار افغانی ۲۴ رجب المرجب کو حاضر خدمت ہوا تو صاحبزادہ نور حسن مہاروی اور مولوی محمد دین پہلے سے ہی حاضر تھے۔ میں نے عرض کیا قبلہ! مصروفیات کی وجہ سے مجھے دو تین روز بعد ہی زیارت وقدم بوسی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا اَلْبَعِیْدُ کَالْقَرِیْبُ یعنی دور رہنے والا قریب کی طرح ہے۔ جب دل میں صدق و یقین رکھتے ہو تو پھر قریب و دور کو برابر کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

☆ وضو کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ بعض لوگوں کو مثانہ کی کمزوری کی وجہ سے پیشاب کرنے کے بعد بھی کچھ دیر تک قطرے آتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ پیشاب کرنے کے فوراً بعد وضو نہ کریں بلکہ جب دل مطمئن ہو جائے کہ اب قطرے خشک ہو گئے ہیں پھر وضو کریں ورنہ وضو صحیح نہیں ہوگا۔

شیخ عطار کی شہادت:

ایک دن حضرت خواجہ حافظ صاحب بیٹھے مولانا روم کا وہ شعر جو انہوں نے شیخ عطار صاحب کی بلند شان میں لکھا تھا، بڑے ذوق وشوق سے پڑھ

رہے تھے۔ شعر:

ہفت شہر عشق را عطار گشت　　　من ہنوز اندر خم یک کوچہ ام

ترجمہ: شیخ عطار صاحب نے عشق کے سات شہروں کی سیر و سیاحت کی ہے مگر میں ابھی شہرِ عشق کے کوچہ کے ایک کُنج (کونے) میں ہوں۔

نیز فرمایا جب تاتاریوں نے حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا تو آپ کی گردن کے خون سے از غیب دیواروں پر یہ شعر لکھا گیا۔

شعر:

من خدایم من خدایم من خدا　　　فارغم از کبر وا ز کینہ و رہا

ترجمہ: میں خدا ہوں۔ میں خدا ہوں، میں خدا ہوں میں تکبر سے پاک اور کینہ سے آزاد ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا بزرگوں نے بلند مقامات بڑی محنت سے حاصل کیے ہیں شیخ طریقت کو چاہیے کہ مجاہدات اور ریاضت میں خوب کوشش کرتا رہے۔ بلند مقامات پر پہنچ کر اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے شہرت کو پسند نہ کرے کیونکہ چھپا رہنے میں ہی راحت و عافیت ہے اور شہرت میں آفت۔

☆ آپ نے فرمایا علم ضرور حاصل کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ جاہل کو بزرگی نہیں دیتا کیونکہ علم کے بغیر آدمی کچھ بھی نہیں ہے۔

﴿ كُلُّ شَئٍ شَيْءٌ وَالْجَهْلُ لَيْسَ بِشَيْءٍ. ﴾

یعنی ہر چیز کوئی چیز ہے لیکن جہالت کوئی چیز نہیں ہے۔

چو شمع از پے علم باید گداخت　　　کہ بے علم نہ تواں خدا را شناخت

نہ از حشمت و جاہ و مال و منال بنی آدم از علم یا بد کمال

☆ ایک دفعہ صاحبزادہ نور حسن صاحب نے کہا کہ فلاں شخص آپ کے حق میں محبت اور دوستی کا بہت اظہار کرتا ہے آپ نے جواب میں فرمایا:

ما بروں رانگریم و قال را مادروں را بنگریم و حال را

یعنی ہم باطن اور حال کو دیکھتے ہیں ظاہر اور محض باتوں کو نہیں دیکھتے

ایوانِ حکومت تک کلمہ ٔحق پہنچانا:

ایک بار آپ نے فرمایا عبدالستار خان! حضرت پیر پٹھان رضی اللہ عنہ کے لنگر پاک سے بیٹھے بٹھائے روٹی کپڑا مل جاتا ہے روزی کا قطعی کوئی غم و فکر نہیں ہے۔ نیز میری ممبری کا مقصد دنیا طلبی یا جاہ حشمت نہیں ہے بلکہ یہ ایوان حکومت تک کلمہ ٔحق پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے تاکہ کل بروزِ قیامت مجھ سے یہ نہ پوچھا جائے کہ تو نے حق و صداقت کے لیے کوشش کیوں نہیں کی۔

﴿ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ. ﴾

یعنی کوشش کرنا میرا کام ہے اور پورا کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

حکومت نظامِ شریعت (نظامِ مصطفےٰ) نافذ کرے یا نہ کرے، میں اسمبلی ہال میں اللہ تعالیٰ کا فرمان بہ حسن و خوبی پہنچا دیتا ہوں اور بفضلہٖ تعالیٰ میں نے کبھی گورنر، وزیروں اور کسی اور کی کبھی پرواہ نہیں کی۔

ذکر کار مزارات قبلہ عالم:

شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ میں آپ نے حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد

مہاروی قدس سرہٗ کے مزار پُر انوار کی مرمت کرانا شروع کی تو، گل گارا کے تھال اپنے سر اقدس پر اٹھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ حضرت والد صاحب خواجہ محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ نے جب مزارات مقدسہ کی مرمت کروائی تھی تو تھال اپنے سر پر اُٹھاتے تھے میں بھی اپنے شیخ معظم کی سنت پر عمل کر رہا ہوں۔ مرمت بھی کروا رہا ہوں اور تھال بھی سر پر اٹھا رہا ہوں۔

صاحبزادگانِ مہاروی نے مرمت کے کام میں کچھ رکاوٹ پیدا کر دی ایک دن کے لیے کام رُکا رہا اس پر آپ کو از حد پریشانی ہوئی اور فرمانے لگے۔

''میں حضور قبلہ عالم کا مخلص غلام ہوں خواجگان کی خانقاہوں کی خدمت غلام لوگ ہی کرتے چلے آئے ہیں اس کام میں رکاوٹ پیدا کر کے صاحبزادگان کو مجھے پریشان نہیں کرنا چاہیے تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضور قبلہ عالم کا کرم میرے ساتھ ہے یہ غلامی مجھ سے لے لیں گے یہ رکاوٹ نہیں رہے گی اور پریشانی بہت جلد دور ہو جائے گی۔''

چنانچہ حضرت خواجہ میاں نور جہانیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین حضرت قبلہ عالم غریب نواز نے تمام صاحبزادگان سے مشاورت اور مصالحت کر کے خود ہی اجازت نامہ تحریر فرمایا۔

نقل مکتوب میاں نور جہانیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بخدمت جملہ حضرات صاحبزادگان مہاروی و منگھیروی

اولاد حضرت قبلہ عالم صاحب رضی اللہ عنہ

''حضرت خواجہ حافظ صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف مزار پُر انوار

حضرت قبلہ عالم صاحب اور ہر سہ مزارات دیگر کی مرمت کروانا چاہتے ہیں، میری وساطت سے آپ حضرات سے اجازت کے خواست گار ہیں، لہٰذا بذریعہ عرض داشت ہذا التماس ہے کہ از راہِ مہربانی اجازت فرمائی جاوے"۔

اس اجازت نامہ پر مندرجہ ذیل صاحبزادگان کے دستخط تھے۔

صاحبزادہ نور جہانیاں محمودی، میاں خدا بخش، صاحبزادہ عبدالقادر منگھیروی، صاحبزادہ محمد عبداللہ منگھیروی، میاں نبی بخش مہاروی، میاں شریف الدین، صاحبزادہ غلام نبی محمودی، صاحبزادہ غلام فرید بقلم خود اور صاحبزادہ غلام فخر الدین مہاروی۔

چنانچہ دوسرے دن صاحبزادہ نور حسن صاحب یہ اجازت نامہ لے آئے۔ اس اجازت نامہ پر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا یہ دستخط تو "سیاہی سے ہیں، مگر میں تو اپنے خون سے دستخط غلامی کر چکا ہوں"۔

ہندوستان کی تباہی کا سبب:

ایک دن آپ نے فرمایا اے فلاں تمہیں معلوم ہے کہ ہندوستان کی تباہی کیوں ہوئی؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ مہربانی فرما کر بتلا دیں۔ آپ نے فرمایا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کے روضہ بنانے کے سبب سے ہوئی کیونکہ وہ روضہ بنانے پر ہرگز راضی نہ تھے۔ میں نے روضہ بنانے سے پہلے خادمانِ قطب صاحب سے کہا تھا انہوں نے مجھے کہا کہ تم تو دیوانے ہو۔ کاتب الحروف نے عرض کیا قبلہ کام تو دو چار آدمیوں نے کیا سارے ہندوستان کا کیا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا، اے عبدالستار! خاصانِ حق

کی بے نیازی اللہ تعالیٰ کی بے نیازی جیسی ہے کہ صرف ایک مُرغ کے بچوں کے سبب ایسا طوفان بھیجا کہ درخت کی ٹہنیوں تک پانی جا پہنچا اور ہزار ہا خلقت غرق ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت سے کوئی خبر نہیں رکھتا۔

دو آدمیوں کی آمد:

ایک روز آپ نے فرمایا اے فلاں! دو آدمی خفیۃً کسی بڑی جگہ سے میرے پاس آئے اور مجھ سے سوال کیا کہ لیاقت علی خان شہید ہے یا نہیں؟ میں نے فوراً جواب دیا کہ روزِ قیامت قریب ہے رب العالمین کے سامنے پتا چل جائے گا، ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ تب وہ خاموش ہو کر چل دیے۔

پیر پٹھان مجھے اپنے اختیار پر نہیں چھوڑتے:

ایک روز ڈیرہ اسماعیل خان میں فیض اللہ خان غزنی خیل کے مکان پر میں (کاتب الحروف) اور فیض اللہ خان حضرت کی خدمت میں حاضر تھے۔ فیض اللہ خان نے عرض کیا کہ یا حضرت خداوند کریم نے آپ کو نعمتِ عظمیٰ (مسندِ سلیمانی اور لنگر) بخشا ہے خواجگانِ سلف اپنی مسند پر بیٹھے رہتے تھے اور بہت کم سفر کرتے تھے مگر آپ تو تمام عمر سفر میں رہتے ہیں دور دور سے غلام زیارت کے شوق سے آتے ہیں اور آپ کو نہیں پاتے تو بہت حیران و پریشان ہو کر واپس محروم جاتے ہیں۔

حضرت صاحب نے میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے فلاں! خان صاحب تو یوں کہتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ شاہ سلیمان صاحب بہت قوی

اور طاقت وَر ہیں کہ مجھے اپنے اختیار پر نہیں چھوڑتے، ورنہ میں تو ایک رات بھی تونسہ شریف میں نہ گزارتا۔

کاتب الحروف کہتا ہے، جب سے میں نے یہ بات حضرت کی زبان سے سنی ہے میرا یقین پختہ ہو گیا ہے کہ حضرت صاحب بلا شک وشبہ قلندر ہیں۔ اس بات کو تقریباً تیرہ سال گزر چکے ہیں مگر اس سال ۱۲۷۶ھ میں اپنی زبان مبارک سے اقرار کیا کہ میں گروہِ ملامتیہ کا سردار اور قلندر ہوں۔

حضرت جامی صاحب نے کہا ہے:

تا مست نگروی نکشی بارِ غم عشق   آرے شتری مست کشد بارِ گراں را

ترجمہ: جب تک تم پر عشق ومحبت کی مستی نہ چھا جائے تو عشق کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا۔ ہاں اونٹ مست بھاری بار اٹھا لیتا ہے۔ (مرتب)

بوقت زیارت مزارات پر فاتحہ کا طریقہ:

ایک وقت آپ سے سوال کیا گیا کہ یا حضرت جب خواجگان کی مزارات کی زیارت کو اندرون روضہ جاؤں تو کس قدر قرآن مجید پڑھوں؟ آپ نے فرمایا اگر وقت مختصر ہو تو ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ، تین مرتبہ سورۃ اخلاص، ایک ایک بار سورۂ قل اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور آخر میں درود شریف پڑھ لیا کرو۔ پہلے خالصاً لِلّٰہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے جمیع اہلِ بیت ویاران اور جمیع اصحاب کرام انبیاء کرام، اولیاء اللہ، اپنے والدین، تمام اقربا اور تمام مومنین کی ارواح کو اس کا ثواب بخشو۔ آخر میں یہ کہے کہ خاص الخاص تبوسّل نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس کا ثواب اپنے فلاں شیخ کو بخش دیا ہے۔اس کے بعد اپنی حاجت طلب کرے اور جو دعا خیر چاہے مانگے ،اگر اس سے زیادہ ہو سکے تو سورۃ یٰس ،ختم خواجگان اور سورۃ مُلک پڑھے تو بہتر ہے۔

ذکر حضرت علم گنج صاحب:

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا عبدالستار خان !جب میری عمر گیارہ سال کی تھی۔بابو صاحب مجھے حضرت بابا صاحب کی خانقاہ پر اپنے ہمراہ لائے۔جب حضرت بابا صاحب کی زیارت سے مشرف ہوئے اور باہر نکلے تو حضرت بابو صاحب مجھے حضرت مخدوم خواجہ شہاب الدین المعروف بہ علم گنج صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر لائے (حضرت علم گنج صاحب حضرت بابا صاحب کے نواسے ہیں، ان کے مزار حضرت بابا صاحب کے مزار اور مسجد شریف کے درمیان ہے، ہر صبح ان کے مزار پر سَر کی جانب سے پانی ڈالا جاتا ہے لوگ برائے تبرک اس پانی کو پیتے ہیں) اے فلاں !چونکہ بچپن میں میرا سینہ تعلیم کے لیے کھلتا نہ تھا تو اس لیے حضرت بابو صاحب حضرت بابا صاحب اور خلیفہ سید عارف شاہ کی زیارت کے بعد مجھے حضرت علی گنج صاحب کی مزار شریف پر لائے۔خود بابو صاحب مزار کے مغربی جانب کھڑے ہو کر مراقبہ کیا اور مجھے فرمایا کہ اے سدید الدین !حضرت علم گنج کی مزار پُر انوار سے تھوڑا سا پانی پی لے۔ میں نے پانی پیا اور حضرت بابو صاحب دعا کر رہے تھے۔

اے فلاں !جب ہم مزار شریف سے باہر نکلے تو خداوند کریم نے تمام علوم میرے سینے میں ڈال دیے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت علم گنج صاحب کو اس

قدر علم عطا فرمایا کہ اب بھی ان کے مزار سے چشمۂ علم وفیض جاری ہے۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بچپن میں مجھ پر نیند بہت غالب تھی حضرت بابو صاحب بڑی تکلیف سے مجھے بیدار فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے، سدید الدین کے لیے بمبئی سے ایسی گھڑی منگواؤں گا جو اس کے کان میں نقارہ کی طرح آواز کرے اور اسے نیند سے جگا دے۔ جب پندرہ سال کی عمر میں حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے آستانہ شریف میں مجھے ولی عہد اور جانشین بنایا تو حضرت بابو صاحب کی توجہ اور دعا سے میری نیند بالکل نیست ونابود ہوگئی۔

ایسا کروں گا، مگر شرط یہ ہے:

میں نے سوال کیا کہ غریب نواز میں نے پٹھانوں سے سنا ہے کہ ۱۳۷۵ھ میں پیر زید الدین آغا کلاچی نے افغانانِ سلیمان خیل باشندگانِ سین کو فرمایا ہے کہ اس سال پاکستان اور افغانستان کے درمیان جنگ ہوگی، لہٰذا تم لوگ اپنے وطن کو چلے جاؤ۔ اس وقت برادرم نظام الدین پیر بھائی اور غورائی بھی بیٹھے تھے۔ فرمایا اگر جنگ ہوئی تو پاکستان بہت کمزور ہے کچھ قوت وطاقت نہیں رکھتا۔ ساتھ یہ بھی فرمایا مگر میں نے حضرت خواجہ غریب نواز ہند الولی کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ غریب نواز دین وشریعت نبوی بہت ضعیف ہو گیا ہے، دنیا میں تاریکی ہے، اگر کوئی شخص حضرت سلطان محمود غزنوی جیسا پیدا ہو جائے تو پاکستان اور ہندوستان کی حکومت اس کے سپرد کر دوں۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے ہنس کر مجھے فرمایا اے فلاں! تمہاری رضا اس طرح ہے۔ میں نے کہا میری رضا بالکل یوں ہی ہے۔ خواجہ صاحب نے مجھے فرمایا خوب ایسا ہی

کروں گا مگر شرط یہ ہے کہ حضرت سلطان محمود غزنوی جیسا کوئی پیدا ہو۔

واللہ اعلم بالصواب

☆ بتاریخ ۴ شوال المکرّم کو بندہ کاتب الحروف، حق نواز اور پیر خان سرائے کے باہر میدان میں کھڑے تھے دیکھا کہ حضرت صاحب باہر تشریف لائے اور سرائے کے آگے میدان میں چہل قدمی کرنے لگے اور مجھ سے ہم کلام ہوئے جب میں نے آپ کے پاؤں کی طرف دیکھا تو آپ ننگے پاؤں ہیں۔ میں نے حق نواز سے کہا جلدی سے آپ کا جوتا لے آؤ۔ اس پر آپ نے منع فرمایا اور کہا عبدالستار خان میرا نفس میرے ساتھ نہیں ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ خداوند کریم نے مجھے نفسِ امّارہ سے خلاصی بخشی ہے۔ میرا نفس امّارہ نفسِ مطمئنہ ہو گیا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَرْ ضِیَّۃً (پارہ ۳۰ سورۃ الفجر) اور فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ خداوند کریم نے یہ بہت مہربانی فرمائی اور مجھے نفع بخشا ہے۔ میں نے عرض کیا قبلہ اس کے بعد پیوستہ جو آیت کریمہ آئی ہے۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ کیا یہ اولیائے طریقت کے حق میں آئی ہے۔

آپ نے فرمایا اے عبدالستار خان اس آیت کا ترجمہ حقیقتاً یہ ہے کہ جو شخص اپنے شیخ کے واسطے سے طریقت میں داخل ہو تو اس شخص کے نام بہشت میں مکانات رجاف (مختص) ہو جاتے ہیں اگر کوئی دوسرا شخص بقصد رفتن ان مکانات کی طرف نظر کرے تو فرشتہ اس کی آنکھیں انگلیوں سے چبھوتا ہے۔

☆ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ قبلہ جو آدمی نماز میں اپنے قمیض یا جبے یا

پوستین کے بٹن بند نہیں کرتا بلکہ یونہی کھلے رکھتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا البحر الرائق اور دیگر فتاویٰ میں آیا ہے کہ نماز میں جُبہ اور قمیض کے بٹن کھلے رکھنا مکروہِ تحریمی ہے۔

☆ منقول ہے کہ شہر ہرات میں ایک روز بابا علی شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے دروازے پر کھڑے تھے حضرت مولانا جامی صاحب اور شیخ الاسلام ہروی ان کے پاس پہنچے اور بابا علی شاہ صاحب سے فرمایا کہ "اے مجذوب تو دیوانہ ہے کیا نماز پڑھتا ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا ہاں پڑھتا ہوں۔ مجذوب فوراً مسجد میں داخل ہوا اور پیش امام بن گیا ان دونوں بزرگوں نے ان کے پیچھے اقتدا کی۔ مجذوب صاحب نے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد یہ بیت پڑھا۔

ہیچ میدانی چہ کردی بادلِ افگارِ من　　روئے بنمودی وشُد آتش پرستی کارِ من

ترجمہ: آپ کو کچھ معلوم ہے کہ آپ نے میرے زخمی دل کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے۔ جب سے آپ نے اپنا چہرہ انور دکھایا ہے میں آتش پرست بن گیا ہوں۔ (مرتب)

اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد یہ بیت پڑھا۔

اے کبوتر گر پَری بر بام قصرِ آن پَری　　نامہ خود میکنم در گرونت آنجا بُری

ترجمہ: "اے کبوتر اگر پرواز کرنا چاہتا ہے تو اس قصر (محل) پر پرواز کر (جہاں میرا محبوب رہتا ہے) میں اپنا خط تمہاری گردن میں ڈالتا ہوں وہاں پہنچا دے"۔ (مرتب)

اس وقت حضرت شیخ الاسلام صاحب نماز سے باہر آئے اور علیحدہ نماز پڑھی اور مولانا جامی صاحب مجذوب کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحب نے شیخ الاسلام ہروی سے فرمایا ''اے شیخ تمام عمر میں جوایک نماز قبول ہوئی وہ یہی نماز تھی، آپ نے وہ بھی اپنے ہاتھ سے جانے دی۔

کاتب الحروف کہتا ہے کہ پس اولیاء اللہ کے کام پر کسی طرح اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ بیت

آں جاہلے کہ غیبتِ درویش میکند　　　در پیش آئینہ صفتِ خویش میکند

انکار اہلِ فقر مکن زانکہ مصطفٰے　　　از روئے صدق فخر بدرویش میکند

ترجمہ: (۱) جو جاہل فقراء کی غیبت کرتا ہے، درحقیقت وہ آئینہ کے سامنے اپنی صفت بیان کرتا ہے۔ (مرتب)

ترجمہ (۲): فقراء کا انکار نہ کرو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رُخِ انور از روئے صدق فقراء کی طرف کرلیا تھا۔ (مرتب)

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لِكُلِّ شَيْئٍ مِفْتَاحٌ وَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاء.

ترجمہ: ہر ایک چیز کے لیے کنجی (چابی) ہے اور بہشت کی کنجی فقیروں کی محبت ہے۔

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِنْ اِخْلَاقِ الْاَنْبِیَاء وَبُغْضُ الْفُقَرَاء مِنْ اِخْلَاقِ فِرْعُوْن۔

ترجمہ: فقراء کی محبت انبیاء کی خصلتوں میں سے ہے اور فقراء سے عداوت فرعون کی خصلت سے ہے۔ فقراء سے مراد اولیاء اللہ ہیں۔

☆ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا ایک سال حاجی فضل خان تنگوانی حج شریف پر روانہ ہوا اس موقع پر بابو صاحب (خواجہ محمد حامد صاحب) کہیں سفر پر گئے ہوئے تھے جب حضرت بابو صاحب رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے مجھے فرمایا ”سدید الدین مبلغ پچاس (۵۰) روپے حاجی فضل خان کے نام کراچی منی آڈر کرو اور ایک خط بھی لکھ بھیجو کہ اس پچاس (۵۰) روپے سے ایک ٹکڑا کھدڑ کا کعبۃ اللہ کے زیرین غلاف میں سے میرے لیے خرید لائے۔ میں نے عرض کیا بابو کھدڑ کا ٹکڑا کیا کرو گے؟ فرمایا کیا میں موت نہیں رکھتا (یعنی کیا مجھے موت نہیں آئے گی؟) کفن کے لیے منگواتا ہوں۔ میں نے عرض کیا بابو جی کھدڑ کا ٹکڑا آپ کے کفن کے لائق نہیں ہے آپ نے فرمایا تُو چُپ رہ ضرور طلب کرو۔ اور یہ غلاف اطلس کے غلاف تلے ہوتے ہیں مگر بارش کے وقت اطلس کے غلاف کے اوپر کر دیتے ہیں۔ جب حاجی فضل خان حج سے واپس آئے تو وہ ٹکڑا بھی ساتھ لے آئے۔ میں نے اس ٹکڑے کو سنبھال کر محفوظ جگہ رکھ دیا۔ جب بابو صاحب کا وصال ہوا تو بعض نے کہا کہ کفن کیلئے فلاں تھان لینا چاہیے اور بعض نے کہا کہ فلاں تھان لاؤ، مگر میں نے وہی ٹکڑا مبارک کھدڑ کا باہر نکالا اور کہا کہ کسی دوسرے تھان کی حاجت نہیں ہے، اس کھدڑ کے ٹکڑے سے کفن

دوں گا اور وہی ٹکڑا بسبب بارش کے تھوڑا سا رنگ اطلس کا بدلا گیا تھا اور میلا بھی ہو چکا تھا۔ لوگوں اور خواجگان نے کہا کہ ایسے بادشاہ کے لیے یہ کفن زیبا نہیں۔ علاوہ ازیں تین بیٹے بھی ہیں میں نے کہا کہ مجھے بابو صاحب کا فرمان اچھی طرح یاد ہے کہ لوگوں کی باتوں کا خیال نہیں کرتا ہوں پھر اسی کھدڑ کے ٹکڑے سے کفن دیا اور کچھ ٹکڑا بچ گیا تھا تو بابو صاحب کی ہمشیرہ کو کفن دیا اس کو بھی کافی ہو گیا۔ میں نے عرض کیا کہ قبلہ آپ اپنے لیے بھی لائے ہیں؟ فرمایا ہاں مگر میں ایک دوسرا ٹکڑا لایا ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا قبلہ حضور پُر نور حضرت خواجہ حامد صاحب رضی اللہ عنہ کا جنازہ کس نے پڑھایا تھا؟ آپ نے فرمایا خلیفہ محمد اکرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گڑھی شریف والے نے پڑھایا تھا۔

☆ ایک روز آپ نے فرمایا اے فلاں اس زمانہ میں جو خلق آتی ہے۔ اکثر دنیا کی خاطر آتی ہے اور میں جانتا ہوں کہ جس کے پاس دنیا بہت ہو جاتی ہے، اس کا ایمان خراب کر دیتی ہے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

﴿ اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ وَ طَالِبُھَا کِلَابٌ. ﴾

ترجمہ: دنیا مُردار ہے اور اس کا طالب مثل کتوں کے ہے۔

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

طَالِبُ الدُّنیَا مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبیٰ مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمُوْلیٰ مُذَکَّرٌ.

ترجمہ: دنیا کا طالب مؤنث (عورت) ہے آخرت کا طالب مخنث (کُھسرہ) ہے اور مولیٰ کا طالب مرد ہے۔

سیر الی اللہ سیر فی اللہ:

میں نے پوچھا قبلہ کیا سلوک میں بھی امتحان دیا جاتا ہے؟ وہ امتحان کس طور طریقے پر ہوا کرتا ہے؟

آپ نے فرمایا جو سالک ساتوں آسمان، عرش و کرسی اور مکانات وغیرہ کی سیر کر چکا ہوا سے سَیر اِلَی اللّٰہ، سَیر مَعَ اللّٰہ اور سیر فی اللّٰہ کا امتحان دینا پڑتا ہے۔ میں نے عرض کیا غریب نواز ان کی تشریح فرما دیجئے تا کہ میرا عقل پہنچ سکے اور میں سمجھ لوں۔ آپ نے فرمایا۔

(۱) سیر اِلَی اللّٰہ. یعنی سالک جب پہلا قدم اللہ عز و جل کی طرف بڑھاتا ہے تو رفتہ رفتہ مقام سیر فی اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اس وقت صفات اللہ جل جلالہ میں سیر کرتا ہے تا آنکہ مقام مع اللہ تک جا پہنچتا ہے اس وقت سالک کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ وصل ہو جاتا ہے۔ اس مقام کو مقام بقا باللہ اور مقام ربوبیت بھی کہتے ہیں۔ ان مقامات کے درمیان ایک اور مقام بھی ہے جسے مقام ضلالت کہا جاتا ہے یہ مقام محویت کے اعلیٰ مقامات سے ہے۔ اس وقت سالک اللہ جل جلالہ کی صفات میں بالکل محو اور فانی ہو جاتا ہے اور ہمیشہ محویت میں قائم رہتا ہے۔ اپنے تئیں خبر نہیں رکھتا یہ وجود بشری اور انسانی نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اس وقت بعض سالکوں سے کلمات ضلالت صادر ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ اس وقت بجز صفات خدا کے نہ کچھ دیکھتا ہے اور نہ کچھ جانتا ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا اے فلاں یہ کلمات نقیبانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم (جو کہ اہل اللہ ہیں) کو اعلیٰ مقام (جو کہ سیر مع اللہ اور مقامِ ربوبیت ہے) سے واپس

مقام عبودیت پر لاتے ہیں اس وقت جب سالک اعلیٰ مقام سے نیچے کو آتا ہے تو یہ وقت سالک پر بہت دشوار ہوتا ہے۔

گہ زخندیدن تو گہ زرنجیدنِ تو ہر زمان میرم ہر لحظہ بجان زندہ شوم

نیز فرمایا اے فلاں جب اس وقت ہم سیر کیا کرتے تھے تو دوسرے سالکان کو سبق دیا کرتے تھے۔ سالکان کو یہ سبق دینے میں دوسرے مقامات اور منزلیں طے کر لیا کرتے تھے۔

اے فلاں ہر سالک کو جتنی استعداد زیادہ اور قوی ہو تو وہ اس استعداد کے باعث مقامات آسانی اور جلدی طے کر سکتا ہے ہمیشہ پیش قدمی اور نفع میں رہتا ہے اور ان مقامات کو ہم نے حضرت بابو صاحب کی حیاتی میں طے کیا تھا۔

راہِ سلوک کی سیڑھیاں:

میں نے پوچھا قبلہ چشتیوں نے راہِ سلوک میں جو پندرہ سیڑھیاں رکھی ہیں آخری سیڑھی کب طے ہوتی ہے اور یہ منزل کب انتہا تک پہنچتی ہے؟

☆ آپ نے فرمایا اس کی انتہا بھی مقام بقا باللہ ہے سالک اپنے مقصد کو حاصل کر لیتا ہے اور واصل باللہ ہو جاتا ہے۔

میں نے پوچھا کہ اس وقت سیر روحی ہوتی ہے یا جسمانی؟

آپ نے فرمایا روحی ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا غریب نواز ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنے والد گرامی کی زندگی میں بعمر ۱۸ سال یا ۲۰ سال مقام بقا باللہ طے کر چکے ہیں اور یہ منزل اپنے زمانہ طفولیت میں طے کی۔ فرمایا، ہاں یہ بات صحیح ہے۔

میں نے عرض کیا قبلہ یہ راز پنہانی (پوشیدہ) اور یہ مقامات اور راہِ سلوک کی معلومات جو آپ نے ازراہِ کرم مجھے بیان فرمائے ہیں میں نے بہت سی تصوف کی کتابیں دیکھی ہیں اور بہت سے ملفوظات میری نظر سے گزرے ہیں مگر یہ رموز نہ کسی کتاب میں پڑھے اور نہ کسی سے سُنے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اے فلاں جس نے یہ منزلیں اور مقامات طے نہ کیے ہوں اور نہ کبھی دیکھے ہوں تو وہ ہرگز بیان نہیں کرسکتا اور نہ ہی خبر رکھتا ہے، ہاں جنہوں نے یہ مقامات ومنازل طے کر لیے ہیں وہ بتا سکتے ہیں۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

☆ عبدالستار کہتا ہے، یہ مقامات جو بیان ہوئے ہیں ان کو نوکری کے بغیر طے کیا جاتا ہے اور ان کی انتہا مقام بقا باللہ ہے۔ اب میں ان مقامات کے احوال تحریر کرتا ہوں جو نوکری کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا اے فلاں جب میں نوکری پر مامور تھا وہ میری جوانی کا زمانہ تھا نوکری کو تا بہ انتہا بخوش دلی پہنچایا۔ جس کی انتہا مقام محبوبیت ہے، اب میں آزاد ہو گیا ہوں اور آزادی میں بہت خوش ہوں۔

میں نے سوال کیا قبلہ آپ کب سے آزاد ہیں؟

آپ نے فرمایا ڈیڑھ یا دو سال گزرے ہیں کہ مجھے آزادی ملی ہے۔ یہ سال ۱۳۷۶ھ ہے۔ اے فلاں ! آزادی کے بعد مجھے کئی مرتبہ حکم ہوا کہ نوکری کرو۔ میں نے حق تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا یارب العالمین اب میں بوڑھا ہوں معذور ہوں، مجھ سے نوکری نہیں ہوتی تو خداوند ارحم الراحمین ہے نوکری کے بغیر مجھ عاجز بندہ پر مہربانی فرمائی ۔ اے فلاں نوکری میں بہت

تکلیفیں اور زحمتیں ہیں۔

ذکر ایک خواب کا:

راقم الحروف نے پوچھا قبلہ حاجی اللہ داد صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ حاجی عبدالستار خان نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رضی اللہ عنہ کی مزار پر تمام اولیاء کرام کچہری کر رہے ہیں اور میں بندہ عبدالستار بھی ایک طرف بیٹھا تھا اور میرے دل میں یہ تمنا تھی کہ میں اپنے محبوب خواجہ حافظ صاحب کو دیکھ لوں۔ دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ کلیم اللہ صاحب رضی اللہ عنہ ظاہر ہوئے اور مجھے فرمایا "اے جوان میں تجھے پہلے بھی ایک دفعہ کہہ چکا ہوں اور اب بھی کہتا ہوں کہ اس زمانے میں غوثِ زماں اور محبوب سبحان خواجہ سدید الدین تونسوی ہیں۔"

اس پر حاجی اللہ داد نے عرض کیا یا حضرت غوث زمان اور محبوب سبحان آپ ہیں؟ تو حضرت صاحب نے جواب دیا۔

اے حاجی اللہ داد میں غوثیت میں کم رہا ہوں فوراً مقام محبوبیت حاصل کر لیا۔

اب میں بندہ عبدالستار عرض کرتا ہوں کہ غریب نواز وہ کیفیت کیسی تھی؟

آپ نے فرمایا اے فلاں وہ جوانی کا زمانہ تھا بہت شوق اور خوش دلی سے نوکری کو انتہا تک پہنچایا۔ اب میں آزاد ہوں۔ کسی نوکری میں زیادہ دیر نہیں رہا بلکہ بہت جلدی دوسرے مقام کو حاصل کر لیا کرتا تھا۔ دو تین ماہ غوثیت میں گزارے، تین ماہ قطب مداری میں اور دوسری نوکریاں کسی میں ایک سال اور کسی میں نو ماہ رہا ہوں۔

ذکر قیامِ پاکستان:

۲۷ ماہ رجب المرجب ۱۳۷۶ھ کو آپ چشتیان شریف میں تھے۔ فرمایا اے فلاں پاکستان بنتے وقت اللہ جل جلالہ کی طرف سے قطب مدار کو حکم ہوا کہ ''پاکستان بناؤ'' پس قطب مدار نے اللہ تعالیٰ کا امر ہم (مشائخ زمانہ) تک پہنچایا۔ بعدہ اولیاء اللہ کو دعوت دی گئی۔ اولیاء کرام حاضر ہوئے اور یہ فقیر (سدید الدین) بھی اس دعوت عظمیٰ میں شامل تھا۔ پھر دوبارہ قطب مدار کو حکم ہوا کہ تم کوشش کرو پاکستان بناؤ۔ قطب مدار نے ہمیں فرمایا کہ کوشش سے کام لو پاکستان جوڑ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم یوں ہے۔ قطب مدار نے مجھ سے کہا کہ اب تم خوش ہو۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کے ہر امر پر خوش ہوں۔

میں نے عرض کیا قبلہ یہ دعوت کہاں تھی اور کس نے کی تھی؟

آپ نے فرمایا یہ دعوت عرشِ معلیٰ پر تھی اور اللہ تعالیٰ نے کی تھی۔

حاجی صاحب: قبلہ اس وقت قطب مدار کون تھا اور کس طریقت سے تھا؟

حضرت صاحب: نقشبندی سلسلہ سے تھا۔

حاجی صاحب: خواجگان دہلوی سے تھا یا حضرات کابلی سے تھا؟

حضرت صاحب: ان دونوں حضرات سے نہ تھا ہندوستان میں ایک اور شخص تھا۔

حاجی صاحب: قبلہ آپ اس وقت کس مقام میں تھے؟

حضرت صاحب: میں مقبولوں میں سے تھا۔

حاجی صاحب: قبلہ آپ پاکستان بننے سے پہلے قطب مدار تھے یا بعد میں؟

حضرت صاحب: پاکستان بننے کے بعد میں قطب مدار تھا۔

حاجی صاحب: غریب نواز عرشِ معلیٰ پر جو دعوت کی گئی تو وہاں غذا روحی تھی یا بشری تھی؟

حضرت صاحب: بشری غذا تھی۔ اے فلاں ہر قسم کے کھانے جو انسان دنیا میں کھاتا ہے تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کی جناب سے وہاں موجود ومہیا تھے۔

حاجی صاحب: قبلہ تمام اولیاء اللہ حاضر تھے یا کچھ رہ گئے تھے؟

حضرت صاحب: اولیاء کبار اکثر موجود تھے مگر میں نے وہاں غور سے جانچ پڑتال نہ کی کہ کون کون حاضر ہیں اور کون کون نہیں۔

بندہ کاتب الحروف نے حضرت صاحب کی رمز جان لی کہ یہاں ستر پوشی مقصود ہے۔ اولیاء کرام کے اسرار ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔ سچ ہے درویشی پردہ پوشی ہے۔

حاجی صاحب: قبلہ اس دعوت عظمیٰ میں فرشتے خدمت کرتے تھے یا انسان بھی شامل تھے؟

حضرت صاحب: انسانوں اور فرشتوں دونوں نے خدمت میں حصہ لیا۔

حاجی صاحب: قبلہ عرشِ معلیٰ پر انسان بھی تھے؟

حضرت صاحب: ہاں ! اے فلاں قطب مدار کے لیے ایک جگہ برائے مسکنت عرشِ معلیٰ پر جدا گانہ مقرر ہے۔ اور وہاں قطب مدار کے دو (۲) وزیر ہیں۔ پھر آپ نے کاغذ منگوا کر نقشہ

تحریر فرمایا اور مجھے سمجھایا کہ رُوئے زمین پر بھی یہی قطب مدار رہتا ہے چونکہ سات آسمانوں اور سات زمینوں بلکہ عرش و کرسی کے انتظامات بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں لٰہذا اس کا مقام عرشِ معلیٰ پر بھی ہے۔

نقشہ حسبِ ذیل ہے

مقام قطب مدار بالائے عرشِ معلّٰے

مقام وزیر یمین

مقام وزیر یسار

مقام وزراءِ وزیر یمین

چار اقطاب

مقام وزراءِ وزیر یسار

چار اقطاب
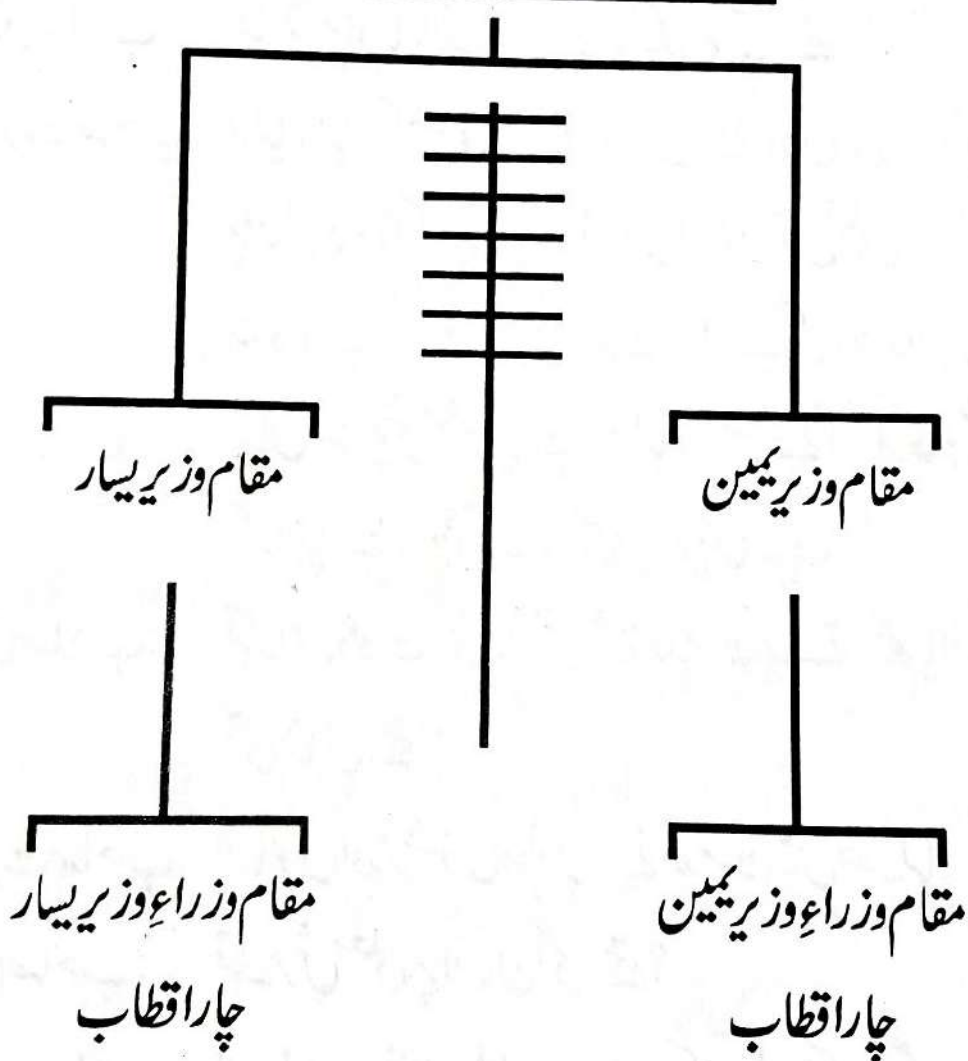
قطب مدار کے دو وزیر ہیں ہر ایک کا مقام نقشہ میں مذکور ہے پھر ہر ایک وزیر کے چار چار قطب وزیر ہیں۔ وزیر یمین سات آسمانوں اور عرش و کرسی

کے انتظام پر مامور ہے۔ وزیر یسار رُوئے زمین بحری، خشکی اور پہاڑوں کا منتظم ہے اس کے بعد فرمایا اگر وزیر یمین فوت ہو جائے تو وزیر یسار کو اس کے مقام پر لایا جاتا ہے۔ اگر وزیر یسار میں یہ لیاقت نہ ہو تو پھر ان چار اقطاب سے (جو وزیر یمین کے ماتحت ہیں) ایک قطب کو یہ مقام دیا جاتا ہے۔

ذکر حضرت غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ:

میں نے عرض کیا قبلہ غوث کی شہرت کا تمام روئے زمین غوغا ہے۔ لیکن قطب مدار کی شہرت کچھ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت غوث الاعظم دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب رضی اللہ عنہ کا نام ہر خورد وکلاں بچہ اور جوان کی زبان پر مثل وظیفہ جاری ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا غوث علیحدہ ہے جو قطب مدار سے تلے ہے اور غوث الاعظم علیحدہ ہے جو قطب مدار کا ایک لقب ہے، اس طرح قطب مدار کے بہت سے نام ہیں۔ مثلاً قطب مدار، قطب الاقطاب، غوث الاعظم یہ سب قطب مدار کے نام ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی نام ہیں۔

☆ جب حضرت غوث الاعظم قطب مدار تھے۔ ان کی خدمت میں قطب آئے اور عرض کیا ابدالوں میں سے ایک ابدال فوت ہو گیا ہے، آپ کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کل سویرے بوقت صبح صادق بغداد شریف کے فلاں دروازے پر کھڑے ہو جاؤ پہلے پہلے جو شخص تمہارے پاس آئے اسے لے آؤ۔

حسبِ فرمان قطب بروقت وہاں حاضر ہوئے بہ تقدیر الٰہی سب سے پہلے جو شخص دروازے میں داخل ہوا وہ ایک مجوسی چوڑھا تھا۔

قطب پہلے تو حیران رہے مگر بنا بر حکم مجبور ہو کر اس مجوسی کو حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں لے آئے۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ اس مجوسی کو دو تین سوٹے (ڈنڈے) لگاؤ۔ اس آدمی کا سوٹا مارنا تھا کہ مجوسی نے کلمہ طیبہ پڑھا اور اسلام لے آیا۔ زُنّار توڑ ڈالا اور دور پھینک دیا۔

پھر حضرت غوث الاعظم نے قطب کو حکم دیا کہ اسے ایک دفعہ تمام روئے زمین کی سیر کرائیں۔ پھر اسے غسل دے کر پہلے اوتاد میں داخل کریں بعد ازاں ابدال کی جگہ ابدال مقرر کریں۔

☆ حضرت صاحب نے فرمایا اے فلاں ہر حکم جو اللہ تعالیٰ یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہوتا ہے اوّل قطب مدار کے پاس آتا ہے پھر قطب مدار غوث، قطب وغیرہ کو ارشاد کرتا ہے۔

انسانِ کامل کی سند:

حضرت صاحب نے فرمایا اے فلاں حضرت محی الدین ابنِ عربی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں قطب الاقطاب کی شان اور بلند مقامی میں بہت بلند کلام فرمائی ہے۔ میں شریعت مطہرہ کا لحاظ کر کے اس کا بیان نہیں کر سکتا۔

حضرت محی الدین ابنِ عربی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ انسانِ کامل قطب مداری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قطب مدار کو اپنی طرف سے انسان کامل کی سند بخشی ہے اور جو اولیاء قطب مدار کے تلے ہیں انہیں انسانِ کامل نہیں کہا جا

سکتا مگر جو قطب مداری سے مقام فردانیت اور مقام محبوبیت تک پہنچ چکے ہیں انہیں بھی انسانِ کامل کہا جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا قبلہ درویش کو عقلِ کامل کب حاصل ہوتا ہے؟

آپ نے فرمایا جب درویش انسانِ کامل بن جائے تو اس وقت عقلِ کامل اسے حاصل ہوتا ہے۔

اولیاء اللہ کے مراتب:

میں نے عرض کیا قبلہ اولیاء اللہ اوتاد سے ہیں یا ابدال سے ہیں؟

آپ نے فرمایا اے فلاں ولایت کی بہت اقسام ہیں۔ نُقَبا، نُجَبا، رِجَال الغَیبُ، اوتاد، ابدال اور جملہ بندگانِ صالحین سے پہلے پہلے اوتاد ہیں۔ تین سو تیرہ ۳۱۳ اور کبھی ان کی تعداد تین سو ساٹھ تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ بعض اوتاد ایک ہی روز میں مقامِ ابدال تک پہنچ جاتے ہیں اور بعضے تین روز، بعضے ایک ہفتہ میں، بعضے ایک ماہ میں، بعضے تین ماہ میں، بعضے چھ ماہ میں بعضے نو ماہ میں اور بعضے ایک سال تک اس مقام کو حاصل کرتے ہیں اور ابدال چالیس ۴۰ ہوتے ہیں۔ ابدال کے اوپر چار قطب اور ان پر ایک غوثِ زمانہ ہوتا ہے۔ غوث کے مافوق قطب مدار ہے اسے غوث الاعظم بھی کہا جاتا ہے۔ قطب الاقطاب بھی اسی کا نام ہے۔ قطب مدار زمانہ میں ایک ہوتا ہے مقامِ افرادیت یعنی فردانیت بھی کہتے ہیں۔ یہ مقام نوکری سے تعلق نہیں رکھتا لقب میں تبدیلی آجاتی ہے جیسا کہ لقب خان بہادر یا خان صاحب ایک نامِ عزت اور بڑھایا جاتا ہے۔

نیز فرمایا کہ قطب مداران چار گروہ نُقَبَا، نُجَبَا، رِجَالُ الغَیب اوتاد

اور ابدال کو ایک دوسرے میں شامل کر دیتا ہے یعنی جس نوکری کا حکم فرمائے اس نوکری پر ان کو مطیع ہونا لازمی ہے وہ حکم کی تعمیل کر کے اسی ملازمت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ سالکوں میں جس کی استعداد زیادہ اور قوی ہوتی ہے تو وہ ایک ہی وقت میں دو تین منزلیں طے کر لیتا ہے۔

ع ہر کسے را حصہ بقدر ہمت اوست

کاتب الحروف عبدالستار کہتا ہے اس کی مثال یوں سمجھئے جیسا کہ ایک آدمی کمزور ضعیف البدن ایک دن میں تین کوس سفر طے کرتا ہے۔ دوسرا آدمی میانہ حال ایک دن میں چھ کوس طے کرتا ہے اور جو آدمی قوی تر اور طاقت وَر ہے وہ ایک دن میں بارہ کوس طے کر لیتا ہے، اسی طرح ان کا حال ہے۔

نیز آپ نے فرمایا اے فلاں قطب مداری سے بالا مقامِ فردانیت ہے اس سے بالا مقامِ محبوبیت ہے جب درویش مقام محبوبیت طے کر لیتا ہے تو نوکری سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اس راہِ سلوک کی انتہا یہی مقام ہے اور فرمایا انتہائے مقامات یہی ہے جو تجھے بتا دیے ہیں۔ (بقا باللہ و محبوبیت)

u چشتیاں شریف میں بوقت خُفتن حضرت صاحب، عبداللہ خان عرضی نویس تونسوی اور حضرت صاحب کے ماموں نواب صاحب کریم داد خان بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا جب میں وظیفہ فاس انفاس شروع کرتا ہوں۔ اگر گرمی کا موسم ہاڑ ساون کا مہینہ ہو تو میرا وجود ایسا سرد ہو جاتا ہے جیسا کہ پوہ، مانگھ میں ہوا کرتا ہے اور اگر سردی کے موسم میں شروع کروں تو اس قدر گرم ہو جاتا ہے جیسا کہ آگ پر گرم ہوا کرتا ہے۔

میں نے سوال کیا قبلہ وظیفہ فاس انفاس میں اتنی تاثیریں ہیں۔ فرمایا ہاں مگر شرط یہ ہے کہ صحیح طور پر ادا کیا جائے۔

اسی نشست میں طب اور ڈاکٹری کے متعلق گفتگو ہوئی۔

u حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایک روز میرے سامنے کسی حکیم کے پاس سے چار مریض آئے۔ ڈاکٹر نے ملاحظہ کر کے کہا کہ ان چاروں کو مرض دِق وسل ہے اور انتہائی درجہ تک پہنچ چکی ہے، لہٰذا یہ لا علاج ہیں ان کا علاج نہیں ہوسکتا۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا، ڈاکٹر صاحب اگر صحیح طور پر ان کا علاج کیا جائے تو امید ہے کہ انہیں صحت نصیب ہوگی چونکہ ان کی مرض ابھی انتہائی درجہ پر نہیں پہنچی۔ ڈاکٹر صاحب نے مسکرا کر مجھ سے کہا، غریب نواز آپ ان امراض سے واقف نہیں۔ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب خوب ان چاروں میں سے جس کے بچنے کی تمہیں امید ہو اس کا علاج آپ کریں اور جس سے آپ بالکل ناامید ہیں، وہ آج میرے سپرد کریں میں اس کا علاج کروں گا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا بہت اچھا۔ پھر ہم دونوں نے علاج شروع کیا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ان دو آدمیوں (جن کا علاج ڈاکٹر نے کیا) میں سے ایک مر گیا اور ایک کو اللہ تعالیٰ نے صحت بخشی اور وہ دو آدمی جن کا معالج میں تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دونوں صحت یاب ہوئے۔

میں نے عرض کیا قبلہ آپ طب بھی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، اے فلاں! نبض شناسی، قرورہ، مرض سل دق وغیرہ امراض بدرجہ اُتم جانتا ہوں۔

u ایک روز میں نے عرض کیا غریب نواز شاہ نعمت اللہ صاحب کی کتاب

حضور کی نظر سے گزری ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا، میں نے ملاحظہ کیا ہے۔

میں نے عرض کیا، غریب نواز اس سال اس کتاب کے آخری اوراق میرے ہاتھ آئے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ۱۳۸۰ھ میں ظہورِ دجال علیہ اللعنۃ ہوگا اور حضرت مہدی آخر زمان ظاہر ہوں گے۔

فرمایا، اے فلاں! شاہ نعمت اللہ صاحب کی کتاب میں ایک دوسرے بزرگ نے بھی پیشن گوئی درج کی ہے مگر میں نے حدیث پاک میں دیکھا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تک حافظانِ قرآن عظیم رُوئے زمین پر موجود ہیں دجال علیہ اللعنۃ کا ظہور نہ ہوگا اور حضرت مہدی آخرالزماں تشریف نہ لائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

میں نے عرض کیا قبلہ ان کا ظہور نیک بختوں پر ہوگا یا بد بختوں پر ہوگا آپ نے فرمایا مشترک ہوں گے۔

(۱) پرندے کی فریاد:

دس رمضان المبارک کو چشتیاں شریف میں حضرت صاحب دیوار کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ بندہ کاتب الحروف اور حاجی لعل منشی حاضر خدمت تھے۔ اچانک حضرت کے سر پر ایک پرندے نے دو تین مرتبہ چکر لگائے اور بہت شور مچایا۔ حضرت صاحب نے اوپر اس کی طرف دیکھ کر فرمایا "کیا شور مچا رکھا ہے۔"

میرے دل میں آیا کہ حضرت صاحب نے اس کی فریاد و شور سے اس کا مطلب سمجھ لیا ہے، اس میں ضرور کوئی حکمت ہے، میں نے یہ بیت عرض کیا۔

تو کہ دانی زبان مرغان را
زانکہ تو وارثی تخت سلیمانی را

حضرت صاحب نے میری طرف نظر کی اور فرمایا اے فلاں تو کیا کہتا ہے میں نے دوبارہ وہ بیت پڑھا۔ پھر حضرت صاحب کچھ دیر اپنا سر مبارک نیچے کر کے خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ اس پرانے مکان میں اس پرندے نے اپنا گھونسلا بنایا۔ گھونسلے میں اس کے بچے تھے کوئی دوسرا پرندہ اُٹھا کر لے گیا ہے، اس لئے یہ فریاد کرتی ہے اور اس پرندے کو طلب کر رہی ہے۔ میں نے عرض کیا غریب نواز اس پرندے کا نام کیا ہے؟ فرمایا فارسی میں اس کو سبزک کہتے ہیں، عربی میں اس کا نام کُرکُت ہے اردو میں چانھہ اور افغانی میں یَنِی کہتے ہیں۔ طوطی کی مانند سبز رنگ کے پَر رکھتی ہے۔

(۲) حافظ مِٹھے کا سفرِ حج:

حافظ مِٹھا (جو کہ حاجی الحرمین الشریفین ہے، مسجدِ سلیمانی کا خادم ہے،، بہت صادق و صالح اور حضرت کا محبّ ہے، غریبی میں دو مرتبہ حج بھی کیا ہے) وہ اپنے سفر حج کی اپنی آپ بیتی یوں بیان کرتے ہیں۔

"جب میں عرفات سے واپس منیٰ شریف آیا گیارہویں اور بارہویں کو استجار کیا یعنی شیطان کو کنکریاں ماریں تیرہویں کے روز میں وہاں نہ ٹھہرا اکیلا پا پیادہ کعبۃ اللہ کو روانہ ہوا۔ میرا خرچہ بھی ختم ہونے کو تھا، جب میں منیٰ اور کعبہ شریف کے درمیان مسجدِ جن میں پہنچا (اس جگہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں کو بیعت فرمائی تھی) تو نمازِ عصر کیلئے وضو کر کے نماز پڑھنے لگا، اسی دوران میں

نے دیکھا کہ ایک آدمی سیاہ ریش ہندوستانی لباس میں وہاں چہل قدمی کر رہا ہے۔اس آدمی نے پہلے ہندوستانی زبان میں میرا حال پوچھا کہ تو کہاں سے آیا اور کہاں جاتا ہے۔میں نے اپنا حال بتایا۔پھر فرمایا جمرہ مارے بغیر جا رہے ہو۔اس وقت اپنی شکل تبدیل کر کے حضرت سجادہ نشین خواجہ حافظ صاحب ہو گئے میں فوراً قدموں پر گر گیا اور زیارت کی۔ پھر آپ نے ایک روپیہ اپنی جیب سے نکال کر مجھے عطا کیا اور فرمایا موٹر پر سوار ہو جاؤ پیدل نہ جاؤ اور کل ضرور جمرے مارنے جاؤ اور خبردار میری بات کسی کو نہ کہنا۔اس وقت میرے دل میں یہ آیا کہ شاید حضرت صاحب میرے بعد ہوائی جہاز سے آئے ہوں گے۔ خیر اس وقت میں حضرت صاحب سے اجازت لے کر موٹر پر سوار ہو گیا۔کعبہ شریف پہنچا تو حضرت خواجہ قطب الدین صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی حرم شریف میں زیارت ہوئی۔ میں نے خواجہ صاحب سے پوچھا کہ غریب نواز ہمارے خواجگان میں سے بھی کوئی دوسرے حضرت حج پر تشریف لائے ہیں۔ فرمایا نہیں اور تو کوئی نہیں آیا، کل خواجہ نظام الدین تونسوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خط ملتان شریف سے آیا ہے۔بالکل خیریت ہے ۔نیز لکھا تھا کہ خواجہ حافظ صاحب چشتیاں شریف میں ہیں اور خیریت سے ہیں۔

میں نے اس وقت یقین کر لیا کہ حضرت صاحب ظاہراً نہ آئے۔ حضرت نے اپنی کرامت اور شفقت سے مجھ پر کرم فرمایا اور جمرہ مارنے کی ہدایت کی۔حضرت صاحب نے جو ایک روپیہ عطا کیا تھا اس کی برکت سے میں کہیں کسی کا محتاج و سوالی نہ ہوا۔کعبہ شریف میں زادِ راہِ مدینہ منورہ بھی پیر

بھائیوں سے مل گیا۔ پھر مدینہ منورہ میں بھی پیر بھائیوں کے ذریعے سے گھر تک کا خرچ حاصل ہوا بخیر و عافیت گھر پہنچا کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کیا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک.

(۳) پاکستان بننے سے تین سال قبل:

سید عارف شاہ صاحب سے منقول ہے (شاہ صاحب بہت صادق اور حضرت کے خاص مریدوں میں ہے، ضلع بہاولنگر کا باشندہ ہے) چشتیاں شریف میں مجھے بیان کیا ہے کہ ''پاکستان بننے سے دو تین سال پہلے ایک رات میں یہیں چشتیاں شریف میں حضرت صاحب کو عشاء کے وقت بنگلہ کلاں میں مروڑے دے رہا تھا۔ تقریباً گیارہ بجے حضرت صاحب اپنے حال سے بے خبر چارپائی سے اترے اور چند قدم چلے دیوار کی بغل میں کھڑے ہو کر آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا'' کہ اَچہ تین چار سال کے بعد خوب قتل و خونریزی ہو گی۔'' حضرت نے یہ کلام تین چار مرتبہ دہرایا پھر واپس اپنی چارپائی پر آئے۔ میری طرف نظر کی اور فرمایا تُو عارف شاہ ہے۔ میں نے عرض کیا جی قبلہ۔ بس خاموش ہوئے اور اپنی چارپائی پر سو گئے۔ میں نے یہ بات صبح اپنے بھائی سے بیان کی کہ رات حضرت صاحب نے دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر ایسا کہا ہے۔ میرے بھائی نے کہا اللہ تعالیٰ خیر کرے، اس کلام کا ضرور نتیجہ نکلے گا۔ آخر الامر تین سال بعد پاکستان اور ہندوستان کے درمیان قتل عام اور خونریزی واقع ہوئی۔

(۴) بارش بند ہوگئی:

مولوی فراد اور نازو ملازمین حضرت صاحب باشندگانِ چشتیاں شریف سے منقول ہے کہ ۱۳۴۷ھ میں حضرت خواجہ محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ایک مولوی قوم جٹ مع اپنے اہل وعیال آ کر حضرت صاحب کی جگہ میں بسیرا کیا۔ مولوی فراد کے گھر کے ساتھ اسے جگہ ملی۔ ایک رات بہت بارش ہوئی سردی کا موسم تھا مولوی مذکور کہیں باہر گیا ہوا تھا گھر میں نہیں تھا۔ آدھی رات کو مولوی کی بیوی نے حضرت خواجہ حافظ سدیدالدین صاحب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت صاحب نے فرمایا "اپنے بچوں کو کوٹھا (کمرا) سے باہر نکالو کیونکہ یہ کمرا گرنے والا ہے"۔ وہ عورت بیدار ہوئی لیکن پھر سو گئی۔ کچھ دیر بعد پھر حضرت صاحب خواب میں آئے اور فرمایا کہ میں نے تجھے کہا ہے کہ کمرا گرنے کو ہے اپنے بچوں کو باہر کرو، چونکہ سخت سردی تھی۔ بارش اور رات کی تاریکی کی وجہ سے وہ عورت لاچار ہو کر پھر سو گئی۔ تیسری بار حضرت صاحب خواب میں آئے۔ خوب ایک تھپڑ رسید کیا اور فرمایا کہ جلدی اپنے بچوں کو باہر نکال کوٹھا گرنے والا ہے تو اور تیرے بچے نیچے دب کر مر جائیں گے۔ عورت نے کہا یا حضرت! باہر سردی اور بارش ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا، بارش بند ہو جائے گی، جلدی باہر آؤ۔ وہ عورت کہتی ہے، جب میں نے اپنے بچوں کو باہر کیا تو فوراً بارش بند ہوگئی اور کوٹھا بھی فوراً گر گیا۔

کاتب الحروف کہتا ہے سبحان اللہ کوٹھے کو اپنے ہاتھ سے روکا ہوا تھا

جب تلک عورت اور بچے باہر نہ نکلے اپنے تصرف سے کوٹھے کو گرنے نہیں دیا۔
کراماتِ اولیاء برحق ہے۔

علی اکبر کشمیری سے منقول ہے، انھوں نے کاتب الحروف کو بتایا کہ ایک زمین دار پیر بھائی قوم جٹ جو تونسہ شریف سے چند میل دور رہتا تھا۔ حضرت صاحب کی زیارت کے لیے آیا۔ جب واپس گھر جانے کے لیے حضرت صاحب سے رخصت لینے گیا تو حضرت صاحب نے فرمایا، اے فلاں! لنگر شریف کے لیے فلاں فلاں سبزیاں لیتے آنا، ہاں خبردار! راستہ میں کسی قسم کا کوئی خوف وخطرہ دل میں نہ لانا، کیوں کہ جو شخص اپنے گھر سے اس فقیر کی طرف آتا ہے، فقیر اسے دیکھتا ہے یعنی میں اس کی نگہبانی کرتا ہوں تا آنکہ وہ واپس اپنے گھر نہ پہنچ جائے۔

کاتب الحروف کہتا ہے، جب سالک راہِ سلوک کامل اور مکمل طے کر لیتا ہے تو خداوند کریم اسے یہ مراتب عطا فرما دیتا ہے۔

ایک درویش صوفی محمد عبداللہ حضرت خواجہ حافظ صاحب کے خادم خاص اور خلیفہ تھے۔ صوفی صاحب موصوف اکثر وبیشتر اپنے وہوا سے پیدل تونسہ شریف لنگر کے لیے سبزیاں لایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سبزیاں لائے اور واپسی پر بیمار ہو گئے۔ سوچا بس پر چلا جاؤں گا، لیکن جیب میں صرف چار آنے تھے اور بس کا کرایہ آٹھ آنے لگتا تھا، اسی پریشانی میں بیٹھے تھے کہ حضرت خواجہ حافظ صاحب تشریف لائے اور فرمایا:

''دیکھو لوگوں کے پاس (پیسے) چار آنے بھی ہیں اور پریشان ہیں

اور فرمایا دیکھو ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے جیبیں خالی کر کے دکھا دیں"۔

صوفی عبداللہ صاحب کہتے تھے مجھے یقین ہو گیا کہ شیخ کامل کی اس گفتار میں کوئی راز ہے۔ چنانچہ میں جی ٹی ایس بس میں سوار ہو گیا۔ راستہ میں بس کا کنڈیکٹر میرے پاس آ کر بیٹھ جاتا اور بار بار کہتا، صوفی صاحب آج تو آپ اپنے پیر و مرشد کی باتیں سناؤ۔ تمام راستہ حضرت خواجہ حافظ صاحب کی باتیں سنتا رہا، جب وہوا قریب آیا تو میں نے کنڈیکٹر سے کہا، بیٹا کرایہ تو لے لو۔ کنڈیکٹر نے جواب دیا۔ صوفی صاحب آج تیرے پیر کا ذکر دل کو بہت کو اچھا لگا، لہٰذا آپ کرایہ نہ دیں۔

بعد ازاں جب صوفی عبداللہ صاحب تونسہ آئے تو حضرت خواجہ حافظ صاحب نے دیکھتے ہی فرمایا:

"عبداللہ! ہمارا کرایہ تو واپس کر دو"۔

صوفی صاحب فوراً اپنے شیخ کے قدموں میں گر گئے۔

اشعار حضرت ثانی کریم:

بندہ کاتب الحروف جب مُلا احمد خان کی خدمت میں گیا اور یہ تین اشعار جو حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب رضی اللہ عنہ نے یارانِ زمانہ کے حق میں فرمائے تھے ان کی خدمت میں پیش کیے۔

ابیات

سہ یارانِ اند در دنیائے فانی   زبانی اند نانی اندو جانی

زبانی را تسلی دہ زبانی　　بنانی نان دِہ از در برانی

بجانی جان بدہ تا میتوانی　　کہ سہل این ہست وصل یار جانی

چونکہ مُلا مذکور حضرت ثانی کریم کا غلام اور سچا عاشق تھا انہیں ان ابیات سے بہت لذت آئی ایک ہفتہ کے بعد پھر میں ان کی زیارت کو گیا تو مُلا صاحب نے حضرت ثانی کریم کے ابیات کے موافق یہ اشعار اپنی طرف سے بنائے اور مجھے سنائے۔

ابیات

یارِ زبانی زبان بازی کند　　یار نانی نیز نان خواہی کند

ہر دو را بگذار یار جان گزیں　　تاشوی از زمرۂ خاصانِ دین

گر بگیری صحبت شان دائما　　قرب یابی در حریم کبریا

چوں بدینجا میرسی فارغ نشین　　زانکہ نبود زیں مکانے بہترین

قُرب چوں یابی شوی دیدار بین　　ایں بود مقصود جملہ عاشقین

جب میں نے یہ اشعار حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیے تو حضرت صاحب نے پسند فرمائے۔

آپ راز پنہاں کبھی افشاء نہیں کرتے تھے، مگر ایک مرتبہ آپ بنگلہ میں جلوہ افروز تھے کہ احقر حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ آپ نے فرمایا! عبدالستار خان!

آج رات حضرت پیرانِ پیر غوث الاعظم قدس سرہٗ میرے پاس تشریف لائے۔اس وقت میرے سامنے ایک بہت بڑا ستون موجود تھا، جس کی بلندی عرشِ عظیم کو چھو رہی تھی، حضرت غوث الاعظم نے فرمایا کہ یہ ستون تو تمہیں خواجگانِ چشت سے تحفہ میں ملا ہے، میں اپنی طرف سے تمہیں یہ تحفہ دیتا ہوں، یہ فرما کر ایک چراغ میرے سامنے رکھا، جس کا شعلہ عرشِ مجید تک پہنچ رہا تھا، میں نے بصد خوشی قبول کرلیا۔

علی اکبر کشمیری اور دیگر درویش روایت کرتے ہیں کہ جمادی الاوّل کی پانچ تاریخ شب جمعہ کو آسمان پر بادل تھے۔بارش بھی ہوئی، صبح ناشتہ کے وقت آپ نے فرمایا کہ آج رات خواب میں مجھے ایک بہت بلند روضہ دکھایا گیا ہے، جس میں بادشاہوں کے مزارات ہیں۔ میں اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر صاحبِ مزار اپنی اپنی قبر میں بیٹھا ہوا ہے، ہر ایک کی داڑھی سفید اور سر پر سفید دستار ہے۔روضہ کے باہر ایک میدان ہے۔ جہاں مدینہ شریف کے تبرکات موجود ہیں۔ میں نے ان کی زیارت کی ،اس سے آگے ایک بہت بڑا میدان ہے، جہاں بے شمار فرشتے اور اولیاء اللہ موجود ہیں، ایک ایک ٹکڑا زمین ہاتھ میں لے کر دائیں بائیں ہلاتے ہیں۔ میرے استفسار پر کہنے لگے کہ ہم پاکستان کو غرق کرنا چاہتے ہیں، ہم کو امر ثانی کا انتظار ہے، میں نے ان سے کہا، اللہ تعالیٰ کے حضور میری طرف سے عرض کریں کہ پاکستان میں نیک، مسکین، عاجز اور بخشش چاہنے والے بندے بھی موجود ہیں، ان کے طفیل معاف کردیا جائے۔

اے اللہ اگر تو چاہے تو سرکشوں کو جو امر شرعی سے بے خبر ہیں غرق کر

دے اور باقی کو نجات دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری دعا قبول کر لی۔

منقول ہے کہ جب غلام قاسم، حاجی عیسیٰ خان اور غلام حیدر صاحبان تونسہ شریف میں آئے تو میں بندہ ان کے ہمراہ حضرت صاحب کی زیارت کرنے گیا، حضرت صاحب اوپر بنگلے میں کھڑے تھے، اپنا ہاتھ مبارک ان کو دیا لیکن یہ قدموں پر گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا میرے ہاتھ کی زیارت کرو۔ میرے پاؤں پر ہاتھ نہ رکھو کیونکہ میں تمہیں اشرف المخلوقات جانتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ. ﴾

ترجمہ: تحقیق ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی ہے۔

اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا، اے فلاں ! ایک بزرگ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیشانی پر اپنی نگاہ ڈالی یعنی نظر رحمت فرمائی ہے، اس لیے میں روا نہیں سمجھتا کہ کوئی آدمی اپنی پیشانی میرے آگے زمین پر رکھے۔

چشتیاں شریف میں ایک دن میں کوٹھے (کمرے) میں بیٹھا تھا غورائی نے مجھے کہا کہ تمام مشائخ کرام کی خانقاہوں پر صندوقیں رکھی ہوئی ہیں، جو آدمی زیارت کے لیے آتا ہے، نذرانہ صندوق میں ڈالتا ہے مگر پیر پٹھان غریب نواز کے دروازہ پر کوئی صندوق نہیں رکھی گئی، اس کا کیا سبب ہے؟

میں نے کہا اس میں کوئی حکمت ہوگی۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ

حضرت صاحب تشریف لائے اور فرمایا کیا گفتگو کر رہے تھے، میں نے ساری بات دہرا دی۔ آپ نے فرمایا ہاں اس میں یہ حکمت ہے کہ خداوند کریم نے حضرت شاہ سلیمان رضی اللہ عنہ کو اَلْمُتَوَکِّلُ عَلَی اللّٰہِ کا رتبہ بخشا ہے، لہٰذا صندوق رکھنے کی حاجت نہیں، اگر کوئی شخص اس کے خزانے سے چوری کرے گا، اپنا منہ سیاہ کرے گا اور پیر پٹھان کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی، اللہ تعالیٰ کے خزانے سے پورا ہو جاتا ہے۔

چشتیاں شریف میں حضرت صاحب کچھ دن بیمار رہے۔ ایک روز بخار کی حالت میں چارپائی پر بیٹھے تھے اور طبیعت بھی بہت خوش تھی۔ اس بیت کو آہستہ آہستہ ترنم اور سُریلی آواز میں پڑھ رہے تھے۔ بیت

شیخ فعالست بے آلت چو حق ‏ ‏ ‏ ‏ با مریدان بے زبان گفتن سبق

بے آلت یعنی بغیر اسباب کے۔ بے زبان گفتن سے مراد القا ہے

حضرت کا رنگ اور روئے مبارک کبھی سُرخ اور کبھی زرد ہو جاتا اور آنکھیں مبارک آنسو سے بھر آئیں۔ اس بیت کے پڑھنے کے بعد مجھے فرمایا اے فلاں! حضرت شیخ نصیر الدین صاحب عرف کالے صاحب رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت مولانا فخر جہاں صاحب دہلوی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ ایک مرتبہ حج پر گئے۔ جب حج شریف سے فراغت پائی تو مدینہ طیبہ آئے۔ مدینہ منورہ میں ایک فقیر خلیفہ حضرت پیر پٹھان سے ملاقاتی ہوئے۔ اس فقیر نے غلام نصیر الدین صاحب سے کہا، اے بھائی اس جگہ سے تجھے کچھ حاصل نہیں ہوا لیکن اپنے گھر جاؤ کیونکہ تمہارا گھر بہت غنی ہے، یہ اشارہ حضرت پیر پٹھان کی طرف تھا۔ جب

شیخ غلام نصیر الدین صاحب مدینہ منورہ سے واپس روانہ ہوئے تو اپنے گھر دہلی کی بجائے سیدھے تونسہ شریف آئے اور حضرت پیر پٹھان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیر پٹھان نے انہیں فرمایا اے صاحبزادہ صاحب!

نہ گویمت کہ ہمہ سال می پرستی کن　　سہ ماہ ے خور ونو ماہ پارسا باشی

یعنی تین ماہ میرے حضور اور میری صحبت میں رہو اور فیض حاصل کرو اور نو ماہ اپنے (مجاہدات، ریاضات) کام کار میں مشغول ہو کر اہل وعیال کا نفقہ پیدا کرو۔ تین ماہ کے بعد تمہیں رخصت دوں گا۔ آخر تین ماہ کے بعد آپ نے کامیاب فرما کر رخصت دے دی۔

نیز فرمایا اے عبد الستار خان! ہمارے خواجگان جوان بلند مقامات پر پہنچے ہیں وہ عشق کی قوت سے پہنچے ہیں۔

چنانچہ جب حضرت مولانا جامی اپنے شیخ خواجہ عبید اللہ احرار کی خدمت میں بیعت ہونے کے ارادے سے حاضر ہوئے تو شیخ نے فرمایا جاؤ پہلے عشق حاصل کرو پھر میرے پاس آنا۔ اسی طرح ایک اور سالک حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین چشتی کی خدمت میں بیعت ہونے آیا تو آپ نے فرمایا، جاؤ پہلے عاشق ہو پھر میرے پاس آؤ تا کہ منزلِ سلوک آسانی سے طے کر سکو۔

مولانا جامی یا کسی اور شیخ نے کہا ہے۔ بیت

عشق اوّل در دل معشوق پیدا می شود　　تا نسوزد شمع پروانہ کے شیدا می شود

اگر از جانب معشوق نباشد کششے　　کوششِ عاشق بے چارہ بجائے نرسد

ایک مرتبہ حفظ سینہ کے بارے گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا، خداوند کریم نے مجھے حفظ کامل بخشا ہے مگر پھر بھی انسان عاجز ہے کبھی کبھی بھول جاتا ہوں۔ میں نے کہا الحمد للہ خداوند کریم نے آپ کا سینہ نور معرفت سے پُر فرمایا ہے، اگر خداوند کریم بہ طفیل خواجگان کرام حضرت قبلہ کی صحبت کے باعث حضرت کی خوشہ چینی نصیب فرمائے تو غنیمت ہے۔ آپ نے فرمایا اے فلاں بزرگوں کی خوشہ چینی بھی بہت بلند مقام ہے اور یہ اسے حاصل ہوتا ہے جو اپنے شیخ کی پیروی واتباع کرتا ہے۔

اے بارِ خدایا بطفیل جمیع انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام ہمیں اپنے شیخ اور تمام خواجگان کرام کی پیروی واتباع نصیب فرما۔ آمین

حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی صاحب فرماتے ہیں: بیت

خواہی وصال خدمتِ پیرِ طریق کن　　کوتہ مکن تو دستِ ارادت زدامنش

چوقطب الدین میچ سرازامر پیرِ خویش　　گر بایدت کہ خوشہ بہ چینی زخرمنش

میں نے سوال کیا قبلہ بیعت کے وقت کون سا کلمہ پڑھ کر اس کے ہاتھ پر دم کرے۔ آپ نے فرمایا اوّل بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھے پھر تین بار درود شریف پڑھ کر غلام کے ہاتھ پر دم کرے اور تلقین فرمائے کہ نماز و روزہ اور شریعت پر محکم ہو اور یہ درود شریف اس کے لیے وصول اِلَی اللّٰہ کا باعث ہے۔

نیز آپ نے فرمایا اے فلاں پیر طریقت پر فرض ہے کہ غلاموں پر توجہ

کرے اور فیض بخشے۔ فرض سے مراد لازم اور ضروری ہے نہ کہ مثل فرض خداوندی کے۔

میں نے عرض قبلہ اگر شیخ کے خلیفہ کو یہ استعداد نہ ہو اور وہ یہ توفیق نہ رکھتا ہو۔ فرمایا خلیفہ اپنے پیر کی طرف توجہ کرے اور شیخ اپنے شیخ کی طرف تا بہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف اور جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔

یہ ایک مثال میں نے تجھے بتائی اور سمجھایا ہے۔ پس خیال کرو۔ خدا نہ کرے کیا کسی ایک کو بھی توفیق نہ ہوگی کیا حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کو بھی نہیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں بلکہ ہے خداوند کریم نے ان سب کو توفیق اور استعداد عطا فرمائی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ اوّل تو خلیفہ کے شیخ سے دوسرے کی حاجت نہیں رہے گی۔

منقبت

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے حضور حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا نذرانۂ عقیدت۔

فنادر ذات پیغمبر معین الدین اجمیری
حبیب خالق اکبر معین الدین اجمیری

نظام الدین فرید الدین قطب الدین کے صدقہ میں
کرم فرمائیے مجھ پر معین الدین اجمیری

جو مل جائے کہیں مجھ کو بجائے تاج میں رکھ لوں
تمہارے کفش پائے سر معین الدین اجمیری

گنہگارانِ امت کا نہیں ہے ہند میں مولا
بجز تیرے کوئی یاور معین الدین اجمیری

خدا کے سامنے خوش جنوں کی لاج رہ جائے
زبان پر ہو سرِ محشر معین الدین اجمیری

بخطِ نور پیشانی پہ لکھا تھا حبیب اللہ
نہیں تم سا گدا پرور معین الدین اجمیری

غیر ہوں تو کیا ہے فریاد رس اے صاحبِ کوثر
نہیں تجھ سا کوئی دلبر معین الدین اجمیری

نہ توڑ اب آسرا میرا دکھیا دکھ کا ہوں مارا
پریشان حال ہوں مضطر معین الدین اجمیری

غلام بے سرو سامان تمہارے آستانہ کا
پھرے مارا یہ کیوں در در معین الدین اجمیری

جبیں سائی اسی در پر خدائی آکے کرتی ہے
خدا کے آپ ہیں مظہر معین الدین اجمیری

جمال اپنا دکھا دے سدید الدین مضطر کو
پڑا ہے آپ کے در پر معین الدین اجمیری

قصیدہ استقبالیہ

حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین رضی اللہ عنہ ۱۹۶۰ء میں جب پشاور تشریف لے گئے تو اس موقع پر استقبالیہ کے طور پر ایک عقیدت مند نے قصیدہ پیش کیا۔ آپ بھی پڑھیں اور ذوق حاصل کریں۔

فروغِ جلوۂ انوارِ سبحان نمودہ در سدید الدین دوران

فروزاں ہست در عالم فروزان ضیائے نیّرِ شاہِ سلیمان

الا اَے عاشقانِ حضرتِ دوست الا اَے طالبانِ نورِ یزدان

سدید الدین امد در پشاور بہ شکلِ خواجۂ شاہِ سلیمان

کُجا ہستند مجنونانِ عشقش کہ در جوش است بحرِ فیض عرفان

خُوشا آن رہنمائے اہلِ عالم خوشا آن ہادیٔ محبوب دوران

شریعت ہم طریقت ہم حقیقت عیانست زاں جمالِ نورِ عرفان

زنورش عالمی پُر نور گردید زمہر ش جلوۂ خورشیدِ تابان

به پاسِ خاطر ارباب ایشان   پئے درمنا وردِ درد مندان

طبیب خستہ جانانِ محبت   رسیده بہر دفع رنجِ عصیان

نگا ہے برمنِ بیدل نگا ہے   کہ ہستم مبتلائے دردِ ہجران

پئے سال وُرُودش نیز بیدل

بگو مہرِ درخشان زیبِ بُستان

۱۹۶۰ء

حضرت خواجہ عطاء اللہ صاحب مدّ ظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف

آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء کو ڈوگر کلاسرہ (نزد سنانواں) میں ہوئی۔ آپ اپنے بچپن کے ۹ سال تک اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ حافظ غلام سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہے۔

۶ مئی بروز اتوار ۱۹۷۹ء کو اپنے والد گرامی حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین تونسہ شریف کے وصال کے تیسرے روز حسبِ دستور خاندان دستار بندی ہوئی اور مسند سلیمانی پر جلوہ افروز ہوئے۔

یہ رسم دستار بندی اجمیر شریف کے سجادہ نشین حضرت سید آلِ مجتبیٰ صاحب نے ادا کی۔ اس موقع پر حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں عقیدت مندوں اور مریدین کے علاوہ تونسہ شریف، مہار شریف، سیال شریف کے صاحبزادگان موجود تھے۔

یاد رہے کہ حضرت خواجہ خان محمد صاحب نے تقریباً تین سال قبل بھی اپنی زندگی میں اپنے صاحبزادے صاحب کی دستار بندی کرئی تھی جو پاکپتن شریف کے سجادہ نشین حضرت دیوان صاحب نے کی تھی۔

حضرت خواجہ صاحب اپنے بزرگوں کے اعراس مبارک کا نہایت عمدگی سے اہتمام فرماتے ہیں۔ نیز اپنے سلسلہ چشتیہ کے مشائخ عظام اور خلفاء کرام کے اعراس میں شرکت کرتے ہیں۔ پاک پتن شریف اور چشتیاں

شریف اکثر اپنے احباب کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ جہاں بے شمار افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ چشتیہ بہشتیہ سلیمانیہ میں داخل ہو کر فیضیاب ہوتے ہیں۔

آپ یقیناً اپنے جدِ امجد شہباز طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ کی نعمتِ باطنی کے حقیقی وارث ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایۂ عاطفت غلامانِ تونسوی اور خادمانِ چشت پر تادیر قائم رکھے اور آپ کو عمرِ خضری عطا کرے اور اپنے آباء واجداد اور مشائخ عظام کے مقامات عالیہ اور مدارج عطا کرے اور آپ کے فیضان کو جاری وساری رکھے، جس طرح آپ کے آباء واجداد کے زمانے میں جاری تھا۔ آمین ثم آمین

طالبِ دعا

محمد عبدالغفور سلیمانی

بستی ہوتی داجل، تحصیل جام پور،

ضلع راجن پور

ماہ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ

اے خداوندا! تو ذاتِ کبریا کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفٰے ﷺ کے واسطے

میں ہوا ہوں سخت زار اس بند محنت میں اسیر
کھول دے مشکل علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے واسطے

خواجہؒ بصری حسن کا نام لاتا ہوں شفیع
شیخ عبد الواحد اہلِ بقا کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیلِ خواجہؒ ابن عیاض
شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے

حضرت خواجہ حذیفہ کے لیے ٹک رحم کر
پھر ہبیرہ البصری صاحب ہدیٰ کے واسطے

خواجہؒ ممشاد کی کاطر مرا دل شاد کر
شیخ بُو اسحاق قطب چشتیہ کے واسطے

خواجہؒ ابدال احمد بُو محمد مقتدیٰ
خواجہؒ بُو یوسف صاحب صفا کے واسطے

خواجہؒ مودودِ حق اور خواجہؒ حاجی شریف
خواجہؒ عثمان اہلِ اقتداء کے واسطے

والیٔ ہندوستان خواجہ معین الدین حسن
شیخ قطب الدین قطب الاتقیاء کے واسطے

کام کر شیریں طفیلِ خواجۂ گنج شکر
اور نظام الدین محبوبِ اولیاء کے واسطے

دل کو روشن کر طفیلِ شاہ نصیر الدین چراغ
اور کمال الدین کمالِ اصفیاء کے واسطے

دور کر ظلمت سراج دینِ دنیا کے طفیل
اور علم الحق و دین علم الھُدیٰ کے واسطے

حضرتِ محمود راجن سرورِ دنیا و دیں
اور جمال الدین جمن صاحب صفا کے واسطے

شیخ حسن اور خواجۂ شیخ محمد کی طفیل
حضرت یحییٰ مدنی مقتدیٰ کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل شاہ کلیم اللہ ولی
اور نظام الدین مقبولِ خدا کے واسطے

دین و دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر الدین
خواجۂ نور محمد رہنما کے واسطے

حضرتِ خواجۂ سلیمان دو جہاں کے دستگیر
قبلۂ حاجات و کعبۂ مُدّعا کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل خواجہ اللہ بخش پیر
عارف باللہ کامل رہنما کے واسطے

یا الٰہی کھول دے مشکل میری دارین میں
خواجہ موسیٰ تقی باصفا کے واسطے

صاحبِ صدق و صفا عالی مراتب بے ریا
خواجہ محمد حامد صاحب صابر وشاکر نورِ خدا کے واسطے

کلفتِ غم سے چھڑا یارب دلِ رنجور کو
خواجہ حافظ سدید الدین باصفا کے واسطے

صاحبِ کشف وکرامات صاحب صبر ورضا
خواجہ خان محمد نور الاصفیا کے واسطے

گرمیٔ سوزِ محبت میرے دل کو بھی ہو عطا
حضرت خواجہ عطاء اللہ مسند نشین چشتیہ کے واسطے

بخش دے اپنی محبت اور قطع کر دے ماسوا
برکت پیرانِ سجرہ چشتیا کے واسطے

بخش دے ہم سب کو خدا
سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے

وظیفہ برائے حل مشکلات

حضرت خواجہ حافظ صاحب نے فرمایا سلسلہ عالیہ چشتیہ کے پڑھنے کے بعد حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان رضی اللہ عنہ کے گیارہ اسم بطور وظیفہ دن میں تین بار یا ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو اور فرمایا بوقت حل مشکلات یہ گیارہ نام گیارہ مرتبہ پڑھ کر کہیں:

"امداد یا پیر پٹھان خواجہ سلیمان صاحب"

ان شاء اللہ تعالیٰ شاہ سلیمان کے طفیل مشکل حل ہو جائے گی۔ وہ اسماء مبارکہ یہ ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکۡ وَسَلِّمۡ. (تین مرتبہ)

(۱) الٰہی بحرمت حضرت درویش محمد سلیمان معین اللہ

(۲) الٰہی بحرمت حضرت فقیر محمد سلیمان شاہد اللہ

(۳) الٰہی بحرمت حضرت مسکین محمد سلیمان معشوق اللہ

(۴) الٰہی بحرمت حضرت اوتاد محمد سلیمان اسد اللہ

(۵) الٰہی بحرمت حضرت سلطان محمد سلیمان سیف اللہ

(۶) الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد سلیمان امرُ اللہ

(۷) الٰہی بحرمت حضرت ولی محمد سلیمان سھمُ اللہ

(۸) الٰہی بحرمت حضرت قطب محمد سلیمان امان اللہ

(۹) الٰہی بحرمت حضرت قطب الاقطاب محمد سلیمان فضل اللہ

(۱۰) الٰہی بحرمت حضرت بگوش محمد سلیمان رحمۃ اللہ

(۱۱) الٰہی بحرمت حضرت محبوب محمد سلیمان حبیب اللہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَّعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ.

(تین مرتبہ)

اے قبلۂ دیں کعبۂ ایماں مدد دے

وی بحر محیط فیض رحماں مدد دے

شُد تیرہ دل از خیرگیٔ نفس وحوادث

اے فخر جہاں نور وسلیماں مدد دے

اسم اعظم حرزِ اکبر اعتصام شش جہات

نامِ او خواجہ سلیماں وردِ حلِ مشکلات

قاضی حاجات عالم کافیٔ ہر درد و غم

بے پناہاں راپناہے درحیات ودرممات

تعارف نفیر گدا

از شیخ محمد متخلص انور ایڈووکیٹ۔ سپریم کورٹ ۱۴۱ الٹن روڈ لاہور

یہ وہ الوداعی عرس مبارک تھا کہ اس کے بعد حضرت خواجہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں کوئی صدارت کسی عرس پر نہ کی، زندگی نے وفا نہ کی۔ میں نے خواجہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عرس کے اختتام پر یہ نظم سنائی اور پیش کی، آپ نے اس کا عنوان ''نفیر گدا'' رکھا اور حاضرین مجلس کو حکم دیا کہ اس کو فریم کروا کر دربار پر معلق کیا جائے۔ یہ کسی عربی شعراء کے معلقات سے کم پایہ کی نہیں ہے، گر یہ امر تا حال تشنۂ انجام ہے۔

نفیر گدا

یوں نور محمد سے یہ خاک درخشاں ہے
کاشانہ سلیماں کا جلووں کا شبستاں ہے

سیمائے سلیماں کے پرتو کا یہ عنواں ہے
ہر دانۂ سنگ ریزہ لُولُوئے بدخشاں ہے

ہر ذرۂ تابندہ ہے طور تجلی کا
کوہِ دامنِ جعفر بھی اک وادی فاراں ہے

اس ریگ ملون سے ہیں شمس و قمر تاباں
یہ دشت سلیماںؒ کا اک عرش بداماں ہے

اک قبلہ عالم ہے اک فخرِ دو عالم ہے
اک خواجۂ سنجر ہے اک خواجۂ عثماں ہے

پیوستہ کرم فرما شامی و حسن بصری
سرچشمہ ولایت کا شیرشہِ مرداں ہے

سرکارِ دو عالم سے خود اذنِ خلافت ہے — اب نگاہِ سلیماںؒ کا ایک ایک نگہباں ہے

شاہبازِ سلیماںؒ کو راس آئی ہے نخچیری — فتراک میں بابل کے دشوار بھی آساں ہے

وہ کعبہ طریقت کا وہ قبلہ ہدایت کا — وہ ملجائے ایماں ہے وہ ماویٰ عرفاں ہے

دنیائے سلیماںؒ کے ہیں شام وسحر اپنے — ہر شام پس منظر اک صبح درخشاں ہے

اس در کی غلامی ہے درِ پردہ جہانبانی — اس حلقہ بگوشی میں خاقانی دوراں ہے

تیموری و خاقانی محمودی و دارائی — اک نظرِ تلطف کی شرمندۂ احساں ہے

سنگلاخ چٹانوں میں احساسِ مروت ہے — جو دشتِ لق ودق میں وہ رود کہستاں ہے

بھیگی ہوئی آنکھوں پر ارزانی رحمت ہے — بھیگے ہوئے دامن میں تطہیر کا ساماں ہے

پژمردہ امیدوں کو شاداب کیا کس نے — یہ کس کے تبسم سے ہر خار گلستاں ہے

بھٹکے ہوئے راہی نے پائی تو یہاں منزل — منزل کا ہر اک گوشہ تسکیں بداماں ہے

کلیوں کی چٹک میں ہے گلبانگِ مسیحائی — ہر برگِ گل تر میں ہر درد کا درماں ہے

ٹپکا جو یہاں آنسو ٹوٹا جو یہاں تارا — آنسو ہے گہر دانہ تار مہ تاباں ہے

اس در کا ہے دیوانہ فرزانۂ دو عالم — دیوانے کی لغزش میں تلقین دبستاں ہے

خمخانۂ جعفر ہے یارانِ قدح پیما نے خشت سرِ خُم ہے نے حاجب و درباں ہے

ساقی کی نگاہوں میں اک گونہ تلطف ہے تقدیر میں رندوں کی ہاں دولت ارزاں ہے

مخمور نگاہوں سے مے ناب ٹپکتی ہے ہر قطرۂ میگوں میں عکس رک جاناں ہے

نغمات پرافشاں ہیں بے مطرب وسازندہ معمورہ زیر و بم ہر تاز گریباں ہے

یہ خضرِ طریقت کی اک خاص عنایت ہے میں بندۂ تشنہ لب اور چشمۂ حیواں ہے

ترتیب عناصر کی برہم ہوئی جاتی ہے یہ کیف کا عالم ہے یہ وجد کا عنواں ہے

یہ نرم طرب اپنی آئینِ طرب اپنے ہر فرد خراباتی، بندہ ہے نہ سلطاں ہے

گریز۔۔۔ایک روایت کی طرف

یوں خار مغیلاں سے دیرینہ روایت ہے
ہر آبلۂ پا میں ناموس بیاباں ہے!

ہر آبلۂ پا ہے محراب سعادت کی
خاقانِ زمانہ بھی یاں ناصیہ کو باں ہے

اس آبلہ پائی کو بابل نے نوازا ہے
اک طفلکِ روہیلہ اب شاہ سلیماں ہے

ایک عاشقِ رسول ﷺ کی دعا

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

اے مولائے تو دونوں عالموں سے مستغنی بے پرواہ اور غنی ہے اور میں ایک عاجز انسان اور فقیر بے نوا ہوں

روزِ محشر عُذر ہائے من پذیر

میری عاجزانہ درخواست ہے کہ روزِ قیامت میری تقصیروں کا عذر سننا انہیں بخشنا اور اپنے عفوو کرم اور رحم سے نوازنا۔

گر تو می بینی حسابم ناگزیر

اے رب العزت اگر تو فیصلہ کر لے کہ روزِ قیامت میرا حساب لینا ناگزیر ہے اور ٹل نہیں سکتا تو اے مالک میری عاجزانہ درخواست قبول فرما۔

از نگاہِ مصطفےٰ ﷺ پنہاں بگیر

کہ میرا حساب سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ لینا ان کی پاک نگاہوں سے اوجھل میرا محاسبہ کرنا میں پُر تقصیر اور شرمندہ اُمتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا نہ کرسکوں گا۔

(عاشقِ رسول (ﷺ) ڈاکٹر علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ)